

عام فہم تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا
ایک سدا بہار مبارک سلسلہ

دارِ احادیث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سنی اور اسکو یاد
کیا اور اسکو محفوظ رکھا اور پھر دوسروں کو پہنچا دیا۔ (ترمذی)
نیز فرمایا سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ مسلمان علم وین کی بات سیکھے پھر
اپنے مسلمان بھائی کو سکھا دے۔ (ابن ماجہ)

زیرنگرانی

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی محمد شمس الرحمن صاحب رحمہ اللہ
رہنمائی دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

ادارۃ تالیفات اشرفیہ

پتہ: فوارہ مستان پاکستان

(061-4540513-4519240)

سلسلہ درس حدیث - ۱۲

عام فہم تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا
ایک سدا بہار مبارک سلسلہ

درک حدیث

۱۲

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سنی اور اسکو یاد
کیا اور اسکو محفوظ رکھا اور پھر دوسروں کو پہنچا دیا۔ (ترمذی)
نیز فرمایا سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ مسلمان علم دین کی بات سیکھے پھر
اپنے مسلمان بھائی کو سکھا دے۔ (ابن ماجہ)

از افادات

استاد المحدثین حضرت مولانا ادریس میرٹھی صاحب رحمہ اللہ

ادارۃ تالیفات اشرفیہ

چوک فوارہ نمستان پاکستان

(061-4540513-4519240)

اللَّهُمَّ
صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

كَأَصَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

إِنَّكَ لَمِنَ الْمُبْنِينَ

اللَّهُمَّ
بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

كَأَبَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

إِنَّكَ لَمِنَ الْمُبْنِينَ

كَلَامُ تَقْوَى اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ مِنَ خَيْرِ عَمَلٍ فِي رِضَا الْمُبَارَكِ ١٤١٢

نیکی اور حسن سلوک

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: (ان العبد اذا اخطا خطیئۃ نکت فی قلبہ نکتۃ سوداء فان ہو نزع واستغفر صقلت فان عاد زید فیہا حتی تعلوا قلبہ، فهو الران الذی ذکر اللہ تعالیٰ: (کلاب ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون) (المطففین: ۱۳)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”جب کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے پھر اگر وہ گناہ چھوڑ کر توبہ واستغفار کر لے تو دل پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ اگر دوبارہ گناہ کرتا ہے تو سیاہ نقطے بڑھتے بڑھتے پورے دل کو سیاہ کر دیتا ہے۔ یہ وہی ران اور زنگ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی اس آیت میں فرمایا ”کلاب ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون“ جس کا ترجمہ یہ ہے کوئی نہیں پر زنگ پکڑ گیا ہے ان کے دلوں پر جو وہ کماتے تھے“۔ (ترمذی نسائی ابن ماجہ صحیح ابن حبان حاکم)

تشریح: ”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ان گناہوں سے خاص طور پر بچنے کی کوشش کرو جن کو حقیر اور معمولی سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ سب مل کر آدمی کو ہلاک و برباد کر دیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی مثال بیان فرمائی کہ کچھ لوگ وسیع بیابان میں اترے انکا کھانا آ گیا (لیکن اس کو پکانا ہے) چنانچہ ایک شخص ایک لکڑی لاتا ہے۔ دوسرا شخص بھی لکڑی لاتا ہے یہاں تک کہ ایک ایک لکڑی جمع کرتے کرتے بہت سی لکڑیوں کا ایندھن جمع کر لیتے ہیں اور پھر انہی لکڑیوں کے ایندھن میں آگ لگا کر کھانا اس پر پکاتے ہیں۔ (ایک لکڑی پر آگ لگا کر کھانا نہیں پک سکتا تھا لیکن چھوٹی چھوٹی لکڑیوں کا ڈھیر لگا کر اسکی آگ میں کھانا پکا لیا جاتا ہے اسی طرح چھوٹے چھوٹے گناہ جمع ہوتے ہوتے انسان کی تباہی اور ہلاکت کا سامان بن جاتے ہیں۔ (احمد طبرانی، ابویعلی) البتہ ابویعلی کی روایت کے شروع میں ہے کہ شیطان اس سے تو مایوس ہو گیا کہ جزیرہ عرب میں اسکی پرستش کی جائے

گی۔ لیکن اسکے بغیر ہی ان گناہوں کو تم سے کرا کر خوش ہو جائے گا جن کو حقیر اور معمولی سمجھا جاتا ہے اور حقیقت میں وہی گناہ قیامت کے دن انسان کو ہلاک کر نیوالے ہونگے۔“ (طبرانی بیہقی)

”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عائشہ! اپنے کو ان گناہوں سے بچانے کی خاص طور سے کوشش اور فکر کرو جن کو حقیر اور معمولی سمجھا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی بھی باز پرس ہونے والی ہے۔“ (نسائی، ابن ماجہ، صحیح ابن حبان)۔

تشریح: جن لوگوں کو آخرت اور حساب کتاب کی کچھ فکر ہوتی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی پکڑ سے ڈرتے ہیں اور کبیرہ یعنی بڑے گناہوں سے بچنے کا تو عام طور پر اہتمام کرتے ہیں لیکن جو گناہ ہلکے اور صغیرہ سمجھتے جاتے ہیں ان کو خفیف اور معمولی سمجھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے بہت سے خدا ترس بندے بھی ان سے بچنے کی فکر زیادہ نہیں کرتے۔ حالانکہ

اس حیثیت سے کہ وہ گناہ ہیں اور ان کے کرنے میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی ان کی باز پرس ہونی ہے۔ ہمیں ان سے بچنے کی بھی پوری پوری کوشش کرنی چاہئے۔

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہی نصیحت فرمائی ہے اگرچہ اس کی خاص مخاطب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں لیکن درحقیقت یہ انتباہ اور یہ ہدایت و نصیحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنی امت کے سب مردوں اور عورتوں کے لئے ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص گھر والوں کو بھی اس فکر اور احتیاط کی ضرورت ہے تو آپ کے اور ہمارے لئے اس میں غفلت اور بے پروائی کی کیا گنجائش ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ صغیرہ گناہ اگرچہ کبیرہ کے مقابلہ میں صغیرہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہونے کی حیثیت سے اور اس حیثیت سے کہ آخرت میں اس کی بھی باز پرس ہونے والی ہے ہرگز صغیرہ اور ہلکا نہیں ہے۔ دونوں میں بس اتنا فرق ہے جتنا کہ زہریلے اور کم زہریلے سانپوں میں ہوتا ہے۔ پس جس طرح کم زہر والے سانپ سے بھی ہم بچتے اور بھاگتے ہیں اسی طرح ہمیں صغیرہ گناہوں سے بھی اپنے کو بچانے اور محفوظ رکھنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔

یہی اس حدیث کا منشاء اور مقصد ہے۔ (از معارف الحدیث)

”حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: بلاشبہ انسان گناہ کی وجہ سے

روزی سے محروم کر دیا جاتا ہے۔“ (نسائی، صحیح ابن حبان، حاکم) تشریح:- مطلب یہ ہے کہ آدمی کے گناہوں کی سزا میں حق تعالیٰ شانہ اس سے روزی کو روک لیتے ہیں اور اس پر روزی کو تنگ کر دیتے ہیں اس کے برخلاف شریعت پر چلنے اور دین پر عمل کرنے اور اس پر جہنم کی برکت سے روزی کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے جس کو حق تعالیٰ نے بیان فرمایا:

”اور یہ حکم آیا کہ اگر لوگ سیدھے رہتے راہ پر تو ہم پلاتے ان کو پانی بھر پور۔“ اور دوسری جگہ فرمایا:

”اور بستیوں والے ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو ہم کھول دیتے ان پر نعمتیں۔“

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو گناہوں سے استغفار کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے استغفار کے فوائد بتلائے جیسا کہ سورہ نوح میں ذکر ہے:

”تو میں نے کہا گناہ بخشو! اپنے رب سے بے شک وہ ہے بخشنے والا چھوڑ دے گا آسمان کی تم پر دھاریں اور بڑھادے گا تم کو مال اور بیٹوں سے اور بنادے گا تمہارے واسطے باغ اور بنادے گا تمہارے لئے نہریں۔“

اور ایک اور حدیث پاک میں وارد ہے کہ جو استغفار کو لازم پکڑ لیتا ہے حق تعالیٰ شانہ ہر مشکل میں سے راستہ دیتا ہے اور ہر غم سے نجات دیتا ہے اور ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں سے وہم و گمان نہ ہو۔ معلوم ہوا کہ اعمال صالحہ سے روزی کے دروازے کھلتے ہیں اور گناہوں کی وجہ سے روزی سے محرومی ہوتی ہے اور بے برکتی ہوتی ہے۔

دُعا کیجئے

اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو رزق حلال عطا فرمائے اور رزق حلال کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے طریقہ کے مطابق کھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

گناہوں کے اثرات

وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: انی لاحسب الرجل ینسی العلم کما تعلمہ للخطیئة یعملہا. رواہ الطبرانی موقوفاً، ورواہ ثقات الا ان القاسم لم یسمع من جدہ عبد اللہ. ترجمہ: ”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میرا یہ گمان ہے کہ ایک آدمی علم سیکھ کر جو بھول جاتا ہے اس کی وجہ کوئی گناہ اور غلطی و لغزش ہوتی ہے جو اس سے سرزد ہوتی ہے۔“ (طبرانی فی کبیر)

تشریح:۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کی ایک نحوست یہ ہوتی ہے کہ آدمی میں بھول کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے اور علم دین سے محرومی ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاذ امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ سے حافظہ کی کمزوری کی شکایت کی۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس کا علاج یہ ہے کہ گناہوں کو چھوڑ دو۔ کیونکہ علم حق تعالیٰ کا ایک نور ہے جو گناہگار کے دل میں نہیں ڈالا جاتا۔

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے (اپنے زمانے کے مسلمانوں کو مخاطب کر کے) فرمایا: تم ایسے کام کرتے ہو جو تمہاری نظر میں بال سے بھی زیادہ باریک ہیں لیکن ہم ان کاموں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موبقات یعنی ہلاک کرنے والے کاموں میں شمار کرتے تھے۔“ (بخاری احمد)

تشریح:۔ مطلب یہ ہے کہ تم لوگ ایسے کام کرتے ہو اور ایسی ایسی چیزیں اختیار کرتے ہو جو تمہاری نظر میں بہت معمولی درجہ کی اور بہت حقیر ہیں۔ زیادہ سے زیادہ تم ان کو مکروہات میں شمار کرتے ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ کام اور وہ چیزیں بڑی نقصان دہ ہیں اور بڑی تباہی کی طرف لے جانے والی ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم لوگ ایسے کاموں کو بھی ان کاموں میں شمار کرتے تھے جو اخروی انجام کے اعتبار سے ہلاکت میں ڈالنے والے ہیں۔ (از مظاہر حق)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اگر اللہ جل شانہ مجھ کو اور عیسیٰ علیہ السلام سے ہماری لغزشوں کے بارے میں مواخذہ کرے یقیناً ہمیں بھی عذاب دے گا اور ہم پر ذرا بھی ظلم نہیں کرے گا اور آپ نے شہادت کی اور اس کے ساتھ کی انگلی سے اشارہ فرمایا۔“

”ایک روایت میں ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ سے اور ابن مریم (عیسیٰ علیہ السلام) سے ان غلطیوں کے بارے میں مواخذہ کر لے جو ان شہادت کی اس کے ساتھ کی انگلی نے کی ہیں تو ہمیں ضرور عذاب دے پھر ہم پر ذرا بھی ظلم نہ کرے۔“ (صحیح ابن حبان)

تشریح:۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات معصوم ہوتے ہیں ان سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا۔ حدیث بالا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کا مقصد یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی کے گناہوں پر پکڑ فرمائیں تو اس کو ضرور عذاب و سزا دیں خواہ وہ کوئی بھی ہو عربی ہو یا عجمی فقیر ہو یا تو گنہگار عورت ہو یا مرد حتیٰ کہ بالفرض مجھ سے اور عیسیٰ علیہ السلام سے بھی گناہ سرزد ہوں (حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ علیہ السلام سے گناہ سرزد نہیں ہوئے) تو بھی اللہ تعالیٰ کا ضابطہ اتنا سخت ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے ضابطہ کی اتنی رعایت فرماتے ہیں کہ ہمارے گناہوں پر ہمیں کبھی عذاب دیں۔ تو دوسرے عام لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر کر

بطریقہ اولیٰ گناہوں سے بچنا چاہئے۔ (صحیح ابن حبان)

”حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو تم جانوروں کے ساتھ برا سلوک کرتے ہو اور ان پر ظلم کرتے ہو (کہ ان کو مارتے ہو اور ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ لادتے ہو) اگر یہ تمہیں معاف کر دیا جائے تو یہ سمجھ لو کہ بہت زیادہ گناہوں کو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا۔“ (احمد بیہقی)

تشریح: مطلب یہ ہے کہ تمہارے بہت سے گناہ تو ان جانوروں سے ہی متعلق ہیں جن کو عموماً گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا اگر جانوروں پر ظلم وغیرہ کے گناہ بھی معاف ہو گئے تو بہت سے معاف ہو گئے۔

حسن سلوک اور صلہ رحمی

والدین کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب اور ان کی فرمانبرداری

اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے اور ان کے انتقال کے بعد ان کے دوستوں سے اچھا سلوک کرنے کی تاکید۔

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کون سا عمل حق تعالیٰ شانہ کے نزدیک محبوب اور پسندیدہ ہے؟ ارشاد فرمایا وقت پر نماز پڑھنا، میں نے عرض کیا کہ پھر کون سا عمل؟ فرمایا والدین کے ساتھ اچھا سلوک۔ میں نے عرض کیا پھر کون سا عمل؟ فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد۔“ (بخاری مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی لڑکا اپنے والد کو اس سے بہتر بدلہ نہیں دے سکتا کہ اس کو غلام کسی کا مملوک پائے پھر اس کو خرید کر آزاد کر دے۔“ (مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ)

دُعا کیجئے

یا اللہ! اس درس کے ذریعے حضور علیہ السلام کی جو مبارک تعلیمات کا ہمیں علم ہوا ہے اپنی خاص توفیق سے اس پر عمل کرنے کی بھی ہمت و قوت عطا فرما۔

یا اللہ! اس درس حدیث کے ذریعے ہمیں اسلام کی جن بنیادی باتوں کا علم ہوا ہے اس پر صدق دل سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔

یا اللہ! اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام کو جو محبت تھی ہمیں بھی اس کا ذرہ عطا فرما کہ آپ کے محبوب کے طریقوں پر چلنا ہمارے لئے آسان ہو جائے۔

یا اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تعلیمات، نورانی اعمال سے ہمیں بھی اپنی زندگیوں کو آراستہ کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

حقوق والدین

وعن عبد الله بن عمرو بن العاص رضى الله عنهما قال: جاء رجل الى نبي الله صلى الله عليه وسلم فاستاذنه في الجهاد فقال: (احي والداك)؟ قال: نعم، قال: (فيهما فجاهد) رواه البخاري ومسلم و ابو داود والترمذي والنسائي.

ترجمہ: ”حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر جہاد پر جانے کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے عرض کیا جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تم انہیں کے درمیان رہ کر جہاد کرو۔ (یعنی پوری محنت و تہدہ کی ساتھ ان کی خدمت کرو کہ تمہارے حق میں یہی جہاد ہے)۔“ (بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی)

کے پاس واپس جاؤ اور ان کے ساتھ اچھی طرح رہو۔ (یعنی ان کی خدمت اور حقوق کی ادائیگی اچھی طرح کرو)۔“ (مسلم)

”حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں آپ سے ہجرت پر بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں اور میں اپنے والدین کو روتا ہوا چھوڑ کر آیا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ واپس انہی کے پاس جاؤ۔ اور ان کو ویسے ہی ہنسا کر آؤ یعنی ان کو راضی کر کے آؤ جیسا کہ تم ان کو روتا چھوڑ کر آئے تھے۔“ (ابو داؤد)

”حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یمن کا ایک شخص ہجرت کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچا تو آپ نے اس سے پوچھا: کیا یمن میں تمہارا کوئی ہے؟ اس نے عرض کیا کہ ہاں میرے والدین ہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا انہوں نے تم کو اجازت دی ہے؟ (اور تم ان کی اجازت سے یہاں آئے ہو)؟ اس نے عرض کیا کہ: ایسا تو نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا تو پھر ماں باپ کے پاس واپس جاؤ۔ اور یہاں آنے کی (اور جہاد اور دین کی محنت میں لگنے کی) ان

تشریح: شرح السنۃ میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے جو حکم ثابت ہوتا ہے اس کا تعلق نفلی جہاد سے ہے کہ جس شخص کے والدین زندہ ہوں اور مسلمان ہوں وہ ان کی اجازت کے بغیر نفلی جہاد میں شرکت کے لئے گھر سے نہ جائے۔ ہاں اگر جہاد فرض ہو تو پھر اس صورت میں ان کی اجازت کی حاجت نہیں بلکہ اگر وہ منع بھی کریں اور جہاد میں جانے سے روکیں تو ان کا حکم نہ مانا جائے اور جہاد میں جایا جائے۔ اسی طرح علماء نے لکھا ہے کہ اگر مسلمان ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کو ناگوار خاطر ہو تو ان کی اجازت کے بغیر کسی بھی نفل عبادت جیسے نفل حج و عمرہ کے لئے نہ جائے اور نہ نفل روزہ رکھے۔ (از مظاہر حق جدید)

”مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میں آپ سے ہجرت اور جہاد پر بیعت کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ اور میں اجر کا اللہ جل شانہ سے طلب گار ہوں۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے۔ اس نے عرض کیا جی ہاں! بلکہ دونوں ہی زندہ ہیں۔ ارشاد فرمایا تم اللہ تعالیٰ سے اجر چاہتے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں! ارشاد فرمایا پھر اپنے والدین

سے اجازت مانگو پھر وہ اگر تمہیں اجازت دے دیں تو آؤ اور جہاد میں لگ جاؤ اور اگر وہ اجازت نہ دیں تو ان کی خدمت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہو۔ (ابوداؤد)

تشریح: ہجرت کر کے آنے والوں اور جہاد میں شرکت کرنے والوں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو عام مستقل رویہ اور اسوہ حسنہ تھا اس کی روشنی میں اس قسم کی تمام احادیث کے بارے میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ ان کا تعلق اس صورت سے ہے جب ماں باپ خدمت کے سخت محتاج ہوں اور کوئی دوسرا ان کی خبر گیری کرنے والا نہ ہو اور اس وجہ سے وہ اجازت بھی نہ دیں تو پھر بلاشبہ ان کی خدمت اور خبر گیری ہجرت اور جہاد سے بھی مقدم ہوگی۔

البتہ اس حدیث سے یہ نتیجہ نکالنا غلط ہوگا کہ جس کسی کے ماں باپ ہوں وہ جہاد اور دین کی کسی خدمت کے لئے بھی گھر سے نہ نکلے اور صرف وہی لوگ جہاد اور دین کی خدمت میں لگیں جن کے ماں باپ نہ ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کرتے تھے ان میں بڑی تعداد انہی کی ہوتی تھی جن کے ماں باپ زندہ ہوتے تھے۔ (از معارف الحدیث)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا اس نے عرض کیا میں جہاد کرنا چاہتا ہوں لیکن مجھے اس پر قدرت نہیں ہے آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے کہا میری ماں ہے آپ نے ارشاد فرمایا ان کے ساتھ اچھا سلوک کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرو جب تم یہ کر لو گے تو تم حج کرنے والے عمرہ کرنے والے جہاد

کرنے والے ہو گئے (یعنی ماں کو خوش کرنے پر حج و عمرہ اور جہاد سب کا ثواب مل جائے گا)۔ (ابویعلیٰ طبرانی صغیر و اوسط)

”حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ: اولاد پر ماں باپ کا کتنا حق ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ: وہ تمہاری جنت و دوزخ ہیں۔“ (ابن ماجہ)

تشریح: مطلب یہ ہے کہ اگر تم ماں باپ کو راضی رکھو گے ان کی خدمت کرو گے تو جنت پالو گے۔ اور اگر اس کے برعکس ان کی نافرمانی اور ایذا رسانی کر کے انہیں ناراض کرو گے اور ان کا دل دکھاؤ گے تو پھر تمہارا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔ (از معارف الحدیث)

”حضرت معاویہ بن جاحمہ سے روایت ہے کہ میرے والد جاحمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ: میرا ارادہ جہاد میں جانے کا ہے اور میں آپ سے اس بارے میں مشورہ لینے کے لئے حاضر ہوا ہوں آپ نے ان سے پوچھا کیا تمہاری ماں ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: ”ہاں! ہیں“ آپ نے فرمایا: تو پھر انہی کے پاس انہی کی خدمت میں رہو ان کے قدموں میں تمہاری جنت ہے۔“ (ابن ماجہ نسائی حاکم)

”طبرانی کی روایت میں مذکورہ بالا واقعہ یوں ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تا کہ جہاد کا اپنے بارے میں مشورہ کروں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تمہارے ماں باپ ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں! ارشاد فرمایا پھر تو انہی کے پاس انہی کی خدمت میں رہو ماں باپ دونوں کے قدموں میں تمہاری جنت ہے۔“ (طبرانی)

دُعا کیجئے: اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا پیروکار بنائے سب کو جنت کا داخلہ نصیب فرمائے اور ہر ہر کام میں سنت نبوی پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

والدین کی شفقت

وعن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ ان رجلا تاه فقال: ان لی امرأه وان امی تامرني بطلاقها؟ فقال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: (الوالد اوسط ابواب الجنة) فان شئت فاضع هذا الباب او احفظه. رواه ابن ماجه والترمذی واللفظ له وقال: ربما قال سفیان امی، وربما قال ابی، قال الترمذی: حدیث صحیح.

ترجمہ: ”حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ان کے پاس آ کر عرض کیا کہ میری ایک بیوی ہے اور میری ماں مجھے اسے طلاق دینے کو کہتی ہیں؟ (میں کیا کروں؟) ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ والد جنت کے دروازوں میں سے سب سے بہتر اور عمدہ دروازہ ہے تمہیں اختیار ہے کہ چاہو تو اس کو ضائع کرو یا اس کی حفاظت رکھو۔ (ابن ماجہ ترمذی) ایک روایت میں ماں کے بجائے باپ کا ذکر ہے کہ وہ طلاق دینے کو کہتے ہیں“

تشریح: ”ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے ابو درداء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آ کر عرض کیا میرے باپ نے میری شادی اصرار کر کے کسی سے کرائی۔ اب وہ مجھے اسے طلاق دینے کو کہتے ہیں؟ (اس صورت میں میرے لئے کیا حکم ہے؟) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ: نہ تو میں ماں باپ کی نافرمانی کا تمہیں کہوں گا اور نہ ہی تمہیں بیوی کو طلاق دینے کو کہوں گا البتہ اتنی بات ہے کہ اگر تم چاہو تو میں تمہیں وہ حدیث سنا دوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے میں نے آپ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ والد جنت کا سب سے بہتر دروازہ ہے۔ (اس کی فرمانبرداری کر کے) چاہو تو اس دروازہ کی حفاظت رکھو اور یا (اس کی نافرمانی کر کے) اس دروازہ کو چھوڑ دو جو جنت میں داخلہ کے لئے تھا۔ راوی کہتے ہیں میرا گمان ہے کہ عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کو طلاق دے دو۔“ (صحیح ابن حبان)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی جس سے مجھے محبت تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو (کسی وجہ سے) پسند نہ فرماتے تھے مجھ سے فرمایا اس کو طلاق دے دو۔ میں نے انکار کر دیا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اس بات کا تذکرہ آپ کے سامنے کیا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اسے طلاق دے دو۔“ (ابوداؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ)

تشریح: ماں باپ کی شفقت اولاد پر حد سے زیادہ ہوتی ہے وہ ہمیشہ اولاد کے لئے خیر اور بھلا ہی سوچتے ہیں پھر باپ بھی جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہوں جن کی فراست معروف و مشہور ہے۔ آخر انہوں نے اپنے بیٹے کو جو طلاق دینے کے لئے فرمایا ضرور اس میں کوئی مصلحت ہوگی تب ہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ابن عمر رضی اللہ عنہ کو وہی فرمایا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔ واللہ اعلم۔

گے۔ (ابو یعلیٰ، طبرانی، حاکم، اصہبانی)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: تم اپنے آباء (ماں باپ) کی خدمت و فرمانبرداری کرو تمہاری اولاد تمہاری فرمانبرداری اور خدمت گزار ہوگی تم پاکدامنی کے ساتھ رہو تمہاری عورتیں پاکدامن رہیں گی۔ (طبرانی)

تشریح: مطلب یہ ہے کہ جو اولاد ماں باپ کی فرمانبرداری اور خدمت کرے گی اللہ تعالیٰ اس کی اولاد کو اس کا فرمانبردار اور خدمت گزار بنادے گا اسی طرح جو لوگ پاکدامنی کی زندگی گزاریں گے اللہ تعالیٰ ان کی بیویوں کو پاکدامنی کی توفیق دے گا۔ (از معارف الحدیث)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: وہ آدمی ذلیل ہو وہ خوار ہو وہ رسوا ہو عرض کیا گیا یا رسول اللہ کون؟ (یعنی کس کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا ہے) آپ نے فرمایا وہ (بد نصیب) جو ماں باپ کو یا دونوں میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پائے پھر (ان کی خدمت اور ان کا دل خوش کر کے) جنت حاصل نہ کرے۔ (مسلم)

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو یہ چاہتا ہو کہ اس کی عمر بڑھا دی جائے اور اس کی روزی کو بڑھا دیا جائے اسے چاہئے کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔ (احمد)

تشریح: اس طرح کی احادیث کا تقدیر کی احادیث سے کوئی ٹکراؤ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ازل سے معلوم تھا اور معلوم ہے کہ فلاں آدمی ماں باپ کی خدمت اور فرمانبرداری کرے گا اسی لحاظ سے اس کی عمر اس سے زیادہ مقرر فرمائی گئی جتنی کہ اس کو ماں باپ کی خدمت اور فرمانبرداری نہ کرنے کی صورت میں دی جاتی۔ اسی طرح سب حدیثوں کو سمجھنا چاہئے جن میں کسی اچھے عمل پر رزق میں وسعت اور برکت وغیرہ کی خوشخبری سنائی گئی ہے حالانکہ رزق کی تنگی اور وسعت بھی مقدر ہے۔ (از معارف الحدیث)

”حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا اس کے لئے جنت میں طوبی نامی بہت عمدہ درخت ہوگا اور حق تعالیٰ شانہ اس کی عمر بڑھا دیں

وُعا کیجئے

یا اللہ! ان احادیث میں آج ہم نے جو کچھ سنا اور سمجھا محض اپنے فضل و کرم سے اس پر عمل کرنا ہمارے لئے آسان فرمادیجئے۔

یا اللہ! آج کے اس پر فتن دور میں ہمارے لئے دین پر چلنا آسان فرما۔ اور ہمیں حقیقی فکر آخرت نصیب فرما۔

یا اللہ! ہمیں اپنی ایسی محبت عطا فرما کہ ہمارے لئے نیکیاں کرنا آسان ہو جائے اور اپنی ذات کا اتنا خوف و خشیت

نصیب فرما کہ ہمارے لئے تمام گناہوں کو چھوڑنا آسان ہو جائے۔

یا اللہ! ہمیں ہر روز موت کو یاد رکھنے اور آپ سے ملاقات کیلئے خود کو تیار کرنے کی توفیق نصیب فرما۔ آمین یا رب العالمین

اطاعت والدین

وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: جاء رجل الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله من احق الناس بحسن صحابتي؟ قال: (امك). قال: ثم من؟ قال: (امك). قال: ثم من؟ قال: (امك). قال: ثم من؟ قال: (ابوك). رواه البخاری و مسلم.

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ مجھ پر خدمت اور حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ: تمہاری ماں کا اس نے دریافت کیا اس کے بعد کس کا حق زیادہ ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ: میں پھر کہتا ہوں تمہاری ماں کا۔ اس نے عرض کیا پھر کس کا؟ آپ نے ارشاد فرمایا پھر میں کہتا ہوں تمہاری ماں کا۔ اس نے عرض کیا اس کے بعد کس کا؟ آپ نے ارشاد فرمایا پھر اس کے بعد تمہارے باپ کا حق ہے۔“ (بخاری، مسلم)

حدیبیہ کے زمانہ میں جب مشرکین مکہ کو مدینہ آنے کی اور مدینہ کے مسلمانوں کو مکہ جانے کی آزادی حاصل ہو گئی تو حضرت اسماء کی یہ ماں اپنی بیٹی کے پاس مدینہ آئیں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ: مجھے ان کے بارے میں کیا رویہ اختیار کرنا چاہئے۔ کیا ان کے کافر و مشرک ہونے کی وجہ سے میں ان سے ”ترک موالات“ کروں یا ماں کے رشتہ کا لحاظ کر کے ان کی خدمت اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کروں؟ آپ نے حکم فرمایا کہ: ان کی خدمت کرو۔ اور ان کے ساتھ وہی سلوک کرو جو ماں کا حق ہے جیسا کہ سورہ لقمان میں ہے کہ ماں باپ اگر بالفرض مشرک ہوں اور اولاد کو بھی کفر و شرک کے لئے مجبور کریں تو اولاد کو چاہئے کہ ان کے کہنے سے کفر و شرک تو نہ کرے لیکن دنیا میں ان کے ساتھ اچھا سلوک اور ان کی خدمت پھر بھی کرتی رہے۔ (از معارف الحدیث)

”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ کی رضا مندی

”حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش مکہ کے (حدیبیہ والے) معاہدے کے زمانے میں میری ماں جو اپنے مشرکانہ مذہب پر قائم تھی (سفر کر کے مدینہ میں) میرے پاس آئی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ! میری ماں میرے پاس آئی ہے اور وہ خدمت کی خواہش مند ہے تو کیا میں اس کی خدمت کروں؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں! اس کی خدمت کرو (اور اس کے ساتھ وہ سلوک کرو جو بیٹی کو ماں کے ساتھ کرنا چاہئے)۔“ (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

تشریح: حضرت اسماء صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور دوسری ماں سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بڑی بہن تھیں ان کی ماں کا نام روایات میں قتیلہ بنت عبد العزی ذکر کیا گیا ہے۔ (جن کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت میں طلاق دے کر الگ کر دیا تھا!) بہر حال اسلام کے دور میں یہ ان کی بیوی نہیں رہیں اور اپنے مشرکانہ طریقے ہی پر قائم رہیں۔ صلح

والد کی رضامندی میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔ (ترمذی صحیح ابن حبان حاکم) طبرانی کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری باپ کی اطاعت و فرمانبرداری میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی باپ کی نافرمانی ہے۔

تشریح: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو اپنے مالک اور مولیٰ کو راضی کرنا چاہے وہ اپنے والد کو راضی اور خوش رکھے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہونے کے لئے والد کی رضا جوئی شرط ہے اور والد کی ناراضگی کا لازمی نتیجہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے لہذا جو کوئی والد کو ناراض کرے گا وہ رضاء الہی سے محروم رہے گا۔ اس حدیث میں والد کا لفظ آیا ہے جو عربی زبان میں باپ ہی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ (ماں کے لئے والدہ کا لفظ بولا جاتا ہے) اس بناء پر اس حدیث میں ماں کا ذکر صراحتہ نہیں آیا ہے۔ لیکن چونکہ دوسری احادیث میں ماں کا درجہ باپ سے بھی بلند اور بالاتر بیان کیا گیا ہے اس لئے ماں کی خوشی اور ناخوشی کی بھی وہی اہمیت ہوگی اور اس کا بھی وہی درجہ ہوگا جو اس حدیث میں باپ کی رضامندی اور ناراضگی کا بتایا گیا ہے۔ (از معارف الحدیث)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ: ایک

شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ: میں نے ایک بہت بڑا گناہ کیا ہے تو کیا میری توبہ بھی قبول ہو سکتی ہے۔ (اور مجھے معافی مل سکتی ہے) آپ نے پوچھا تمہاری ماں زندہ ہے؟ اس نے عرض کیا ماں تو نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا تو کیا تمہاری کوئی خالہ ہے؟ اس نے عرض کیا کہ: ہاں خالہ موجود ہے آپ نے فرمایا: تو اس کی خدمت اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ (اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے تمہاری توبہ قبول فرمائے گا اور تمہیں معاف فرمادے گا) ایک روایت میں آپ نے والدین کے متعلق سوال فرمایا کہ وہ زندہ ہیں؟“ (ترمذی صحیح ابن حبان حاکم)

تشریح: یوں تو سارے ہی اعمال صالحہ میں یہ خاصیت ہے کہ وہ گناہوں کے گندے اثرات کو مٹاتے اور اللہ تعالیٰ کی رضا و رحمت کو کھینچتے ہیں ”ان الحسنات یذهبن السيئات“ لیکن بعض اعمال صالحہ اس بارے میں غیر معمولی امتیازی شان رکھتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کی خدمت اور اسی طرح خالہ کی خدمت بھی انہی اعمال میں سے ہے جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ بڑے بڑے گناہ گاروں اور سیاہ کاروں کی توبہ قبول فرمالتا ہے اور ان سے راضی ہو جاتا ہے۔ (از معارف)

دُعا کیجئے

یا اللہ! ان احادیث میں آج ہم نے جو کچھ سنا اور سمجھا محض اپنے فضل و کرم سے اس پر عمل کرنا ہمارے لئے آسان فرمادیجئے۔

یا اللہ! آج کے اس پر فتن دور میں ہمارے لئے دین پر چلنا آسان فرما۔ اور ہمیں حقیقی فکر آخرت نصیب فرما۔

یا اللہ! ہمیں اپنی ایسی محبت عطا فرما کہ ہمارے لئے نیکیاں کرنا آسان ہو جائے اور اپنی ذات کا اتنا خوف و خشیت

نصیب فرما کہ ہمارے لئے تمام گناہوں کو چھوڑنا آسان ہو جائے۔

والدین کی نافرمانی پر وعید

وعن ابی اسید مالک بن ربیعۃ الساعدی رضی اللہ عنہ قال: بینا نحن جلوس عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ جاء رجل من بنی سلمۃ فقال: یا رسول اللہ هل بقی من براہوی شیء ابرہما بہ بعد موتہما؟ قال: (نعم) الصلاۃ علیہما والاستغفار لہما، وانفاذ عہدہما من بعدہما، و صلۃ الرحم التي لا توصل الابہما، و اکرام صدیقہما۔ رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ و ابن حبان فی صحیحہ، وزاد فی آخرہ: قال الرجل: ما اکثر هذا یا رسول اللہ واطیبہ، قال: (فاعمل بہ)

ترجمہ: ”حضرت ابواسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک وقت جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے بنی سلمہ میں سے ایک شخص آئے اور انہوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! کیا میرے ماں باپ کے مجھ پر کچھ ایسے حقوق بھی ہیں جو ان کے مرنے کے بعد مجھے ادا کرنے چاہئیں؟ آپ نے فرمایا کہ جی ہاں ان کے لئے خیر و برکت کی دعا کرتے رہنا، ان کے واسطے اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور بخشش مانگنا، ان کا اگر کوئی معاہدہ کسی سے ہو اس کو پورا کرنا۔ ان کے تعلق سے جو رشتے ہیں ان کا لحاظ رکھنا اور ان کا حق ادا کرنا اور ان کے دوستوں کا اکرام و احترام کرنا۔ (ابوداؤد ابن ماجہ صحیح ابن حبان)

تشریح: ایک روایت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ انہوں نے سن کر عرض کیا یا رسول اللہ! کیسی بہترین اور بڑھیا بات ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پھر اس پر عمل کرو۔

”عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مکہ کے راستہ میں ایک دیہات کا شخص ملا۔ اس کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام کیا اور اس کو گدھے کی سواری دے دی جس پر خود سوار ہوتے تھے اور اپنے سر کا عمامہ اتار کر اسے عنایت فرمایا۔ (مسلم)

”حضرت ابو بردہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ حاضر ہوا میرے پاس حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف لائے اور فرمایا معلوم ہے کہ میں کیوں تمہارے پاس

آیا ہوں؟ میں نے عرض کیا مجھے تو معلوم نہیں فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جو کوئی یہ چاہے کہ قبر میں اپنے باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو باپ کے انتقال کے بعد اس کے بھائیوں (دوستوں) کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھے۔ (جو برتاؤ رکھنا چاہئے) اور میرے باپ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اور تمہارے والد میں دوستی اور محبت تھی اس لئے میں نے یہ سلوک کرنے کو پسند کیا۔ (اور تمہارے پاس آیا)۔ (صحیح ابن حبان)

والدین کی نافرمانی اور ایذا رسانی پر وعید

”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اپنے ماں باپ کو گالی دینا بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! کیا

کوئی اپنے ماں باپ کو بھی گالی دے سکتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں! اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی کے ماں باپ کو گالی دے پھر وہ جواب میں اس کے ماں باپ کو گالی دے (تو گویا اس نے خود ہی اپنے ماں باپ کو گالی دلوائی)۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد و ترمذی)

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی آدمی کا کسی دوسرے کو ایسی بات کہنا یا ایسی حرکت کرنا جس کے نتیجہ میں دوسرا آدمی اس کے ماں باپ کو گالی دینے لگے اتنی ہی بری بات ہے جتنی کہ خود اپنے ماں باپ کو گالی دینا اور یہ گناہ کبیرہ کے درجہ کی چیز ہے۔ ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کبیرہ گناہوں میں سے بڑا کبیرہ گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین پر لعنت کرے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! آدمی اپنے والدین پر کیسے لعنت کر سکتا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ہاں اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی کے باپ کو گالی دے وہ جواب میں اس کے باپ کو گالی دے۔“ (بخاری و مسلم)

”حضرت عمرو بن مرہ الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور پانچ نمازیں پڑھیں اور اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کی اور رمضان کے روزے رکھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص اس حال میں انتقال کر جائے وہ قیامت کے دن انبیاء صدیقین شہداء کے ساتھ ایسے اٹھے گا جیسا کہ دو انگلیاں قریب قریب ہیں آپ نے اپنی دو انگلیوں کو کھڑا کر کے دکھایا۔ جب تک کہ ماں باپ کی نافرمانی نہ کرے۔“ (طبرانی، ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان)

”حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہ تمام گناہوں کی سزا جو چاہتے ہیں قیامت تک موخر کر دیتے ہیں البتہ والدین کی نافرمانی اور ایذاء رسانی کا گناہ ایسا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ موت سے پہلے زندگی میں بہت جلد اس کی سزا دے دیتے ہیں۔“ (حاکم اصہبانی)

”عوام بن حوشب اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ کسی محلہ میں پہنچا اور اس محلہ میں ایک طرف قبرستان تھا۔ چنانچہ عصر کی نماز کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ ایک قبر پھٹی اس میں سے ایک شخص نکلا جس کا سر گدھے کا تھا اور جسم انسان کا وہ تین مرتبہ گدھے کی طرح چینا پھر قبر بند ہو گئی۔ اس جگہ ایک بوڑھی عورت بیٹھی سوت کات رہی تھی۔ ایک عورت نے کہا تم اس بوڑھی کو دیکھتے ہو؟ میں نے کہا کہ اس کو کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا کہ قبر سے نکلنے والے شخص کی یہ ماں ہے میں نے کہا اس کا کیا واقعہ ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ شخص شراب کا عادی تھا جب یہ شراب پینے جاتا تو اس کی ماں کہتی اللہ سے ڈر! کب تک شراب پئے گا؟ وہ جواب میں کہتا کہ تو ایسی چیختی ہے کہ گدھا چیختا ہے اس شخص کا عصر کی نماز کے بعد انتقال ہو گیا۔ اب (اس کی سزا اللہ تعالیٰ نے یہ دی کہ) روزانہ عصر کے بعد اس کی قبر پھٹتی ہے یہ تین مرتبہ گدھے کی طرح ریٹکتا اور چیختا ہے پھر قبر بند ہو جاتی ہے۔ (اصہبانی وغیرہ) اور اصہبانی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ابو عباس اصم نے نیساپور میں حفاظت حدیث کے مجمع میں یہ واقعہ سنایا کسی نے اس کا انکار نہ کیا۔ (معلوم ہوا واقعہ صحیح ہے)۔“

دُعا کیجئے: یا اللہ العالمین ہمیں اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت عطا فرما

کہ ہمارے لئے اتباع سنت آسان ہو جائے۔

چند اعمال صالحہ

وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: (من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفہ، و من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلیصل رحمہ، و من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلیقل خیراً اولیصمت). رواہ البخاری و مسلم.

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ صلہ رحمی کرے اور جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ خیر کی بات کہے یا پھر خاموش ہو جائے۔“ (بخاری، مسلم)

کرو۔ کیونکہ صلہ رحمی گھر والوں میں محبت کا ذریعہ ہے مال کے بڑھنے کا ذریعہ ہے عمر میں برکت کا ذریعہ ہے۔“ (ترمذی)

”حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو چاہتا ہو کہ اس کی عمر لمبی ہو اور اس کی روزی کشادہ ہو اور وہ بری موت مرنے سے بچے تو اسے چاہئے کہ (ہر حال میں) اللہ تعالیٰ سے ڈرے تقویٰ اختیار کرے اور صلہ رحمی کرے۔“ (احمد، بزار، حاکم)

”قبیلہ خثعم کے ایک شخص سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ اس وقت اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایک مجمع میں بیٹھے تھے میں نے عرض کیا کیا آپ ہی کا گمان ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ فرمایا جی ہاں! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! تمام اعمال میں اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل محبوب ہے۔ ارشاد فرمایا صلہ رحمی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر کون سا عمل؟ ارشاد فرمایا امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اعمال میں کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ مبغوض اور ناپسندیدہ ہے؟ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر کون سا

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی یہ چاہے کہ اس کے رزق میں فراخی اور کشادگی ہو۔ اور دنیا میں اس کے آثار قدم تا دیر رہیں (یعنی اس کی عمر دراز ہو) تو وہ (اہل قرابت کے ساتھ) صلہ رحمی کرے۔“ (بخاری، مسلم)

تشریح:۔ صلہ رحمی کی دو ہی صورتیں ہیں ایک یہ کہ آدمی اپنی کمائی سے اہل قرابت کی مالی خدمت کرے دوسرے یہ کہ اپنے وقت اور اپنی زندگی کا کچھ حصہ ان کے کاموں میں لگائے اس کے صلہ میں رزق و مال میں وسعت اور زندگی میں اضافہ اور برکت بالکل قرین قیاس اور اللہ تعالیٰ کی حکمت و رحمت کے عین مطابق ہے۔ (از معارف الحدیث)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: جو شخص یہ چاہے کہ اس کی روزی میں فراخی اور کشادگی ہو اور اس کی عمر دراز ہو تو اس کو چاہئے کہ صلہ رحمی کرے۔“ (بخاری)

اور ترمذی میں ہے کہ اپنے نسب سیکھو معلوم کرو تا کہ اس کے ذریعہ (رشتہ معلوم کر کے) قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی

عمل؟ ارشاد فرمایا پھر قطع رحمی (رشتہ توڑنا) میں نے عرض کیا پھر کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو مبغوض اور ناپسندیدہ ہے ارشاد فرمایا پھر منکر و گناہ کا حکم کرنا اور معروف و نیکی سے روکنا۔ (ابو یعلیٰ)

”حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر پر تھے کہ ایک بدوسا منے آ گیا اور آپ کی اونٹنی مبارکہ کی لگام پکڑ کر کہنے لگا یا رسول اللہ! مجھے وہ عمل بتائیں جو جنت سے مجھے قریب کر دے اور دوزخ سے دور کر دے۔ راوی کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر کچھ دیر رک گئے۔ پھر اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھا پھر ارشاد فرمایا اسے اچھی بات پوچھنے کی توفیق ہوئی ہے یا اسے خیر و رشد کی ہدایت دی گئی ہے۔ ارشاد فرمایا تم نے کیسے کہا تھا چنانچہ اس نے اپنا سوال دہرایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور نماز قائم کرو۔ اور زکوٰۃ ادا کرو اور صلہ رحمی کرو یہ جواب دے کر اس اعرابی کو فرمایا (اب) میری اونٹنی کی لگام چھوڑ (تاکہ میں آگے سفر کروں)۔“

”ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اپنے رشتہ

داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔ چنانچہ جب وہ شخص واپس چلا گیا تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا اگر یہ شخص اس عمل کو جس کا میں نے اسے حکم کیا مضبوطی سے تھام لے تو جنت میں داخل ہو جائے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کچھ لوگوں کی وجہ سے اللہ جل شانہ شہروں کو آباد رکھتا ہے اور ان کا مال و دولت خوب بڑھتا ہے اس میں برکت دیتا ہے اور جب سے ان کو پیدا کیا کبھی ان کی طرف ناپسندیدگی و ناگواری سے نہیں دیکھا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ انعامات ان کو کس وجہ سے دیئے جاتے ہیں؟ ارشاد فرمایا ان کی قرابت داروں و رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کی وجہ سے۔ (طبرانی، حاکم)

”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جس کو نرمی کا حصہ دیا گیا اسے دنیا و آخرت کی بھلائی میں سے اس کا حصہ دے دیا گیا اور صلہ رحمی اور پڑوس کے ساتھ اچھا برتاؤ یا ارشاد فرمایا اچھے اخلاق شہروں کی آبادی اور عمر میں اضافہ کا ذریعہ ہیں۔ (احمد)

دُعا کیجئے

یا اللہ ہمیں اس دنیا کی زندگی میں اپنی آخرت کی فکر نصیب فرما اور ہمیں اپنی حقیقی منزل کی تیاری اور فکر نصیب فرما۔

یا اللہ ہمیں حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائیگی کی توفیق نصیب فرما اور ہمارے لئے اپنی شریعت مطہرہ پر چلنا آسان فرما دے۔

یا اللہ ہماری حفاظت فرمائیے اور دنیا و آخرت میں اپنے فضل و کرم کا معاملہ فرمائیے۔
آمین یا رب العالمین

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحتیں

وعن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال: او صانی خلیلی صلی اللہ علیہ وسلم بخصال من الخیر او صانی ان لا انظر الی من هو فوقی و ان انظر الی من هو دونی و او صانی بحب المساکین و الذنوب منهم و او صانی ان اصل رحمی و ان ادبرت و او صانی ان لا اخاف فی اللہ لومة لائم و او صانی ان اقول الحق و ان کان مرا و او صانی ان اکثر من لاحول ولا قوة الا باللہ فانها کنز من کنوز الجنة

رواہ الطبرانی و ابن حبان فی صحیحہ واللفظ لہ.

ترجمہ: ”حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے میرے خلیل یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند خیر کی باتوں اور عادتوں کی نصیحت فرمائی (پہلی) وصیت یہ فرمائی کہ میں ان لوگوں کی طرف نہ دیکھوں جو مال و دولت وغیرہ میں مجھ سے زیادہ حیثیت والے ہیں۔ (تاکہ دنیا کی حرص پیدا نہ ہو) بلکہ جو دنیا کے اعتبار سے مجھ سے کم درجہ کے ہیں ان کو دیکھوں (تاکہ قناعت اور شکر پیدا ہو) (دوسری) وصیت یہ فرمائی کہ میں مساکین و فقراء سے محبت کروں اور ان سے قریب رہوں۔ (تیسری) وصیت یہ فرمائی کہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کروں اگرچہ وہ قطع رحمی کریں۔ (چوتھی) وصیت یہ فرمائی کہ اللہ جل شانہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کروں۔ (پانچویں) وصیت یہ فرمائی کہ میں حق بات کہوں خواہ کڑوی ہی ہو (چھٹی) وصیت یہ فرمائی کہ ”لاحول ولا قوة الا باللہ“ کی کثرت رکھوں۔ کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔“ (طبرانی، صحیح ابن حبان)

ہے اور کہتی ہے کہ جو مجھے جوڑے گا اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے

ملائے اور جو مجھے توڑے اللہ اسے توڑے۔“ (بخاری، مسلم)

تشریح: مطلب یہ ہے کہ رشتہ داری اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی

ہے جو مجھے جوڑے اے اللہ! تو اسے اپنے سے جوڑ دے یعنی اپنا

بنالے اور جو مجھے توڑے اور قطع رحمی کا رویہ اختیار کرے اے اللہ!

اسے اپنے سے کاٹ دے اور اپنے سے دور اور بے تعلق کر دے۔

اسی ایک حدیث سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ صلہ رحمی کی کتنی اہمیت

ہے اور اس میں کوتاہی کرنا کتنا سنگین جرم اور کتنی بڑی محرومی ہے۔

”حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے

”حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ

انہوں نے اپنی ایک لونڈی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے

بغیر آزاد کر دی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی باری

والے دن تشریف لائے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا

آپ کو خبر ہے کہ میں نے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا۔ آپ نے

فرمایا واقعی تم نے آزاد کر دیا؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں؟

ارشاد فرمایا اگر تم اپنے ماموؤں کو دے دیتیں تو تمہارے لئے

بڑے اجر کا باعث تھا۔“ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: رشتہ داری عرش الہی سے چمٹی رہتی

کہ: اللہ عزوجل نے فرمایا میں اللہ ہوں۔ میں الرحمن ہوں میں نے رشتہ قرابت کو پیدا کیا ہے۔ اور اپنے نام رحمٰن کے مادہ سے نکال کر اس کو رحم کا نام دیا ہے۔ لہذا جو اسے جوڑے گا میں اسکو جوڑوں گا اور جو اس کو توڑے گا میں اس کو توڑ دوں گا۔“ (ابوداؤد ترمذی)

تشریح:- مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت اور مشیت سے پیدائش کا ایسا نظام بنایا ہے کہ ہر پیدا ہونے والا رشتوں کے بندھن میں بندھا ہوتا ہے پھر ان رشتوں کے کچھ فطری تقاضے اور حقوق ہیں جن کا عنوان اللہ تعالیٰ نے رحم مقرر فرمایا ہے جو اس پاک نام رحمٰن سے گویا مشتق ہے۔ (یعنی دونوں کا مادہ ایک ہی ہے) لہذا جو بندہ انسان کی فطرت میں رکھے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے ان حقوق اور تقاضوں کو پورا کرے گا (یعنی صلہ رحمی کرے گا اس کے لئے اللہ کا اعلان ہے کہ وہ اس کو جوڑے گا) یعنی اس کو اپنا بنائے گا اور فضل و کرم سے نوازے گا) اور اس کے برعکس جو کوئی قطع رحمی کا رویہ اختیار کرے گا اور قرابت کے ان حقوق کو پامال کرے گا جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں اور انسان کی فطرت میں رکھے ہوئے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو توڑ دے گا۔ یعنی اپنے قرب اور اپنی رحمت و کرم سے محروم کر دے گا۔ آج جتنی مسلمانوں پر پریشانیاں ہیں بلاشبہ وہ زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والی ہماری بہت سی بد اعمالیوں کا نتیجہ ہے لیکن ان احادیث کی روشنی میں یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اس بربادی اور محرومی میں بڑا دخل ہمارے اس جرم کو بھی ہے کہ صلہ رحمی کی تعلیم و ہدایت کو ہماری غالب اکثریت نے بالکل ہی بھلا دیا ہے۔ (از معارف، بتغیر، یسیر)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: بلاشبہ حق تعالیٰ شانہ جب مخلوق کو پیدا کر چکے (یعنی تمام بنی آدم کی روح کو عالم ارواح

میں پیدا کر چکے) تو رشتہ داری قرابت داری نے اٹھ کر کہا کہ میں آپ سے اس کی پناہ چاہتی ہوں کہ کوئی مجھے کاٹے اور توڑے اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا کہ جی ہاں! کیا تو اس بات پر خوش نہیں کہ جو تجھے ملائے گا (صلہ رحمی کرے گا) میں اسے (اپنی رحمت سے) ملاؤں گا اور جو تجھے توڑے گا میں اسے اپنی رحمت سے دور کر دوں گا۔ رشتہ داری نے کہا ہاں اس پر خوش ہوں۔ اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا اچھا تو وعدہ تیرے لئے ثابت و برقرار ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو ”فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنہم اللہ فاصمہم واعمی ابصارہم“ (ترجمہ) پھر تم سے یہ بھی توقع ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو خرابی ڈالو ملک میں اور قطع کرو اپنی قرابتیں۔“ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ: رحم (یعنی قرابت) رحمٰن سے مشتق ہے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت کی ایک شاخ ہے) اللہ تعالیٰ سے یہ رحم (رشتہ داری) شکایت کرتی ہے کہ اے میرے رب! مجھے توڑا گیا۔ اے میرے رب! (جیسا کہ دوسری روایت میں ہے کہ رحم کو فصیح و بلیغ زبان دی گئی) اللہ تعالیٰ جواباً اسے فرماتے ہیں کہ کیا تو اس پر راضی نہیں کہ جو تجھے جوڑے میں اسے اپنی رحمت سے ملاؤں گا اور جو تجھے توڑے میں اسے اپنی رحمت سے توڑوں اور دور کروں۔“ (احمد، صحیح ابن حبان)

تشریح:- مطلب یہ ہے کہ انسانوں کی باہمی قرابت اور رشتہ داری کے متعلق اللہ تعالیٰ کے اسم پاک رحمٰن سے اور اس کی صفت رحمت سے خاص نسبت ہے اور وہی اس کا سرچشمہ ہے۔ اور اسی لئے اس کا عنوان رحم مقرر کیا گیا ہے۔ (از معارف)

صلح رحمی کی اہمیت

وعن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: (ليس الواصل بالمكافئ، ولكن الواصل الذي اذا قطعت رحمه وصلها). رواه البخاري واللفظ له وابوداؤد والترمذی.

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: وہ آدمی صلہ رحمی کا حق ادا نہیں کرتا جو (صلہ رحمی کرنے والے اپنے اقرباء کے ساتھ) بدلہ کے طور پر صلہ رحمی کرتا ہے۔ صلہ رحمی کا حق ادا کرنے والا دراصل وہ ہے جو اس حالت میں بھی صلہ رحمی کرے (اور قربت داروں کا حق ادا کرے) جب وہ اس کے ساتھ قطع رحمی (اور حق تلفی) کا معاملہ کریں۔“ (بخاری، ابوداؤد، ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ایسے کم عقل نہ بنو کہ تم لوگوں کی دیکھا دیکھی کہنے لگو کہ اگر لوگ ہم پر احسان کریں تو ہم بھی ان کے ساتھ احسان کریں گے اگر وہ ظلم کریں گے تو ہم بھی ظلم کریں گے بلکہ تم اپنے آپ کو اس بات پر قائم رکھو اگر لوگ اچھا برتاؤ کریں تو تم ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اگر وہ برا سلوک کریں تو (تب بھی ان پر ظلم نہ کرو)۔ (ترمذی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے رشتہ دار ہیں میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہوں وہ قطع رحمی کرتے ہیں میں ان پر احسان کرتا ہوں وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں میں ہر معاملہ میں تحمل سے کام لیتا ہوں وہ جہالت پر اترے رہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر یہ سب کچھ صحیح ہے تو ان کے منہ میں گرم خاک ڈال رہا ہے (یعنی خود ذلیل ہوں گے) اور تیرا ساتھ اللہ کی مدد شامل حال رہے گی۔ جب تک تو اس عادت پر جمار ہے گا۔“ (مسلم)

تشریح: جب تک اللہ جل شانہ کی مدد کسی کے شامل حال

تشریح: بالکل ظاہر اور بدیہی امر ہے کہ جب آپ ہر بات میں یہ دیکھ رہے ہیں کہ جیسا برتاؤ دوسرا کرے گا ویسا ہی میں بھی کروں گا تو آپ نے صلہ رحمی کیا کی۔ یہ بات تو ہر اجنبی کے ساتھ بھی ہوتی ہے کہ جب دوسرا شخص آپ پر احسان کرے گا تو آپ خود اس پر احسان کرنے پر مجبور ہیں۔ صلہ رحمی تو درحقیقت یہی ہے کہ اگر دوسرے کی طرف سے بے التفاتی، بے نیازی، قطع تعلق ہو تو آپ اس کے جوڑنے کی فکر میں رہو۔ اس کو مت دیکھو کہ وہ کیا برتاؤ کرتا ہے۔ اس کو ہر وقت سوچو کہ میرے ذمہ کیا حق ہے مجھے کیا کرنا چاہئے دوسرے کے حقوق ادا کرتے رہو۔ ایسا نہ ہو کہ اس کا کوئی حق اپنے ذمہ رہ جائے جس کا قیامت میں اپنے سے مطالبہ ہو جائے اور اپنے حقوق کے پورا کرنے کا واہمہ بھی دل میں نہ ہو۔ بلکہ اگر وہ پورے نہیں ہوتے تو اور بھی زیادہ سرور اور خوش ہو کہ دوسرے عالم میں جو اجر و ثواب اس پر ملے گا وہ اس سے بہت زیادہ ہوگا جو یہاں اس کے ادا کرنے سے وصول ہوتا۔ (از فضائل صدقات)

”حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

رہے نہ کسی کی برائی سے نقصان پہنچ سکتا ہے نہ کسی کا قطع تعلق نفع پہنچنے سے مانع ہو سکتا ہے۔

تو نہ چھوٹے مجھ سے یارب تیرا چھٹنا ہے غضب

یوں میں راضی ہوں مجھ چاہے زمانہ چھوڑ دے

حدیث بالا میں ”ان کے منہ میں گرم خاک ڈال رہا ہے“ سے مراد یہ ہے کہ تمہارے وہ قرابت دار چونکہ تمہارے نیک سلوک کے قدر دان ہیں اور تمہاری نیکی کا شکریہ ادا نہیں کرتے اس لئے تم ان کو جو دیتے ہو وہ ان کے حق میں حرام مال کا حکم رکھتا ہے اور تمہاری دی ہوئی چیزیں ان کے پیٹ میں آگ کی طرح ہیں گویا اپنے ان قرابت داروں کے اس گناہ کو گرم راکھ کے ساتھ تشبیہ دی جو ان چیزوں کے کھانے کی وجہ سے ان کو لاحق ہوتا ہے۔

بعض حضرات نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ جیسے کوئی اگر گرم گرم راکھ منہ میں ڈالے اور اس کو پیٹ میں اتارے تو اس کا نفس خود اسے لعنت ملامت کرتا ہے ایسے ہی تم ان کے غلط برتاؤ کے باوجود ان کے ساتھ احسان و سلوک کر کے ان کو خود اپنے نفس کے سامنے ذلیل و رسوا کرتے ہو۔

بعض شارحین نے یہ مطلب بتایا کہ ان کے ساتھ تمہارا احسان گویا ان کے حق میں گرم راکھ ہے جو ان کو جلاتا اور ہلاک کرتا ہے۔ بعض شارحین نے یہ کہا کہ تمہارا احسان ان کا منہ کالا کرتا ہے جیسا کہ گرم راکھ کسی کے چہرے کو جلا کر سیاہ کر دے۔ (از مظاہر حق)

”حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: سب سے افضل

صدقہ وہ ہے جو کا شح رشتہ دار کو دیا جائے۔“ (طبرانی، معجم ابن خزیمہ، حاکم)

تشریح: کا شح اس شخص کو کہتے ہیں جو دل میں کسی سے بغض و کینہ رکھے۔ ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جس میں تین خوبیاں ہوں گی حق تعالیٰ شانہ اس سے آسان حساب لیں گے اور اسے اپنی مہربانی و رحمت سے جنت میں داخل فرما دیں گے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے بعض نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان! یا رسول اللہ وہ خوبیاں کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا (۱) جو تمہیں نہ دے محروم رکھے اسے دو۔ (۲) جو تم سے توڑے تم اس سے جوڑو۔ (۳) جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کر دو۔ جب تم یہ تین کام کر لو گے اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں داخل فرمادے گا۔“ (بزار، طبرانی، حاکم)

”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا میں نے آپ کا دست مبارک پکڑ کر عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے سب سے افضل اعمال بتائیے؟ ارشاد فرمایا اے عقبہ! جو تم سے رشتہ توڑے تم اس سے جوڑو اور جو تم سے رو کے تم اس کو دو۔ اور جو تم پر ظلم کرے اس سے اعراض کر لو۔ (بدلہ نہ لو) ایک روایت میں یہ ہے کہ جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کر دو۔ احمد اور حاکم کی روایت میں اس کے بعد یہ بھی اضافہ ہے کہ خبردار! توجہ سے سنو! جو چاہتا ہو کہ اس کی عمر لمبی ہو اور اس کے رزق میں وسعت ہو۔ اس کو چاہئے کہ صلہ رحمی کرے۔“

دُعا کیجئے

یا اللہ ہمارے تمام معاملات اپنی رضا کے مطابق فرمادیجئے اور ہمیں ہر وقت اپنا معاملہ اپنے ساتھ اور بندوں کے ساتھ صحیح رکھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

چند اخلاق حسنہ

وعن علی رضی اللہ عنہ قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: (الا ادلک علی اکرم اخلاق الدنیا والآخرة: ان تصل من قطعک و تعطى من حرمک و ان تعفو عمن ظلمک) رواه الطبرانی فی الاوسط من رواية الحارث الاعور عنه.

ترجمہ: ”حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: کیا میں تم کو دنیا و آخرت کے عمدہ اخلاق نہ بتاؤں۔ وہ یہ ہیں کہ تم صلہ رحمی کرو اور محروم کرنے والے کو دوا اور ظلم کرنے والے کو معاف کر دو۔“ (طبرانی فی الاوسط)

گنہگار ہوتا ہے لیکن ان کا مال بڑھتا ہے اور اولاد میں اضافہ ہوتا ہے جب وہ صلہ رحمی کرتے ہیں اور ایک روایت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی گھرانہ صلہ رحمی کرے اور پھر وہ محتاج رہے۔ (بلکہ اللہ تعالیٰ غنی کر دیتے ہیں)۔“

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ بلاشبہ! بنی آدم (انسانوں) کے اعمال حق تعالیٰ شانہ کے یہاں ہر جمعرات کو شب جمعہ میں پیش کئے جاتے ہیں قطع رحمی کرنے والے کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔“ (احمد)

”حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جنت میں قطع رحمی کرنے والا داخل نہ ہوگا۔“ (بخاری، مسلم، ترمذی)

تشریح: حدیث بالا کا مطلب یہ ہے کہ قطع رحمی یعنی رشتہ داروں کے ساتھ برا سلوک کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنا سخت گناہ ہے کہ اس گناہ کی گندگی کے ساتھ کوئی جنت میں نہیں جاسکے گا ہاں جب اس کو سزا دے کر پاک کر دیا جائے گا یا کسی وجہ سے اس کو معاف کر دیا جائے گا تو جاسکے گا جب تک ان دونوں میں سے کوئی بات نہ ہو جنت کا دروازہ اس کے لئے بند

”حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: فضیلت والے کاموں میں سے افضل کام یہ ہیں کہ تم سے جو رشتہ توڑے تم اس سے جوڑو! اور جو تم سے روکے تم اس کو دو۔ اور جو تم کو برا بھلا کہے اس سے درگزر کرو۔“ (طبرانی)

”حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو گناہوں کے علاوہ کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جو اس بات کا زیادہ مستحق ہو کہ اس کا وبال آخرت میں ذخیرہ ہونے کے باوجود دنیا میں اس کی سزا بہت جلد بھگتنی پڑے وہ دو گناہ ہیں ایک ظلم دوسرا قطع رحمی۔“ (ابن ماجہ، ترمذی، حاکم)

تشریح: یعنی دو گناہ ظلم اور قطع رحمی ایسے ہیں کہ آخرت میں تو ان پر جو کچھ وبال ہوگا وہ ہو ہی گا آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی اس کی سزا بہت جلد ملتی ہے۔ (از فضائل صدقات)

”طبرانی کی روایت میں ان دو گناہوں کے ساتھ دو اور گناہوں کا ذکر ہے (جن کا وبال آخرت کے ساتھ دنیا میں بہت جلد بھگتنا پڑتا ہے) وہ قطع رحمی کے علاوہ خیانت اور جھوٹ ہے۔ (یہ بھی ذکر ہے) اور بلاشبہ وہ نیکی جس کا بدلہ بہت جلد (دنیا ہی میں) مل جاتا ہے وہ صلہ رحمی ہے حتیٰ کہ ایک گھرانہ

رہے گا۔ (از معارف)

”اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجر کی نماز کے بعد ایک حلقہ میں تشریف فرما تھے فرمانے لگے میں تم لوگوں کو قسم دیتا ہوں کہ اگر مجمع میں کوئی شخص قطع رحمی کرنے والا ہو تو وہ چلا جائے، ہم لوگ اللہ جل شانہ سے ایک دعا کرنا چاہتے ہیں اور آسمان کے دروازے قطع رحمی کرنے والے کے لئے بند ہو جاتے ہیں“ (طبرانی)

تشریح: یعنی اس کی دعا آسمان پر نہیں جاتی اس سے پہلے ہی دروازہ بند کر دیا جاتا ہے اور جب اس کے ساتھ ہماری دعا ہوگی تو وہ دروازہ بند ہو جانے کی وجہ سے رہ جائے گی۔ (از فضائل صدقات)

”حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (ایک دن) بیٹھے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آج ہمارے سات ہوئی ایسا شخص نہ بیٹھے جو قطع رحمی کرنے والا ہو۔ (دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عرفہ کا دن تھا) سارے حلقہ میں سے ایک نو جوان اٹھے اور اپنی خالہ کے پاس گئے ان کے اور ان کی خالہ کے درمیان کچھ نا اتفاقی و نا چاقی تھی۔ چنانچہ انہوں نے اپنی خالہ کے لئے دعا مغفرت کی اور ان کی خالہ نے ان کے لئے دعا مغفرت کی۔ (اور آپس میں صلح کر کے) پھر مجلس میں حاضر ہو گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: (انہوں نے بہت اچھا کام کیا) اس قوم پر اللہ کی رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں کوئی قطع رحمی کرنے والا ہو۔ (اصہبانی)

”ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا کہ: رحمت کے فرشتے اس قوم پر نہیں نازل ہوتے جس میں کوئی قطع رحمی کرنے والا ہو۔“ (طبرانی)

تشریح: فقیہ ابواللیث فرماتے ہیں اس قصہ سے یہ معلوم ہوا کہ قطع رحمی اتنا سخت گناہ ہے کہ اس کی وجہ سے پاس بیٹھنے والے بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو جاتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ جو اس میں مبتلا ہو اس سے توبہ کرے اور صلہ رحمی کا اہتمام کرے۔ (از فضائل صدقات)

”حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: میں اور (اپنے یا پرانے) یتیم کی کفالت کرنے والا آدمی جنت میں اس طرح قریب قریب ہوں گے اور آپ نے اپنی انگشت شہادت اور بیچ والی انگلی سے اشارہ کر کے بتلایا اور ان کے درمیان تھوڑی سی کشادگی رکھی۔“ (بخاری، ابوداؤد، ترمذی)

تشریح: حدیث بالا میں یتیم سے عام یتیم مراد ہے خواہ اپنا قریبی رشتہ دار ہو جیسے پوتا اور بھتیجا وغیرہ یا کوئی غیر رشتہ دار ہو جیسا کہ اس روایت کے دوسرے طریق میں اس کی وضاحت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کے ذریعہ اشارہ کر کے واضح طور پر بتلایا کہ جنت میں میرے اور یتیم کی پرورش کرنے والے کے درمیان اتنا قریبی علاقہ اور تعلق ہوگا جتنا کہ ان دو انگلیوں کے درمیان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں انگلیوں کی کشادگی کے ذریعہ اس طرف بھی اشارہ فرمایا کہ مرتبہ نبوت جو سب سے اعلیٰ درجہ ہے اس کے اور اس کے مرتبہ کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں ہے۔ (از مظاہر حق)

دعا کیجئے

یا اللہ ہم سے راضی ہو جائیے اور ہمیں اپنی رضا والے اعمال صالحہ کرنے کی اور اپنی ناراضگی والے کاموں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

یتیموں کی پرورش کا اجر و ثواب

وعنه رضى الله عنه ايضا ان نبى الله صلى الله عليه وسلم قال: (من قبض يتيما من بين مسلمين الى طعامه و شرابه ادخله الله الجنة البتة الا ان يعمل ذنبا لا يغفر) رواه الترمذى، وقال: حديث حسن صحيح.

ترجمہ: ”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ کے جس بندے نے مسلمانوں میں کسی یتیم بچے کو لے لیا۔ اور اپنے کھانے پینے میں شریک کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور بالضرور جنت میں داخل فرمائیں گے البتہ اگر اس نے کوئی ایسا جرم کیا ہو جو ناقابل معافی ہو تو دوسری بات ہے۔“ (ترمذی)

تشریح: اس حدیث سے صراحتہ معلوم ہوا کہ یتیم کی کفالت و پرورش پر داخلہ جنت کی قطعی بشارت اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ وہ آدمی کسی ایسے سخت گناہ کا مرتکب نہ ہو جو اللہ کے نزدیک ناقابل معافی ہو۔ (جیسے شرک و کفر و ناحق خون وغیرہ) دراصل یہ شرط اس طرح کی تمام بشارت والی حدیثوں میں ملحوظ ہوتی ہے۔ اگرچہ الفاظ میں مذکور نہ ہو لہذا یہ شرط بطور قاعدہ کلیہ کے ہے۔ اسے ہر بشارت والی حدیث میں ملحوظ رکھنا چاہئے۔ (از معارف)

”حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جن لوگوں کے ساتھ کوئی یتیم ان کے برتن میں کھانے کے لئے بیٹھے تو شیطان ان کے برتن کے قریب نہیں آتا۔“ (طبرانی فی الاوسط، صہبانی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: مسلمانوں کے گھرانوں میں بہترین گھرانہ وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہے اور مسلمانوں کے گھروں میں بدترین گھروہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جائے۔“ (ابن ماجہ)

”حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اور وہ عورت کہ جس کا چہرہ (اپنی اولاد کی پرورش دیکھ بھال اور محنت و مشقت کی وجہ سے) سیاہ پڑ گیا ہو قیامت کے دن اس طرح ہوں گے حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث بیان کرنے کے بعد شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کیا (مطلب یہ تھا کہ جس طرح یہ دونوں انگلیاں ایک دوسرے کے قریب ہیں اسی طرح قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ عورت قریب ہوں گے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ چہرہ والی عورت کی تشریح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس سے مراد وہ عورت ہے جو بیوہ ہو گئی ہو اور حسن و جمال، عزت و منصب والی ہونے کے باوجود اپنے یتیم بچوں (کی پرورش) کی خاطر دوسرا نکاح نہ کرے یہاں تک کہ وہ بچے بالغ ہونے کی وجہ سے اپنی ماں کے محتاج نہ رہیں یا انہیں موت آ جائے۔“ (ابوداؤد)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھولوں گا البتہ ایک عورت کو دیکھوں گا جو مجھ سے آگے جا رہی ہوگی میں اس کو کہوں گا کہ تو کون ہے کہ مجھ سے آگے جا رہی ہے؟ وہ کہے گی میں وہ عورت ہوں جو اپنے یتیم بچوں کی پرورش

کے خاطر (دوسرا نکاح کرنے سے) رکی رہی۔“ (ابو یعلیٰ)

”حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے یتیم کے سر پر صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہاتھ پھیرا تو سر کے جتنے بالوں پر اس کا ہاتھ پھرا تو ہر ہر بال کے حساب سے اس کی نیکیاں ثابت ہوں گی اور جس نے اپنے پاس رہنے والی کسی یتیم بچی یا یتیم بچے کے ساتھ بہتر سلوک کیا تو میں اور وہ آدمی جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح قریب قریب ہوں گے اور آپ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ملا کر بتایا اور دکھایا (کہ ان دو انگلیوں کی طرح بالکل پاس پاس ہوں گے)۔“ (احمد)

”حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص حاضر ہوا اپنے دل کی سختی کی شکایت کر رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: کیا تم پسند کرتے ہو کہ تمہارا دل نرم پڑ جائے اور تمہاری ضرورت پوری ہو جائے؟ یتیم پر رحم و شفقت کرو اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرو اور اپنے کھانے میں سے اس کو کھلاؤ تمہارا دل نرم ہو جائے گا اور تمہاری ضرورت پوری ہو جائے گی۔“ (طبرانی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی سخت دلی کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یتیم کے سر

پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔“ (احمد)

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: بے شوہر والی عورت اور مسکین و حاجت مند کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والا شخص حق تعالیٰ شانہ کے نزدیک (اجر و ثواب میں) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے شخص کے مثل ہے اور میرا گمان ہے کہ یہ بھی فرمایا تھا کہ اس قائم اللیل (یعنی شب بیدار) شخص کی طرح ہے جو (عبادت اور شب خیزی میں سستی نہ کرتا ہو۔ اور اس صائم الدہر) مسلسل روزے رکھنے والے) شخص کی طرح ہے جو کبھی نافرمان نہ کرتا ہو۔“ (بخاری، مسلم)

تشریح:- مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی حاجت مند مسکین یا کسی ایسی لاوارث عورت کی خدمت و اعانت کرنے کے لئے جس کے سر شوہر کا سایہ نہ ہو دوڑ دھوپ کرے اس کا ثواب مجاہد اور مسلسل روزے اور رات بھر عبادت کرنیوالے کے برابر ہے جس کی صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ خود محنت کر کے کمائیں اور ان پر خرچ کریں اور یہ بھی ہو سکتی ہے کہ دوسرے لوگوں کو ان کی خبر گیری اور اعانت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے دوڑ دھوپ کریں۔ (از معارف)

ضروری ملاحظہ: مذکورہ بالا روایت الترغیب میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جب کہ بخاری باب فضل النفقہ علی الابل میں اور جدید الترغیب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

دعا کیجئے

یا اللہ! ہمیں ایمان کامل نصیب فرما دیجئے۔ اور اپنی ذات عالی پر یقین کامل نصیب فرمائیے۔

یا اللہ! اس پر فتن دور میں ہمارے اور ہمارے بچوں کے ایمان کی حفاظت فرمائیے۔ اور ہمیں دنیا و آخرت کی تمام

منزلوں میں محض اپنے کرم سے کامیاب فرمائیے۔ آمین یا رب العالمین

ایمان کے تقاضے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلا یوذجاریۃ، و من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفہ، و من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلیقل خیرا و لیسکت۔ (رواہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو (کسی بھی قسم کی) تکلیف نہ پہنچائے اور جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے لازم ہے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے لازم ہے کہ اچھی بات بولے یا پھر چپ رہے۔“ (بخاری، مسلم)

رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ وہ تو حرام ہے اللہ اور اس کے رسول نے اس کو حرام قرار دیا ہے لہذا وہ قیامت تک حرام ہی رہے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ارشاد فرمایا کہ: کوئی شخص (اللہ نہ کرے) دس عورتوں کے ساتھ بدکاری کرے یہ (گناہ میں) زیادہ ہلکا ہے نسبت اس کے کہ وہ اپنے پڑوسی کی عورت کے ساتھ (العیاذ باللہ) بدکاری کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پھر) دریافت فرمایا کہ: تم چوری کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول نے تو اسے حرام قرار دیا ہے لہذا وہ تو حرام ہی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: آدمی کا دس گھروں سے چوری کرنا (گناہ کے اعتبار سے) زیادہ ہلکا ہے نسبت اس کے کہ وہ اپنے پڑوسی کی چوری کرے۔ (احمد، طبرانی، کبیر اوسط)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دن) ارشاد فرمایا کہ: اللہ کی قسم! وہ شخص مومن نہیں، اللہ کی قسم! اس میں ایمان نہیں، اللہ کی قسم! وہ صاحب ایمان نہیں عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! کون شخص؟ (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس بد نصیب شخص کے متعلق قسم کے ساتھ ارشاد فرما رہے ہیں کہ وہ مومن نہیں، اور اس میں ایمان نہیں؟) آپ نے ارشاد فرمایا کہ: وہ

تشریح: خیر میں ہر وہ چیز داخل ہے جن کا کہنا مطلوب ہے فرض ہو یا مستحب اس کے علاوہ جو وہ شر ہے یعنی اگر کوئی ایسی بات ہو جو بظاہر نہ خیر معلوم ہوتی ہو نہ شر حافظ کے کلام کے موافق شر میں داخل ہو جائے گی۔ (فتح الباری)

”مسلم کی روایت میں ہے کہ جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو وہ اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔“ (مسلم)

تشریح: انسان کا اپنے ماں باپ اپنی اولاد اور قریب رشتہ داروں کے علاوہ ایک مستقل واسطہ اور تعلق ہمسایوں اور پڑوسیوں سے بھی ہوتا ہے اور اس کی خوشگواہی اور ناخوشگواہی کا زندگی کے چین و سکون پر اور اخلاق کے بناؤ بگاڑ پر بہت زیادہ اثر پڑتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیم و ہدایت میں ہمسائے کی اور پڑوس کے اس تعلق کو بڑی عظمت بخشی ہے اور اس کے احترام اور رعایت کی بڑی تاکید فرمائی ہے یہاں تک کہ اس کو ایمان کا جزء اور جنت کے داخلہ کی شرط اور اللہ و رسول کی محبت کا معیار قرار دیا ہے۔ جیسا کہ روایات سے واضح ہے۔ (از معارف تفسیر)

”حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے دریافت فرمایا کہ: زنا کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ صحابہ

آدمی جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں اور مفسدہ پردازیوں سے مامون اور بے خوف نہ ہوں۔ (یعنی ایسا آدمی ایمان سے محروم ہے) (احمد بخاری، مسلم) احمد کی روایت میں اس کا بھی اضافہ ہے کہ عرض کیا یا رسول اللہ! بوالفق جس کا ذکر آپ نے فرمایا یہ کیا ہے ارشاد فرمایا اس سے مراد پڑوسی کا شر اور اس کی شرارتیں ہیں۔

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کوئی بندہ اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک اپنے پڑوسی کے لئے یا فرمایا اپنے بھائی کے لئے اس چیز کو پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔“ (مسلم)

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: کسی بندہ کا ایمان اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا دل درست نہ ہو اور اس کا دل اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا جب تک زبان درست نہ ہو اور وہ آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا جس کی شرارتوں اور ایذا رسانیوں سے اس کے پڑوسی مامون و بے خوف نہ ہوں۔“ (احمد، ابن ابی الدنیا)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے ”اللھم انی اعوذ بک من جوار السوء فی دار المقامة فان جوار البادية يتحول۔“

ترجمہ (اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں برے پڑوس سے اپنے سکونت کے گھر میں کیونکہ جنگل (یعنی سفر) کا پڑوسی تو چلا بھی جاتا ہے (اور سکونت کے گھر والا دیر پا ہوتا ہے)۔“ (صحیح ابن حبان)

”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: قیامت کے دن سب سے پہلے (اللہ کی عدالت میں جن کا مقدمہ پیش ہوگا) وہ دو پڑوسی ہونگے۔“ (احمد)

”حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اپنے پڑوسی (سے تکلیف پہنچنے) کی شکایت کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو (اس کا حل) یہ بتایا کہ تم اپنا سامان (گھر سے نکال کر) راستہ پر ڈال دو۔ چنانچہ اس نے گھر سے (سامان نکال کر) راستہ پر پھینک دیا لوگوں کا جب وہاں سے گزر رہا تھا تو لوگ اس کے پڑوسی پر لعنت کرتے (کہ اس نے ایسا ستایا ہے کہ اس شخص نے مجبور ہو کر گھر سے سامان نکال کر باہر پھینک دیا) چنانچہ اس کا پڑوسی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! لوگوں سے مجھے تکلیف پہنچی ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا تمہیں لوگوں سے کیا تکلیف پہنچی ہے؟ اس نے کہا لوگ مجھ پر لعنت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ؟ اللہ تجھ پر لوگوں سے پہلے لعنت کرے (اپنی رحمت سے دور کرے) اس نے کہا اب میں کبھی اپنے پڑوسی کو دوبارہ تکلیف نہیں دوں گا۔ اس کے بعد وہ شخص حاضر خدمت ہوا جس نے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑوسی کو ستانے کی شکایت کی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ اب اپنا سامان اٹھا کر (گھر لے جاؤ) تمہاری کفایت کی گئی (اور اس تدبیر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہاری تکلیف دور کرنے کا بندوبست کر دیا)۔ (طبرانی، بزار)

البتہ بزار کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ؟ اپنا سامان راستہ پر یا فرمایا بیچ راستہ پر رکھ دو۔ چنانچہ اس نے رکھ دیا تو جو کوئی گزرتا وہ پوچھتا کیا بات ہے؟ یہ شخص بتاتا کہ میرا پڑوسی مجھے ستاتا ہے تو وہ اسے بدعادت پھر اس کا پڑوسی آیا اور کہا اپنا سامان گھر میں واپس لے جاؤ اب کبھی بھی تمہیں نہیں ستاؤں گا۔“ (بزار)

دعا کیجئے

یا اللہ آج کے اس پر فتن دور میں ہمارے لئے دین پر چلنا آسان فرما۔ اور ہمیں حقیقی فکر آخرت نصیب فرما۔

پڑوسیوں کے حقوق

وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رجل: یا رسول اللہ ان فلانة تکثیر من صلاتها و صدقتها و صیامها غیر انها تؤذی جیرانها بلسانها. قال: ہی فی النار قالوا: یا رسول اللہ فلانة تصوم النار و تقوم اللیل و تؤذی جیرانها قال: ہی فی النار. قالوا: یا رسول اللہ فلانة تصلی المكتوبات و تصدق بالاثوار من الاقط ولا تؤذی جیرانها قال: ہی فی الجنة.

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر) عرض کیا یا رسول اللہ! فلاں ایک عورت نماز، صدقات، روزوں کی کثرت کرتی ہے لیکن اپنی زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف پہنچاتی ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ: وہ جہنم میں داخل ہوگی (چاہے پھر سزا بھگت کر نکل آئے) اس نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ! فلاں ایک عورت کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ نماز، روزے کی کثرت نہیں کرتی البتہ پیرو غیرہ) صدقہ کرتی ہے اور اپنے پڑوسیوں کو نہیں ستاتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: وہ جنت میں جائے گی۔“ (احمد، بزار، صحیح ابن حبان، حاکم، ابوبکر بن ابی شیبہ)

بچوں کے لئے) باعث ایذا اور تکلیف کا سبب نہ ہو (یعنی اس کا اہتمام کرو کہ ہانڈی کی خوشبو اس کے گھر تک نہ جائے) مگر یہ کہ جو کچھ اس میں سے کچھ حصہ پڑوسی کو بھی نکال کر دے دو۔ (اس صورت میں کھانے کی خوشبو اس کے گھر تک جانے میں کوئی مضائقہ نہیں) اگر کوئی پھول خریدو تو اس کو بھی ہدیہ دو اور اگر یہ نہ ہو سکے تو اس پھل کو اس طرح پوشیدہ اور چھپا کر گھراؤ کہ وہ نہ دیکھے اور اس کو تمہاری اولاد باہر لے کر نہ نکلے کہ پڑوسی کے بچے کے دل میں اسے دیکھ کر جلن پیدا ہو۔“

”حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: تین چیزیں کمر توڑ دینے والی مصیبتیں ہیں ایک وہ بادشاہ حاکم کہ اگر تم اس کے ساتھ احسان کا معاملہ کرو تو شکر گزاری نہ کرے اور اگر تم سے کوئی برائی یا غلطی ہو جائے تو معاف نہ کرے۔ دوسرے برا پڑوسی کہ

”حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص پڑوسی سے اپنے گھر کا دروازہ اہل و عیال پر ڈر کی وجہ سے بند رکھے وہ کامل مومن نہیں اور وہ بھی کامل مومن نہیں جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں سے بے خوف اور مطمئن نہ ہوں جانتے ہو پڑوسی کا حق کیا ہے؟ اگر تم سے مدد چاہے تو اس کی مدد کرو اگر قرض مانگے تو اس کو قرض دو اگر محتاج ہو تو اس کی اعانت کرو اگر بیمار ہو تو عیادت کرو اگر اس کو خوشی اور بھلائی حاصل ہو تو مبارک باد دو اگر مصیبت پہنچے تو تعزیت کرو اگر وہ مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ بغیر اس کی اجازت کے اس کی عمارت سے اپنی عمارت اس طرح بلند نہ کرو کہ اس کے گھر کی ہوا بند ہو جائے۔ (جب تمہارے گھر کوئی اچھا کھانا پکے تو اس کی کوشش کرو کہ (تمہاری ہانڈی کی مہک اس کے لئے) اور اس کے

کے ساتھ احسان کا معاملہ کرے (یعنی جس چیز کا وہ محتاج ہو اس میں اس کی اعانت کرے اس سے برائی کو دور کرے) اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے لازم ہے کہ اچھی بات بولے یا پھر چپ رہے۔ (مسلم)

”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ زبان سے کوئی بات نکالے تو بھلائی کی بات نکالے ورنہ چپ رہے اور جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو اس کو چاہئے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔ (احمد) تشریح: ان احادیث سے تین باتوں کی تاکید معلوم ہوتی ہے: (۱) پڑوسی کا اکرام (۲) پڑوسی کیساتھ احسان کا معاملہ (۳) اور پڑوسی کو ایذا دینے سے بچنا۔ تینوں ہی باتیں مذکورہ روایات میں ذکر کی گئی ہیں۔

اگر تم میں کوئی بھلائی دیکھے تو اس کو دفن کر دے (چھپا دے کسی کو حسد کی وجہ سے نہ بتائے) اور اگر پاس جاؤ تو تمہیں تکلیف پہنچائے اور اگر تم اس سے غائب ہو (اس کے پاس موجود نہ ہو) تو اپنی جان اور تمہارے مال میں (خیانت کرے۔) (اس کی حفاظت نہ کرے۔) (طبرانی)

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: وہ آدمی مجھ پر ایمان نہیں لایا (اور وہ میری جماعت میں نہیں ہے) جو ایسی حالت میں اپنا پیٹ بھر کے رات کو (بے فکری سے) سو جائے کہ اس کے برابر رہنے والا پڑوسی بھوکا ہو۔ اور اس آدمی کو اس کے بھوکا ہونے کی خبر ہو۔ (طبرانی، بزار)

تشریح: یہ بات بھی ملحوظ رکھنے کے قابل ہے کہ ان تمام احادیث میں مسلم اور غیر مسلم پڑوسی کی کوئی تخصیص نہیں کی گئی ہے۔ (از معارف) ”حضرت ابو شریح خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو اس کو چاہئے کہ اپنے پڑوسی

دُعا کیجئے

یا اللہ ان احادیث میں آج ہم نے جو کچھ سنا اور سمجھا محض اپنے فضل و کرم سے اس پر عمل کرنا ہمارے لئے آسان فرما دیجئے۔

یا اللہ آج کے اس پر فتن دور میں ہمارے لئے دین پر چلنا آسان فرما۔ اور ہمیں حقیقی فکر آخرت نصیب فرما۔

یا اللہ ہمیں اپنی ایسی محبت عطا فرما کہ ہمارے لئے نیکیاں کرنا آسان ہو جائے اور اپنی ذات کا اتنا خوف و خشیت نصیب فرما کہ ہمارے لئے تمام گناہوں کو چھوڑنا آسان ہو جائے۔

یا اللہ ہمیں ہر روز موت کو یاد رکھنے اور آپ سے ملاقات کیلئے خود کو تیار کرنے کی توفیق نصیب فرما۔

آمین یا رب العالمین

اچھے اور برے لوگ

وعن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (خير الاصحاب عند الله خيرهم لصحابه، وخير الجيران عند الله خيرهم لجاره) رواه الترمذی وقال: حدیث حسن غریب، و ابن خزيمة و ابن حبان فی صحیحہما والحاکم، وقال: صحیح علی شرط مسلم.

ترجمہ: ”حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ کے ہاں دوستوں اور ساتھیوں میں بہتر وہ ہے جو اپنے ساتھی کے لئے بہتر ہو (اس کی راحت رسانی کی اسے فکر ہو) اور پڑوسیوں میں وہ حق تعالیٰ شانہ کے ہاں بہتر ہے جو اپنے پڑوسی کے لئے بہتر ہو (کہ اسے راحت رسانی کی فکر ہو)۔“ (ترمذی، صحیح ابن خزيمة، صحیح ابن حبان، حاکم)

رہے یہاں تک کہ شہید ہو جائے اور تم اس کا ذکر اللہ کی کتاب میں پاتے ہو پھر یہ آیت تلاوت کی جس کا ترجمہ یہ ہے (اللہ چاہتا ہے ان لوگوں کو جوڑتے ہیں اس کی راہ میں قطار باندھ کر گویا وہ دیوار ہیں سیسہ پلائی ہوئی) میں نے کہا دوسرا کون شخص ہے (جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں؟) فرمایا وہ شخص جس کا کوئی برا پڑوسی ہو جو اسے ستاتا ہو اور وہ اس کی تکلیف پر صبر کرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی اس برے پڑوسی سے زندگی میں یا موت کے ذریعے اس کی کفایت کر دے پھر پوری حدیث ذکر کی۔“ (احمد، طبرانی، حاکم)

”حضرت ابن عمرو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں مجھے جبریل علیہ السلام (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) برابر وصیت اور تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ وہ اس کو وارث تک بھی قرار دے دیں گے۔“ (بخاری، مسلم)

”ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں

”حضرت مطرف بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث پہنچی تھی اس لئے میں ان سے ملاقات کا خواہش مند تھا۔ چنانچہ میں نے ان سے ملاقات کی میں نے عرض کیا اے ابوذر (رضی اللہ عنہا) آپ کی طرف سے مجھے ایک حدیث پہنچی تھی اور میں (اسی لئے) آپ سے ملاقات کا خواہش مند تھا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واہ جی واہ (بہت اچھا کیا آئے) مجھ سے تمہاری ملاقات ہو گئی ہے اب پوچھو کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا ایک حدیث ہے جو مجھے پہنچی ہے کہ آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی ہے کہ اللہ عز و جل تین قسم کے لوگوں کو پسند فرماتے ہیں اور تین قسم کے لوگوں کو ناپسند کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میرا گمان یہ ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی بات کی نسبت نہیں کر سکتا جو آپ نے ارشاد نہ فرمائی ہو۔ میں نے دریافت کیا کہ وہ تین قسم کے لوگ کون ہیں جن سے اللہ عز و جل محبت کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا ایک تو وہ شخص جو اللہ کے راستہ میں صبر اور ثواب کی امید کرتے ہوئے جہاد کرے اور لڑتا

اپنے گھر والوں کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرنے کی غرض سے گھر سے نکلا تو دیکھا کہ ایک شخص آپ کی طرف متوجہ ہے۔ میرا گمان تھا کہ اس کی کوئی ضرورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہے اس لئے میں بیٹھ گیا (اور اس کے اور آپ کے درمیان خلل انداز نہ ہوا) اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے رہے یہاں تک کہ آپ کے اتنی زیادہ دیر تک کھڑے رہنے سے رحم آنے لگا پھر وہ چلا گیا تو میں آپ کے پاس اٹھ کر گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! اس شخص نے آپ کو اتنی دیر تک کھڑا رکھا کہ مجھے آپ کے اتنی دیر تک کھڑے رہنے کی وجہ سے رحم آنے لگا۔ آپ نے فرمایا کیا تمہیں پتہ ہے کہ یہ کون تھے میں نے عرض کیا مجھے تو معلوم نہیں۔ ارشاد فرمایا جبریل علیہ السلام تھے مجھے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) برابر وصیت اور تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ وہ اس کو وارث تک بھی قرار دے دیں گے۔ (احمد)

”حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا جب کہ آپ حجۃ الوداع میں اپنی کان کٹی ہوئی اونٹنی پر سوار تھے اور یہ ارشاد فرما رہے تھے میں تم کو پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی وصیت اور تاکید کرتا ہوں آپ نے بہت بار یہ فرمایا میں اپنے جی میں کہنے لگا کہ آپ تو پڑوسی کو وارث بنا کر ہی رہیں گے۔“ (طبرانی)

”حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے گھر بکری ذبح ہوئی جب وہ تشریف لائے تو انہوں نے گھر والوں سے کہا تم لوگوں نے ہمارے یہودی پڑوسی کے لئے بھی گوشت کا ہدیہ بھیجا؟ تم لوگوں نے ہمارے یہودی پڑوسی کے لئے بھی ہدیہ بھیجا؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: آپ فرماتے تھے کہ پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں مجھے جبریل علیہ السلام برابر وصیت اور تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ وہ اس کو وارث بھی قرار دے دیں گے۔“ (ابوداؤد ترمذی)

دُعا کیجئے

یا الہ العالمین ہمیں اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت عطا فرما کہ
ہمارے لئے اتباع سنت آسان ہو جائے۔
یا اللہ ہمیں اس دنیا کی زندگی میں اپنی آخرت کی فکر نصیب فرما اور ہمیں اپنی حقیقی
منزل کی تیاری اور فکر نصیب فرما۔
یا اللہ ہمیں حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائیگی کی توفیق نصیب فرما اور ہمارے لئے
اپنی شریعت مطہرہ پر چلنا آسان فرما دے۔

سعادت کی علامات

وعن نافع بن الحارث رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: (من سعادة المرء: الجار الصالح، والمركب الهني، والمسكن الواسع) (رواه احمد)
ترجمہ: ”حضرت نافع بن حارث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کی سعادت اور خوش بختی کی ایک بات یہ ہے کہ اس کا پڑوسی نیک اور اچھا ہو۔ دوسرے اچھی سواری ہو (پریشان نہ کرتی ہو) تیسرے کشادہ گھر ہو۔“ (احمد)

اس بندہ سے محبت کرتے ہو۔“ (مسلم)
تشریح: یہ واقعہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں بیان فرمایا ہے بظاہر کسی اگلی امت کے کسی فرد کا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ کبھی کبھی فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کسی غیر نبی کے پاس بھی آ سکتے ہیں اور اس سے اس طرح کی باتیں دہو کر سکتے ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام کا اللہ کے حکم سے حضرت مریم صدیقہ کے پاس آنا اور ان سے باتیں کرنا قرآن مجید میں بھی مذکور ہے حالانکہ معلوم ہے کہ حضرت مریم نبی نہ تھیں۔ بہر حال واقعہ کا مقصود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث مبارکہ میں یہ ہے کہ کسی بندہ سے محض رضا الہی کی خاطر محبت کرنا اللہ تعالیٰ کی محبت کو واجب کرنے اور اس کا مستحق بنانے والا ہے۔ (از معارف بتعیر واختصار)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو کسی بیمار کی عیادت یا مسلمان بھائی کی ملاقات کی خاطر اس کے ہاں جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ (بلا واسطہ یا فرشتوں کی زبانی) فرماتے ہیں کہ (دنیا و آخرت میں) تیری زندگی خوشگوار ہوئی اور تیرا چلنا مبارک رہا (کہ تو چل کر یہاں تک آیا) اور تجھ کو جنت میں ایک بڑا اور عالی مرتبہ رتبہ جگہ حاصل ہوئی۔“ (ابن ماجہ، ترمذی، ابن حبان)

”حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چار چیزیں آدمی کی سعادت میں سے ہیں ایک نیک بیوی ہے دوسرے کشادہ گھر، تیسرے نیک اور اچھا پڑوسی چوتھے اچھی سواری ہے اور چار چیزیں آدمی کی بد نصیبی کی ہیں ایک برا پڑوسی۔ دوسرے بری بیوی (جس کے اخلاق برے ہوں) تیسرے بری سواری (جو پریشان کرتی رہتی ہو) چوتھے تنگ گھر (جو ضرورت کو پورا نہ کرتا ہو)۔“ (صحیح ابن حبان)
”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص اپنے بھائی سے جو دوسری بستی میں رہتا تھا۔ ملاقات کے لئے چلا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی راہ گزر پر ایک فرشتہ کو منتظر بنا کے بٹھا دیا (جب وہ شخص اس جگہ سے گزرا تو) فرشتہ نے اس سے پوچھا: تمہارا کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا میں اس بستی میں رہنے والے اپنے ایک بھائی سے ملنے جا رہا ہوں فرشتہ نے کہا کہ: کیا اس پر تمہارا کوئی احسان ہے اور کوئی حق نعمت ہے جس کو تم پورا اور پختہ کرنے جا رہے ہو۔ اس شخص نے کہا: نہیں! میرے جانے کی وجہ صرف یہی ہے کہ اللہ کے لئے مجھے اس بھائی سے محبت ہے فرشتہ نے کہا کہ: میں تمہیں بتاتا ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس یہ بتانے کے لئے بھیجا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرتا ہے جیسا کہ تم اللہ کے لئے

تشریح: دنیا میں زندگی کو خوشی اور اطمینان ملنے کا تعلق جن چیزوں سے ہے وہ یہ ہیں کہ قناعت و توکل کی دولت نصیب ہو جائے رضائے الہی کی سعادت ملے رزق میں برکت قلب میں وسعت و حوصلہ عادات و اطوار میں تہذیب و شائستگی اور علم و عمل کی توفیق نصیب ہو۔

حدیث بالا کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ یہ تینوں جملے دعائیہ ہوں۔ اس صورت میں الفاظ کے معنی یہ ہوں گے کہ تیری زندگی کو خوشی و راحت نصیب ہو۔ تیرا راہ چلنا مبارک ثابت ہو اور تجھے جنت میں اعلیٰ مقام حاصل ہو۔ (از مظاہر حق)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو کوئی بندہ اللہ کے لئے اپنے بھائی کی ملاقات کے لئے آتا ہے فرشتہ ضرور آسمان سے یہ اعلان کرتا ہے کہ تمہاری زندگی اچھی ہو اور تمہیں جنت مبارک ہو اور اللہ تعالیٰ اپنے عرش کی سلطنت میں (فرشتوں سے) فرماتے ہیں کہ میرے بندہ نے میری خاطر ملاقات کی ہے اور مجھ پر اس کی میزبانی ہے۔ لہذا جنت سے کم چیز بدلہ میں دینے پر راضی نہیں ہوتے۔“ (بزار ابویعلیٰ)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: کیا میں تم کو جنت کے لوگ نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ضرور بتائیے! ارشاد فرمایا کہ:

نبی جنت میں صدیق جنت میں اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کے لئے شہر کی ایک جانب سے دوسری جانب محض اللہ کی خوشنودی کی خاطر جائے وہ جنت میں۔“ (طبرانی اوسط صغیر)

”حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری محبت واجب ہے ان لوگوں کے لئے جو آپس میں میری وجہ سے محبت کریں اور میری وجہ سے اور میرے تعلق سے کہیں جز کر بیٹھیں اور میری وجہ سے آپس میں ملاقات کریں اور میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کریں۔“ (مولانا مالک)

”حضرت عون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھی ایک مرتبہ ان کے پاس آئے تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ کیا آپ لوگ ایک دوسرے کے پاس جڑ کر بیٹھتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہم اس کو نہیں چھوڑتے فرمایا کیا آپ ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ اے ابو عبد الرحمن! (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) جی ہاں! یہاں تک کہ اگر کوئی شخص ہم میں سے اپنے دین بھائی کو نہیں پاتا تو وہ پیدل کوفہ شہر کے آخری کنارے تک اس کی تلاش میں چل دیتا ہے یہاں تک کہ اس سے ملاقات کر لیتا ہے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم جب تک یہ کرتے رہو گے خیر اور بھلائی سے رہو گے۔“ (طبرانی)

دُعا کیجئے

یا اللہ ان احادیث میں آج ہم نے جو کچھ سنا اور سمجھا محض اپنے فضل و کرم سے اس پر عمل کرنا ہمارے لئے آسان فرما دیجئے۔

یا اللہ آج کے اس پر فتن دور میں ہمارے لئے دین پر چلنا آسان فرما۔ اور ہمیں حقیقی فکر آخرت نہ سبب فرما۔

یا اللہ ہمیں ہر روز موت کو یاد رکھنے اور آپ سے ملاقات کیلئے خود کو تیار کرنے کی توفیق نصیب فرما۔ آمین یا رب العالمین

صحبت صالح کی ضرورت

وعن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (انطلقوا بنا الی بنی واقف نزور البصیر). رجل کان کفیف البصر، رواہ البزار باسناد جید۔
 ترجمہ: ”حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ہمارے ساتھ بنو واقف کے پاس چلو وہاں چل کر ایک شخص سے ہم ملاقات کریں جو بینا ہے (دل کے لحاظ سے) اور وہ ظاہری بینائی سے محروم تھے۔“ (بزار)

تشریح: معلوم ہوا کہ کسی سے ملاقات کیلئے جانا سنت ہے۔
 ”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (وقفہ وقفہ سے ملا کر تمہاری محبت بڑھ جائے گی)۔“ (طبرانی، بزار)
 ”حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں اور عبید بن عمیر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عبید بن عمیر سے فرمایا کہ ہماری آپ کی ملاقات کا وقت آ گیا تھا (پھر بھی تاخیر کی) انہوں نے جواب میں عرض کیا اماں جان! میں وہی کہتا ہوں جو پہلے میں نے کہا تھا۔ وقفہ وقفہ سے ملو محبت بڑھ جائے گی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہمارے سامنے یہ بے کار باتیں نہ کرو (یعنی ملاقات میں خود سستی کی اور اس سستی کے عذر کو حدیث سنا کر چھپا رہے ہو یہ بطور دل لگی کے فرمایا واللہ اعلم) ابن عمیر نے عرض کیا سب سے عجیب بات جو آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھی ہو اس کے متعلق فرمادیں۔ پھر وہ ساری حدیث ذکر کی جو ”ان فی خلق السموات والارض“ کے نزول کے متعلق ہے۔“ (صحیح ابن حبان)

”حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہمارے لئے مجلس اور بیٹھک ٹھیک اور درست کر دو کیونکہ زمین میں وہ فرشتہ اتر رہا

ہے جو آج تک زمین پر نہیں آیا۔ (احمد)
 حضرت ام بجید حواء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس قبیلہ بنو عمرو بن عوف کے پاس تشریف لاتے میں آپ کے لئے پیالہ میں ستوبنا کر رکھتی جب آپ تشریف لاتے تو میں آپ کو وہ ستوبلائی۔“ (احمد)
 ”ابراہیم بن شیط سے روایت ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن حارث زبیدی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے انہوں نے اپنے نیچے کا تکیہ ان کی طرف پھینکا اور یہ ارشاد فرمایا کہ جو اپنے ہم نشین کا اکرام نہیں کرتا اس کا احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ ابراہیم علیہ السلام سے کوئی تعلق ہے۔“ (طبرانی)

”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور آپ نے ارشاد فرمایا کیا مجھے یہ نہیں بتلایا گیا کہ تم رات بھر عبادت کرتے ہو اور دن بھر روزہ سے رہتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں! ارشاد فرمایا ایسا نہ کرو بلکہ رات کو عبادت بھی کرو اور آرام بھی، بعض دن روزہ رکھو اور بعض دن روزہ نہ بھی رکھو۔ کیونکہ تمہارے جسم کا تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھ کا تم پر حق ہے اور تمہارے ملاقاتی مہمان کا تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے۔“ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور بھوک اور پریشانی کی اطلاع دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھروں میں سے ایک آدمی بھیجا۔ گھر سے پیغام آیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میرے پاس سوائے پانی کے کچھ نہیں پھر دوسری زوجہ کے پاس آدمی بھیجا وہاں سے بھی یہی جواب آیا یہاں تک کہ سب نے یہی جواب دیا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو دین حق دے کر بھیجا ہے پانی کے سوا کچھ نہیں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ارشاد فرمایا کہ کون شخص انکی ایک رات کی مہمانی قبول کرتا ہے اللہ اس پر رحم فرمائے۔ ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں مہمانی کروں گا۔ انکو اپنے گھر لے گئے اپنی بیوی سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ بیوی نے کہا کہ بچوں کا تھوڑا سا کھانا ہے اسکے علاوہ کچھ بھی گھر میں نہیں ہے۔ صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کسی چیز سے بچوں کو بہلاتی رہنا۔ جب وہ رات کا کھانا چاہیں تو سلا دینا۔ جب وہ مہمان آجائے تو چراغ (درست کرنے کے بہانے سے اٹھ کر) اسکو بھادینا اور مہمان کو یہ دکھانا کہ ہم اسکے ساتھ کھا رہے ہیں۔ چنانچہ وہ مہمان کے ساتھ بیٹھ گئے اور مہمان نے (پیٹ بھر کر) کھا لیا اور دونوں میاں بیوی نے بھوکے رات گزاری (اور بچوں کو بھی بہلا کر بغیر کھائے سلا دیا تھا) صبح کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تم دونوں میاں بیوی کے اس عمل سے جو مہمان نوازی کا تم دونوں نے مہمان کے ساتھ کیا راضی اور خوش ہوا ایک روایت میں ہے کہ اس بارے میں یہ آیت اتری جس کا ترجمہ یہ ہے: اور ترجیح دیتے ہیں اپنی جانوں پر اگر چہ ان پر فاقہ ہی ہو۔ (مسلم وغیرہ)

”حضرت ابو شریح خویلد بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ اپنے مہمان کی خاطر داری کرے مہمان کے ساتھ تکلف و احسان کرنے کا زمانہ ایک دن ایک رات ہے اور مہمان داری کا زمانہ

تین دن ہے اس (تین دن) کے بعد جو دیا جائے گا وہ ہدیہ و خیرات ہوگا اور مہمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ میزبان کے ہاں (تین دن کے بعد اس کی ٹھہرنے کی درخواست کے بغیر) ہے کہ وہ میزبان کے ہاں (تین دن کے بعد اس کی ٹھہرنے کی درخواست کے بغیر) ٹھہرے کہ وہ تنگی میں مبتلا ہو جائے۔ (مالک بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

حدیث میں ”جائزہ“ کا جو لفظ آیا ہے اسکا مفہوم یہی ہے ویسے لغت کے اعتبار سے ”جائزہ“ کے معنی بخشش تحفہ اور انعام کے ہیں۔ لیکن یہاں وہ چیز مراد ہے جو ایک دن کی غذا کی ضرورت کے بقدر ہو اور اسکے سہارے منزل تک پہنچ جائے مہمان کو ”جائزہ“ کے بعد جو کچھ دیا جائے گا وہ ایک زائد چیز ہوگی اور صدقہ و بھلائی اور احسان کے حکم میں ہوگا۔

یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ یہ ”جائزہ“ تین دن مہمان داری کرنے سے کوئی زائد چیز نہ ہو۔ بلکہ حدیث پاک میں اس کا ذکر اس تکلف و اہتمام اور الطاف و عنایات کی وضاحت کے طور پر ہے جو میزبان مہمان داری کے تین دنوں میں سے پہلے دن اپنے مہمان کے لئے کرتا ہے۔ چنانچہ ابوداؤد کی عبارت سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ ”جائزہ مہمان کی خاطر داری اور تواضع و مدارات کو کہا گیا ہے جو پہلے دن کی جاتی ہے۔ اسی طرح حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی فرماتے تھے کہ ہمارا علم بھی یہی ہے کہ ”جائزہ“ کے معنی یہی ہیں ”مہمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے۔۔۔۔۔ الخ سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی کے ہاں مہمان جائے اس کے لئے مطلقاً یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے میزبان کے ہاں تین دن سے زیادہ ٹھہرے ہاں اگر خود میزبان کی خواہش ہو اور وہ درخواست کرے تو اس کی استدعا پر تین دن سے زائد ٹھہرے میں کوئی مضائقہ نہ ہوگا۔ اسی لئے علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی مسافر (مہمان) کسی کے یہاں ٹھہرے اور کسی عذر مثلاً بیماری وغیرہ کے سبب اس کو تین دن سے زائد قیام کرنا پڑ جائے تو وہ تین دن کے بعد اپنے پاس سے کھائے پئے صاحب خانہ کو تنگی و تکلف میں نہ ڈالے۔ (از مظاہر حق)

مہمان کا اکرام

وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: (ایما نزل بقوم فاصبح الضیف محروما، فله ان یاخذ بقدر قراه ولا حرج علیہ) رواہ احمد، ورواہ ثقات والحاکم، وقال: صحیح الاسناد.

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو کوئی شخص کسی قوم میں (کسی کے ہاں) مہمان ہوا اور صبح تک وہ مہمان (کھانے سے) محروم رہا یعنی اس کے میزبان نے رات میں اس کی مہمان داری نہیں کی تو مہمان کے لئے جائز ہے کہ اپنی مہمانی کی مقدار وصول کر لے اور اس میں مہمان پر کوئی گناہ نہیں۔“ (احمد، حاکم)

احادیث ان حضرات کے مسلک کی دلیل بھی ہے کہ جو ضیافت یعنی مہمان کو کھلانا پلانا ایک واجب حق قرار دیتے ہیں لیکن جمہور علماء کا مسلک چونکہ یہ نہیں ہے اس لئے ان کی طرف سے اس حدیث کی کئی تاویلیں کی جاتی ہیں ایک تو یہ کہ یہ احادیث اصل میں منحصر (خالی پیٹ ہونے) اور اضطرار (بھوک کی وجہ سے بے تاب و مضطر ہونے) کی صورت پر محمول ہیں اور ایسی صورت میں جب کہ مہمان سخت بھوکا اور مضطر ہو اس کی ضیافت کرنا بلاشبہ میزبان پر واجب ہوگا کہ اگر وہ (میزبان) اس حق کو ادا نہ کرے تو یہ حق اس سے زبردستی لیا جاسکتا ہے۔

دوسرے یہ کہ حکم ابتداء اسلام میں تھا اس وقت محتاج اور فقراء کی خبر گیری کرنی واجب تھی مگر جب بعد میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں عام طور پر فقر و احتیاج کی جگہ وسعت و فراخی پیدا فرمادی تو یہ حکم منسوخ قرار دیا گیا۔

تیسرے یہ کہ ان ارشادات کا تعلق اہل ذمہ (وہ غیر مسلم جن کا مسلمانوں سے جان و مال کی مصالحت کا معاہدہ ہو چکا ہو) کے یہاں قیام کرنے سے تھا جب کہ ان کے ساتھ معاہدہ کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگر مسلمان ان کے ہاں قیام کریں تو

”حضرت مقدم ابو کریمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص کسی قوم میں (کسی کے ہاں) مہمان ہوا اور صبح تک وہ مہمان (کھانے سے) محروم رہا تو اس کی مدد کرنا ہر مسلمان کے ذمہ ہے یہاں تک کہ یہ مہمان اپنے میزبان کے مال اور کھیتی سے اپنی رات کی مہمانی کے مقدار وصول کر لے۔“ (ابوداؤد، حاکم)

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین مرتبہ ارشاد فرمائی ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! مہمان کا اکرام کیا ہے؟ ارشاد فرمایا (مہمان کا اکرام) تین دن ہے تین دن کے بعد میزبان کا مہمان کو کھلانا اس پر احسان ہے۔ (یعنی تین دن کے بعد کھانا نہ کھلانا بے مروتی میں داخل نہیں)۔“ (احمد، بزار، ابویعلیٰ)

تشریح: مذکورہ بالا احادیث مبارکہ کا ظاہری مفہوم اس پر دلالت کرتا ہے کہ اگر میزبان مہمان داری کے حقوق ادا نہ کرے تو مہمان اس سے اپنا حق زبردستی لے سکتا ہے اس اعتبار سے یہ

ان مسلمانوں کی ضیافت کرنا ان اہل ذمہ کے لئے ضروری ہوگا چنانچہ اس شرط کی بنا پر مسلمانوں کی مہمان داری کرنا ان پر واجب تھا اور جو حق واجب ہو اس کو زبردستی بھی لیا جاسکتا ہے۔

چوتھے یہ کہ یہ احادیث مبارکہ ”معاوضہ اور بدلہ“ کی صورت پر محمول ہیں یعنی اگر کچھ لوگ (مثلاً مسافر کسی جگہ قیام کریں اور وہاں کے لوگ نہ صرف یہ کہ ان کی ضیافت نہ کریں بلکہ) ان کے ہاتھ ایسی چیز فروخت کرنے سے انکار کریں جو ان (مہمان مسافروں) کے پاس نہیں ہے نیز وہ اضطرار (بے تابی) کی حالت میں ہوں تو ان کے لئے جائز ہے کہ وہاں کے لوگوں سے اس چیز کو زبردستی خرید لیں۔ (از مظاہر)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جس گھر میں (مہمانوں کو) کھانا کھلایا جاتا ہے وہاں خیر یعنی رزق برکت اور بھلائی اتنی تیزی سے پہنچتی ہے جتنی تیزی سے چھری بھی اونٹ کے کوہان کی طرف نہیں پہنچتی۔“ (ابن ماجہ، ابن ابی الدنیا)

تشریح: جب اونٹ کا گوشت کاٹا جاتا ہے تو اس کے سب اعضاء سے پہلے اس کے کوہان کو کاٹتے ہیں اور چونکہ کوہان کا گوشت زیادہ لذیذ ہوتا ہے اس لئے وہ شوق سے کھایا بھی جاتا

ہے۔ حدیث بالا میں ارشاد فرمایا کہ جس طرح کوہان پر چھری جلد پہنچتی ہے اس سے بھی زیادہ جلد اس گھر میں خیر اور بھلائی پہنچتی ہے جس میں مہمانوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔ (از مظاہر حق)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو مسلمان درخت لگاتا ہے پھر اس میں سے جتنا حصہ کھالیا جائے وہ درخت لگانے والے کے لئے صدقہ ہو جاتا ہے اور جو اس میں سے چرا لیا جائے وہ بھی صدقہ ہو جاتا ہے (یعنی اس پر بھی مالک کو صدقہ کا ثواب ملتا ہے) (غرض یہ کہ) جو کوئی اس درخت میں سے کچھ (بھی پھل وغیرہ) لے کر کم کر دیتا ہے تو وہ اس (درخت لگانے والے) کے لئے (قیامت تک کے لئے) صدقہ ہو جاتا ہے۔“

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی مسلمان درخت کا پودا لگائے یا کاشت کرے پھر اس میں سے پرندے کھائیں یا کوئی آدمی کھائے تو وہ اس کے حق میں ضرور صدقہ ہوگا۔“ (بخاری، مسلم، ترمذی)

تشریح: اس حدیث پاک میں باغبانی اور کاشتکاری کے لئے جن پر انسانوں کی ضرورتوں کا دار و مدار ہے کتنی بڑی ترغیب اور ہمت افزائی ہے۔

دُعا کیجئے

یا اللہ ہمارے تمام معاملات اپنی رضا کے مطابق فرما دیجئے اور ہمیں ہر وقت اپنا معاملہ اپنے ساتھ اور بندوں کے ساتھ صحیح رکھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

یا اللہ ہم سے راضی ہو جائیے اور ہمیں اپنی رضا والے اعمال صالحہ کرنے کی اور اپنی ناراضگی والے کاموں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

یا اللہ ہمیں ایمان کامل نصیب فرما دیجئے۔ اور اپنی ذات عالی پر یقین کامل نصیب فرمائیے۔

نیکوئوں کے ثمرات

وعن معاذ بن انس رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: (من بنی بنیانا فی غیر ظلم ولا اعتداء او غرس غرسا فی غیر ظلم ولا اعتداء کان له اجر جاریاً ما انتفع به من خلق الرحمن تبارک و تعالیٰ). رواہ احمد من طریق زبان نبی ﷺ: ”حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص کوئی عمارت بنائے بغیر ظلم اور زیادتی کے (یعنی عمارت کی زمین لوٹ کر، چھین کر دبا کر، ناحق نہ لی ہو) یا بغیر ظلم و زیادتی کے درخت کا پودا لگائے تو اس کے لئے اس کا اجر و ثواب اس وقت تک جاری رہے جب تک کہ رحمن تبارک و تعالیٰ کی مخلوق سے نفع و فائدہ اٹھاتی رہے گی۔“ (احمد)

پھر اس درخت سے جتنا پھل پیدا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ پھل کی پیداوار کے بقدر پودا لگانے والے کے لئے اجر لکھ دیتے ہیں۔“ (احمد)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ بدھ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے پاس تشریف لائے سلسلہ کلام میں ارشاد فرمایا: اے انصار کی جماعت! انصار نے جواب میں عرض کیا یا رسول اللہ! ہم حاضر ہیں۔ ارشاد فرمایا: زمانہ جاہلیت میں جب کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی نہ کرتے تھے تم لوگوں کے بوجھ اٹھاتے اور اپنے مالوں کو نیکی اور بھلائی کے کاموں میں لگاتے اور مسافروں کے ساتھ اچھا سلوک و احسان کرتے تھے یہاں تک کہ حق تعالیٰ شانہ نے تم پر اسلام اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ احسان فرمایا تو (تم نے بجائے اور زیادہ مالوں کو خرچ کرنے کے جو اسلام کی تعلیم ہے) اپنے مالوں کو ذخیرہ کرنا اور روکنا شروع کر دیا (پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خرچ کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا) انسان جو کھاتا ہے اس میں (کھلانے والے کے لئے) اجر ہے۔ اور جو درندے اور پرندے کھالیں

”ایک صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے ان دو کانوں نے سنا جو کوئی شخص درخت لگا کر اس کی دیکھ بھال اور حفاظت کرے یہاں تک کہ وہ پھل دینے لگ جائے تو اس کے لئے ہر اس پھل میں صدقہ کا ثواب ہوگا جو کوئی اس سے فائدہ اٹھائے۔“ (احمد)

”حضرت قاسم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ (حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس سے دمشق میں ایک شخص کا گزر ہوا اس وقت حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی پودا لگا رہے تھے اس شخص نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ بھی یہ (دنیاوی) کام کر رہے ہیں حالانکہ آپ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے ملامت کرنے میں جلدی نہ کرو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ: جو شخص پودا لگاتا ہے اور اس میں سے کوئی انسان یا اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کوئی مخلوق کھاتی ہے تو وہ اس (پودا لگانے والے کے لئے) صدقہ ہوتا ہے۔“ (احمد)

”حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص پودا لگاتا ہے

اس میں اجر ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ انصار واپس گئے اور ان میں سے ہر ایک نے اپنے باغ کے تین دروازوں کو توڑ دیا۔ (تاکہ فقراء و مساکین و ضرورت مند و مسافر بلا روک ٹوک باغات میں داخل ہو کر پیداوار سے فائدہ اٹھا سکیں)۔ (حاکم) تشریح:۔ انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا جذبہ ایمانی بھی خوب تھا۔ ادھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ترغیب سنی اور ادھر عملاً باغات کے دروازوں اور رکاوٹوں کو توڑ کر سب کے لئے فائدہ اٹھانے کا راستہ اس اجر کی امید و شوق میں کھول دیا جس اجر و ثواب کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی۔ ”اللہم ارزقنا اتباعہم“۔

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے: ”اللہم انی اعوذ بک من البخل و الکسل و اذل العمر و عذاب القبر و فتنۃ المحیا و الممات“ ترجمہ: ”اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں بخل اور کاہلی سے اور نکمی عمر (سخت بڑھاپے) سے اور زندگی اور موت کے وقت کے فتنے سے“۔ (مسلم)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا: تم ظلم سے بچتے رہنا بلاشبہ ظلم قیامت کے

دن تاریکیوں کا باعث ہوگا۔ (یعنی آخرت میں تکالیف اور عذاب کا باعث ہوگا) اور تم بدزبانی اور فحش گوئی سے بچنا اور اپنے دل کے لالچ و بخل سے بچنا اس لئے کہ تم سے پہلے لوگ اسی کی وجہ سے ہلاک ہوئے اس حرص و لالچ نے قطع رحمی (یعنی حقوق قرابت کی پامالی کے لئے) آمادہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے قطع رحمی اختیار کیا۔ اور اسی نے بخل پر آمادہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے بخل کیا اور اسی نے گناہوں پر آمادہ کیا چنانچہ انہوں نے فسق و فجور کیا۔ پھر ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! کون سا عمل اسلام کا افضل ہے؟ ارشاد فرمایا یہ کہ مسلمان تمہارے ہاتھ اور زبان سے محفوظ رہیں۔ پھر اسی شخص نے یا کسی دوسرے شخص نے عرض کیا سب سے افضل کون سی ہجرت ہے؟ ارشاد فرمایا: تم اپنے رب کی ناپسند چیزوں کو چھوڑ دو۔ اور ارشاد فرمایا ہجرت کی دو قسمیں ہیں شہر میں رہنے والے کی ہجرت دیہات میں رہنے والے کی ہجرت دیہات میں رہنے والے کی ہجرت یہ ہے کہ جب اس کو (اپنی جگہ سے) ہلایا جائے تو آ جائے اور جب اسے کوئی حکم دیا جائے تو اس کو مانے (اور شہری کی ہجرت بھی یہی ہے لیکن) شہری کی ہجرت آزمائش کے اعتبار سے بڑی ہے اور اجر ملنے کے اعتبار سے بھی افضل ہے“۔ (ابوداؤد حاکم)

دُعا کیجئے

یا اللہ ہمیں اس دنیا کی زندگی میں اپنی آخرت کی فکر نصیب فرما اور ہمیں اپنی حقیقی منزل کی تیاری اور فکر نصیب فرما۔
یا اللہ ہمیں حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائیگی کی توفیق نصیب فرما اور ہمارے لئے اپنی شریعت مطہرہ پر چلنا آسان فرما دے۔
یا اللہ اس پر فتن دور میں ہمارے اور ہمارے بچوں کے ایمان کی حفاظت فرمائے۔ اور ہمیں دنیا و آخرت کی تمام منزلوں میں محض اپنے کرم سے کامیاب فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

بخل، حرص اور بزدلی کی مذمت

و عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: (شر ما فی الرجل شح ہالع و جبن خالع). رواہ ابو داؤد و ابن حبان فی صحیحہ.
ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: انسان میں سب سے بری بات کڑھادینے والی حرص اور گھبرادینے والی بزدلی ہے۔“ (ابوداؤد صحیح ابن حبان)

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جنت میں دھوکہ باز اور احسان جتلانے والا اور بخیل داخل نہ ہو سکے گا۔“ (ترمذی)
تشریح: دھوکہ بازی کنجوسی احسان کر کے جتنا۔ ان تباہ کن عادات میں سے ہیں جو جنت کے راستہ میں رکاوٹ بنتی ہیں۔
”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: حق تعالیٰ شانہ نے جنت عدن اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اور اس میں پھلوں کو لٹکایا اور نہروں کو چلایا پھر اس کی طرف دیکھ کر فرمایا بول! اس نے کہا کہ یقیناً ایمان والے کامیاب ہو گئے حق تعالیٰ نے فرمایا میری عزت اور جلال کی قسم! بخیل شخص تیرے اندر میرا ہمنشین بن کر نہیں رہ سکتا۔“ (طبرانی، کبیر، اوسط، ابن ابی الدنیا)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: بخی شخص حق تعالیٰ سے قریب ہے (یعنی اس کو قرب خداوندی حاصل ہے) اور جنت سے قریب ہے اور اللہ کے بندوں سے قریب ہے۔ (یعنی اللہ کے بندے اس کی سخاوت کی صفت کی وجہ سے اس سے تعلق اور محبت رکھتے ہیں اور اس کے ساتھ لگے رہتے ہیں) اور دوزخ سے دور ہے۔ اور بخیل اور کنجوس آدمی اللہ تعالیٰ سے دور (یعنی قرب خداوندی کی نعمت سے محروم ہے) جنت سے بھی دور اور لوگوں سے بھی دور ہے (کہ اس کی کنجوسی کی وجہ سے وہ اس سے الگ اور بے تعلق رہتے

تشریح: یہ حقیقت ہے کہ حریص اور لالچی آدمی ہر وقت اس غم میں گھلتا اور کڑھتا رہتا ہے کہ یہ نہیں ملا وہ نہیں ملا۔ فلاں کے پاس یہ ہے۔ اور میرے پاس یہ نہیں ہے اسی طرح زیادہ بزدل آدمی خواہ مخواہ موہوم خطرات سے بھی ہر وقت گھبراتا رہتا ہے اور اس کو اطمینان کے سانس لینے نصیب نہیں ہوتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کے دل کی دونوں کیفیتوں کو بدترین کیفیت بتلایا اور فی الحقیقت یہ بدترین اور ذلیل ترین خصلتیں ہیں۔

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ کے راستہ کا گرو وغبار اور جہنم کا دھواں ایک شخص کے پیٹ میں کبھی بھی جمع نہیں ہو سکتا اور حرص و بخل اور ایمان کبھی بھی ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ (یعنی بخیلی و کنجوسی اور ایمان کا کوئی جوڑ نہیں)۔“ (نسائی، صحیح ابن حبان، حاکم)

تشریح: مطلب یہ ہے کہ بخل کی عادت اور ایمان کی حقیقت میں ایسی منافات ہے کہ جس دل کو حقیقی ایمان نصیب ہو گا اس میں بخل نہیں ہو سکتا اور جس میں بخل دیکھا جائے تو سمجھ لیا جائے کہ اس میں ایمان کا نور نہیں ہے۔ ذرا سا غور کرنے کے بعد ہر ایک کی سمجھ میں یہ بات آ سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات پر کامل ایمان و یقین کے بعد دل میں بخل اور کنجوسی جیسی خصلت کے لئے کوئی گنجائش ہی نہیں رہ سکتی۔ (از معارف الحدیث)

ترجمہ: ”حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

ہیں) اور دوزخ سے قریب ہے اور بلاشبہ ایک بے علم نخی اللہ تعالیٰ کو عبادت گزار کنجوس سے زیادہ پیارا ہوتا ہے۔“ (ترمذی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: مومن بڑا بھولا بھالا اور شریف ہوتا ہے جب کہ بدکار بڑا مکار اور بخیل اور کمینہ ہوتا ہے۔“ (ابوداؤد ترمذی)

تشریح: مطلب یہ ہے کہ نیک آدمی نرم مزاج ہوتا ہے اور ہر ایک پر اعتماد کر لیتا ہے اس وجہ سے وہ ہر دھوکہ دینے والے سے دھوکہ کھا لیتا ہے یا اس کے دھوکہ کھانے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ ہر ایک کے ساتھ حسن ظن رکھتا ہے کوئی بھی اس کو کسی قسم کی بات کہہ دے وہ سچ مان لیتا ہے تیسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس کے سامنے ہمیشہ آخرت ہوتی ہے اس لئے کوئی آدمی اس سے کوئی بات کہہ دے تو وہ اس کو مان لیتا ہے اور آخرت میں معاف کرنے پر جن انعامات کی خوشخبریاں ہیں ان کی امید میں یہ سب کو معاف کر دیتا ہے لوگ اس وجہ سے اس کو بھولا بھالا سمجھتے ہیں۔ جب کہ فاسق و فاجر دھوکہ باز اور مکار ہوتا ہے۔

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جب تمہارے امیر بھلے ہوں اور تمہارے مال دار نخی ہوں اور تمہارے امور باہمی مشورہ

سے طے ہوں تو زمین کی پشت تمہارے لئے زمین کے پیٹ سے بہتر ہے (یعنی زندگی موت سے بہتر ہے) اور جب تمہارے امیر برے ہوں اور تمہارے مال دار بخیل ہوں اور تمہارے معاملات عورتوں کے حوالہ ہو جائیں (کہ مرد عورتوں کی تابعداری کریں) تو زمین کا پیٹ اس کی پشت سے بہتر ہے (یعنی ایسی زندگی سے مرنا بہتر ہے)۔“ (ترمذی)

”حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب حق تعالیٰ شانہ کسی قوم کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو ان کے امور کا ذمہ دار حکماء اور عقل مندوں کو بنادیتے ہیں اور مال خلیوں کو دیتے ہیں (تاکہ لوگوں کی ضرورتیں پوری کریں) اور جب حق تعالیٰ شانہ کسی قوم کے ساتھ برائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو ان کے معاملات کا بے وقوف لوگوں کو ذمہ دار بنادیتے ہیں اور مال بخیلوں کو دے دیتے ہیں۔ (کہ وہ حاجت مندوں کی حاجات کو پورا نہیں کرتے)۔“ (ابوداؤد)

”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں ایک محل ہے اس کا نام بیت السخاء یعنی سخاوت کا گھر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جنت خلیوں کا گھر ہے۔“ (طبرانی کتاب الثواب)

دُعا کیجئے

یا اللہ! ان احادیث میں آج ہم نے جو کچھ سنا اور سمجھا محض اپنے فضل و کرم سے اس پر عمل کرنا ہمارے لئے آسان فرما دیجئے۔
یا اللہ! آج کے اس پر فتن دور میں ہمارے لئے دین پر چلنا آسان فرما۔ اور ہمیں حقیقی فکر آخرت نصیب فرما۔
یا اللہ! ہمیں اپنی ایسی محبت عطا فرما کہ ہمارے لئے نیکیاں کرنا آسان ہو جائے اور اپنی ذات کا اتنا خوف و خشیت نصیب فرما کہ ہمارے لئے تمام گناہوں کو چھوڑنا آسان ہو جائے۔

یا اللہ! ہمیں ہر روز موت کو یاد رکھنے اور آپ سے ملاقات کیلئے خود کو تیار کرنے کی توفیق نصیب فرما۔ آمین یا رب العالمین

چند اخلاق ذمیمہ

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: (الذی یرجع فی ہبتہ کالکلب یرجع فی قینہ) و فی روایۃ: (مثل الذی یعود فی ہبتہ کمثل الکلب یقی ثم یعود فی قینہ فیا کله) رواہ البخاری و مسلم و ابو داؤد و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ
ترجمہ: ”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص ہدیہ دے کر واپس لے لے وہ اس کتے کی طرح ہے جو منہ سے نکلی ہوئی قے کو دوبارہ منہ میں لے لے۔ ایک روایت میں ہے کہ اس شخص کی مثال جو ہدیہ دے کر واپس لے لے اس کتے کی سی ہے جو قے کرے پھر اپنی قے کو واپس منہ میں لے کر کھا جائے۔“ (بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

تشریح: اس مثال سے مقصود اس فعل کی شاعت کا بیان ہے کہ ہدیہ دے کر واپس لینا انتہائی کمینگی کی علامت ہے۔

”حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک گھوڑا اللہ کی راہ میں دیا۔ پھر میں نے چاہا کہ اس گھوڑے کو خرید لوں میرا گمان تھا کہ وہ شخص جس کو گھوڑا راہ خدا میں دیا تھا مجھے ستا بیچ دے گا میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو مست خریدو اور اپنے اس صدقہ کو واپس نہ لو خواہ وہ شخص جس کو ثواب کی غرض سے دیا تھا ایک درہم ہی میں تمہیں فروخت کرے کیونکہ صدقہ دے کر لینے والے ایسا ہے جیسے اپنی قے کو دوبارہ کھانے والا۔“ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ کسی کو کوئی عطیہ یا ہدیہ دے کر واپس لے۔ سوائے والد کے کہ وہ اپنے لڑکے کو دے کر واپس لے سکتا ہے اور اس شخص کی مثال جو عطیہ دے کر واپس لے اس کتے کی سی ہے جو خوب پیٹ بھر کر کھا کر قے کر دے اور پھر قے کو دوبارہ کھالے۔“

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اس پر کوئی ظلم و زیادتی نہ کرے (اور جب وہ اس کی مدد و اعانت کا محتاج ہو تو اس کی مدد کرے) اور اس کو بے مدد کے نہ چھوڑے اور جو کوئی شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے حق تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرتا ہے اور جو کسی مسلمان سے ذرا سی تکلیف دور کرتا ہے حق تعالیٰ شانہ قیامت کی بڑی مصیبتوں میں سے کسی مصیبت کو دور کرے گا اور جو کسی مسلمان کے عیب پر پردہ ڈالتا ہے حق تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیب پر پردہ ڈالے گا۔ (بخاری، مسلم، ابو داؤد)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جس شخص پر اللہ تعالیٰ کوئی نعمت تمام کرے پھر لوگوں کا رجوع ضرورتوں میں اس کی طرف کر دے پھر وہ تنگ ہو جائے (ضرورت مند لوگوں کے بار بار آنے سے پریشان ہو جائے) تو اس نے نعمت کو زائل کرنے کا سامان کر لیا۔“ (طبرانی)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص اپنے کسی بھائی کے کام کے لئے چل کر جاتا ہے تو اس کا یہ عمل دس سال کے اعتکاف سے افضل ہے جو شخص ایک دن کا اعتکاف بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں آڑ فرمادیتے ہیں ہر خندق زمین و آسمان کی مسافت سے زیادہ چوڑی ہے۔ (طبرانی، حاکم) ایک روایت میں یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے بھائی کے ساتھ ضرورت پوری کرنے کے لئے چلے پھرے آپ نے اپنی مسجد نبوی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میری اس مسجد میں دو ماہ اعتکاف کرنے سے افضل ہے۔

”حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کو چاہئے کہ صدقہ دیا کرے دریافت کیا گیا اگر اس کے پاس صدقہ دینے کے لئے کچھ نہ ہو تو کیا کرے؟ ارشاد فرمایا اپنے ہاتھوں سے محنت مزدوری کر کے اپنے آپ کو بھی فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی دے۔ دریافت کیا اگر یہ بھی نہ کر سکے ارشاد فرمایا: کسی غمزدہ محتاج کی مدد کرے عرض کیا اگر یہ بھی نہ کر سکے؟ ارشاد فرمایا تو کسی کو بھلی بات بتادے عرض کیا اگر یہ بھی نہ کرے؟ ارشاد فرمایا تو (کم از کم) کسی کو نقصان پہنچانے سے ہی باز رہے کیونکہ یہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آ کر ایک شخص کی خوب تعریف کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے فلاں شخص کی طرح کبھی کسی کو نہ دیکھا کہ سفر میں چلتے ہوئے تلاوت میں رہتے اور جب ہم کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے تو وہ نماز میں مشغول رہتے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان کے کام کون کرتا تھا یہاں تک کہ آپ نے دریافت فرمایا ان کے اونٹ یا جانور کے چارہ کا کون انتظام کرتا تھا؟ انہوں نے عرض کیا ہم کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم سب اس سے بہتر ہو (کہ خدمت کا ثواب زیادہ ہے)۔“ (ابوداؤد)

”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص اپنے مسلمان بھائی تک خبر پہنچانے یا اس کی مشکل کو آسان کرنے کے لئے حاکم (عہدہ دار) کے پاس واسطہ و سفارشی بن جائے حق تعالیٰ شانہ قیامت کے دن قدموں کے پھسلنے کے وقت پل صراط سے پار ہونے میں مدد فرمائیں گے۔ (طبرانی، فی الصغیر والاوسط، صحیح ابن حبان) دوسری روایت میں ہے کہ حاکم (عہدہ دار) کے پاس اپنے بھائی کو خیر پہنچانے یا خوش کرنے کے لئے واسطہ اور سفارشی بن جائے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے درجات کو بلند کرے گا۔“ (طبرانی، صغیر، اوسط)

دعا کیجئے

☆ یا اللہ ہمارے تمام معاملات اپنی رضا کے مطابق فرمادیجئے اور ہمیں ہر وقت اپنا معاملہ اپنے ساتھ اور بندوں کے ساتھ صحیح رکھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ ☆ یا اللہ ہم سے راضی ہو جائیے اور ہمیں اپنی رضا والے اعمال صالحہ کرنے کی اور اپنی ناراضگی والے کاموں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ ☆ یا اللہ ہمیں ایمان کامل نصیب فرمادیجئے۔ اور اپنی ذات عالی پر یقین کامل نصیب فرمائیے۔ ☆ یا اللہ اس پر فتن دور میں ہمارے اور ہمارے بچوں کے ایمان کی حفاظت فرمائیے۔ اور ہمیں دنیا و آخرت کی تمام منزلوں میں محض اپنے کرم سے کامیاب فرمائیے۔ آمین یا رب العالمین

درس انسانیت

وعن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم: (من لقی اخاه المسلم بما یحب لیسرہ بذلک سرہ اللہ عزوجل یوم القیامۃ) رواہ الطبرانی فی الصغیر باسناد حسن، و ابو الشیخ فی کتاب الثواب.

ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو خوش کرنے کے لئے اس طرح ملتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں (مثلاً خندہ پیشانی کے ساتھ) تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے خوش کر دیں گے۔“ (طبرانی، کتاب الثواب)

ترغیب دی ہے چنانچہ ارشاد باری ہے:

”جو کوئی سفارش کرے نیک بات میں اس کو بھی ملے گا اس میں سے ایک حصہ اور جو کوئی سفارش کرے بری بات میں اس پر بھی ہے ایک بوجھ اس میں سے اور اللہ ہے ہر چیز پر قدرت رکھنے والا (تو نیکی اور بدی کے حصہ دینے میں اس کو کوئی دشواری نہیں)۔“

”حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر انصار میں سے ایک شخص پر ہوا اور وہ اس وقت اپنے بھائی کو حیا کے بارے میں کچھ نصیحت و ملامت کر رہا تھا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو کیونکہ حیا تو ایمان کا جز (یا ایمان کا پھل) ہے۔“ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

تشریح: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انصار میں سے کوئی شخص تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے شرم و حیا کا وصف خاص طور سے عطا فرمایا تھا جس کا قدرتی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اپنے معاملات میں نرم ہوں گے سخت گیری کے ساتھ لوگوں سے اپنے حقوق کا مطالبہ بھی نہ کرتے ہوں گے اور بہت سے موقعوں پر اسی شرم و حیا کی وجہ سے کھل کر باتیں بھی نہ کر پاتے ہوں گے جیسا کہ اہل حیا کا عموماً حال ہوتا ہے اور ان کے کوئی بھائی تھے جو ان کی اس حالت اور

”حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو کسی شخص کے لئے سفارش کرے پھر سفارش کرنے والے کو اس سفارش پر کوئی ہدیہ دے اور سفارش کرنے والا اس ہدیہ کو قبول کر لے تو یقیناً اس نے کبیرہ گناہوں میں سے ایک بڑے گناہ کا ارتکاب کیا۔“ (ابوداؤد) تشریح: کسی کی سفارش محض رضاء الہی کے لئے ہونا ضروری ہے جیسا کہ ایک حدیث میں وارد ہے سفارش کرو اجر حاصل کرو اور سفارش پر جو فوائد حاصل ہوتے ہیں وہ یہ ہیں۔ (۱) سفارش کر نیوالے کیلئے اللہ تعالیٰ خیر و برکت کے دروازے کھول دیتے ہیں۔ (۲) دنیوی مصائب سے نجات ملتی ہے۔ (۳) آخرت کے مصائب سے چھٹکارا حاصل ہوتا ہے۔ (۴) قیامت کی ہولناکیوں میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے حفاظت ہوتی ہے۔

(۵) قیامت کے دن جس کی سفارش دنیا میں کی تھی کبھی اس کے سفارش کرنے سے جہنم سے بچاؤ اور جنت کا داخلہ نصیب ہوتا ہے۔ (۶) گناہ معاف ہوتے ہیں۔

(۷) مسلمان کی ضرورت پوری کرنا مستقل عبادت ہے۔ (۸) پل صراط سے پار ہونے میں مدد ملتی ہے۔

قرآن پاک میں بھی حق تعالیٰ شانہ نے سفارش کرنے کی

روش کو پسند نہیں کرتے تھے ایک دن یہ بھائی ان صاحب حیا کو اس پر ملامت اور سرزنش کر رہے تھے کہ تم اس قدر شرم و حیا کیوں کرتے ہو۔ اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان دونوں بھائیوں پر گزر ہوا اور آپ نے ان کی باتیں سن کر ملامت و نصیحت کرنے والے بھائی سے ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائی کو ان کے حال پر چھوڑ دو ان کا یہ حال تو بڑا مبارک حال ہے شرم و حیا تو ایمان کی ایک شاخ یا ایمان کا پھل ہے۔ اگر اس کی وجہ سے بالفرض دنیا کے مفادات کچھ فوت بھی ہوتے ہوں تو آخرت کے درجے بے انتہا بڑھتے ہیں۔ (از معارف الحدیث)

”حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حیا صرف خیر ہی کو لاتی ہے“ (بخاری، مسلم)

تشریح: بعض اوقات شرم و حیا کی وجہ سے دنیوی نقصان بھی ہو جاتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد باری کا مطلب یہ ہے کہ شرم و حیا کے نتیجے میں کبھی کوئی نقصان نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ نفع ہی ہوتا ہے عامیانا نقطہ نظر سے جن مواقع میں نقصان کا شبہ ہوتا ہے وہاں بھی اگر ایمانی وسیع نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو بجائے نقصان کے نفع ہی نظر آئے گا۔

ہاں البتہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں شرم و حیا کی وجہ سے اگر کوتاہی ہو رہی ہے تو وہ درحقیقت اس آدمی کی ایک فطری اور طبعی کمزوری ہوتی ہے لوگ ناواقفی سے اس میں اور حیا میں فرق نہیں کر پاتے۔ (از معارف الحدیث بتغییر یسر)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حیا ہر امر خیر ہی ہے۔“
”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایمان کی ستر یا ساٹھ سے زیادہ شاخیں ہیں ان میں سب سے افضل شاخ لا الہ الا اللہ کا کہنا ہے اور ادنیٰ شاخ تکلیف دینے والی چیزوں کا راستہ سے ہٹانا ہے اور حیا ایمان کی ایک (اہم) شاخ ہے۔“ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

تشریح: اس حدیث میں ایمان کے شعبوں کے لئے ”ستر“ سے کچھ اوپر“ کا جو عدد استعمال کیا گیا ہے اس کے متعلق بعض شارحین نے لکھا ہے کہ ”اس سے غالباً صرف کثرت مراد ہے اور اہل عرب صرف مبالغہ اور کثرت کے لئے بھی ستر کا لفظ عام طور پر بولتے ہیں اور ”ستر پر جو کچھ اور“ کا اضافہ اس حدیث میں کیا گیا ہے یہ غالباً اور زیادہ مبالغہ پیدا کرنے کے لئے ہے۔

حدیث شریف کے اخیر میں حیا جو ایمان کا اہم شعبہ قرار دیا ہے اس کی دو وجہ ہو سکتی ہیں پہلی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ جس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا اس وقت حیا کے متعلق لوگوں میں کوتاہی ظاہر ہوئی ہوگی جس کی اصلاح آپ نے اس ارشاد سے فرمائی جیسا کہ صاحب حکمت معلمین و مصلحین کا طریقہ ہوتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ حیا کا مقام واقعہ نہایت بلند ہے کہ اسی کی وجہ سے انسان تمام برائیوں اور گناہوں سے بچتا ہے اگر حیا کی صفت پوری طرح آدمی میں بیدار اور کارفرما ہو تو نہ صرف یہ کہ اس کے ہم جنسوں کی نظروں میں اس کی زندگی پاکیزہ اور ستھری ہوگی بلکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کا صدور بھی کم سے کم ہوگا۔

دعا کیجئے

یا اللہ! ہمارے پاس اور کوئی سرمایہ نہیں، کوئی وسیلہ نہیں اقرار جرم کرتے ہیں آپ کے نبی الرحمة صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے آپ کی رحمت کے طلب گار ہیں۔

ایمان کے شعبے

وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ایضا قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: (الحياء من الايمان والايمان في الجنة والبذاء من الجفاء والجفاء في النار) رواه احمد، و رجاله رجال الصحيح، والترمذی و ابن حبان فی صحیحہ، وقال الترمذی: حدیث حسن صحیح۔
 ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حیا ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں (لے جانے کا ذریعہ) ہے۔ اور بے حیائی و بے شرمی بد اخلاقی و بدکاری کا حصہ ہے اور بد اخلاقی و بدکاری جہنم میں (لے جانے کا ذریعہ) ہے۔“ (احمد، صحیح ابن حبان، ترمذی)

”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! اگر حیا کوئی مرد (کی شکل میں) ہوتی تو یقیناً وہ ایک مرد صالح ہوتا۔ اور بے حیائی اگر کوئی آدمی (کی شکل میں) ہوتی تو یقیناً وہ ایک برآمد ہوتا۔“ (طبرانی، صغیر، اوسط)

”حضرت زید بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر دین کا کوئی امتیازی وصف ہوتا ہے اور دین اسلام کا امتیازی وصف حیا ہے۔“ (مالک بن ماجہ)

تشریح: مطلب یہ ہے کہ ہر دین اور شریعت میں اخلاق انسانی کے کسی خاص پہلو پر نسبتاً زیادہ زور دیا جاتا ہے اور انسانی زندگی میں اسی کو نمایاں اور غالب کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم میں رحمہ لی اور غفور و گزر پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے (یہاں تک کہ مسیحی تعلیمات کا مطالعہ کرنے والے کو صاف محسوس ہوتا ہے کہ رحمہ لی اور غفور و گزر رہی گویا ان کی شریعت کا مرکزی نقطہ نظر اور ان کی تعلیم کی روح ہے) اسی طرح شریعت اسلامیہ کی تعلیم میں ”حیا“ پر خاص زور دیا گیا ہے۔ (از معارف)

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

”حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حیا اور کم گوئی دونوں ایمان کے شعبے اور شاخیں ہیں اور بدکلامی اور چرب زبانی (بے جا زیادہ باتیں) دونوں نفاق کے شعبے اور شاخیں ہیں۔ (ترمذی) ایک روایت میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حیا اور کم گوئی ایمان کا حصہ ہیں۔ (کہ خوف خدا اور فکر آخرت کی وجہ سے باتیں کم ہو جاتی ہیں) اور جنت سے قریب اور جہنم سے دور کرتی ہے اور بد زبانی ناشائستہ اور بری حرکت شیطان کی طرف سے ہے اور وہ جہنم سے قریب اور جنت سے دور کرتی ہے۔ ایک دیہاتی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث پاک سن کر کہا ہم تو شعر میں یہ کہتے ہیں کہ کم گوئی حماقت اور بے وقوفی کا حصہ ہے (جب کہ حدیث پاک میں اس کو ایمان کا حصہ بتایا ہے یہ سن کر ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناراض ہو گئے) اور فرمایا میں کہتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا یعنی حدیث سناتا ہوں۔ اور تم میرے سامنے اپنا بد بودار گند اشعر پیش کرتے ہو (کیا نسبت ہے تمہارے شعر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک کے ساتھ)۔“

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: بے حیائی جس چیز میں بھی آئے گی اسے عیب دار کر کے رہے گی۔ اور ”حیا“ جس چیز میں بھی ہوگی اسے مزین اور خوبصورت ہی بنائے گی۔“ (ابن ماجہ ترمذی)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حیاء اور ایمان یہ دونوں ہمیشہ ساتھ اکٹھے ہی رہتے ہیں جب ان میں سے کوئی ایک اٹھالیا جائے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔“ (حاکم طبرانی)

تشریح: یعنی حیا اور ایمان میں بڑا گہرا تعلق ہے کسی شخص یا قوم میں حیا اور ایمان یا تو دونوں ہوں گے یا دونوں میں سے ایک بھی نہ ہوگا۔

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ایسی حیا کرو جیسی اس سے کرنی چاہئے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! الحمد للہ ہم اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہیں آپ نے فرمایا یہ نہیں (یعنی حیا کا مفہوم اتنا محدود نہیں ہے جتنا کہ سمجھ رہے ہو) بلکہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا حق یہ ہے کہ سر اور سر میں جو افکار و خیالات ہیں ان سب کی نگہداشت کرو۔

اور پیٹ کی اور جو کچھ اس میں بھرا ہے ان سب کی نگرانی کرو۔ (یعنی برے خیالات سے دماغ کی اور حرام و ناجائز غذا سے پیٹ کی حفاظت کرو) اور موت اور موت کے بعد قبر میں جو حالت ہوتی ہے اس کو یاد کرو اور جو شخص آخرت کو اپنا مقصد بنائے وہ دنیا کی آرائش و عشرت سے دستبردار ہو جائے گا جس نے یہ سب کچھ کیا سمجھو کہ اللہ سے حیا کرنے کا حق اس نے ادا کیا۔“ (ترمذی)

تشریح: حدیث بالا سے حیا کے معنی کی وسعت معلوم ہوئی اور حدیث بالا کے آخری حصہ سے ایک اصولی بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا حق وہی بندے ادا کر سکتے ہیں جن کی نظر میں اس دنیا اور اس کے عیش و عشرت کی کوئی قیمت نہ ہو اور دنیا کو ٹھکرا کر آخرت کو انہوں نے مطمع نظر بنالیا ہو اور موت اور موت کے بعد کی منزلیں ان کو ہر وقت یاد رہتی ہوں۔ (از معارف)

”حضرت نو اس بن سمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے بارے میں دریافت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹکے اور تمہیں یہ بات ناپسند ہو کہ لوگوں کو اس کی خبر ہو۔“ (مسلم ترمذی)

دُعا کیجئے

یا اللہ! اس ماہ کا ایک ایک لمحہ ایک ایک سانس ہمارے لئے باعث رحمت بنادیتجئے۔

یا اللہ! ہمیں ہر خطا و عصیان سے محفوظ رکھئے ہر تقصیر و کوتاہی سے محفوظ رکھئے۔

یا اللہ! تمام ممالک اسلامیہ میں پھر اسلام کی حیات طیبہ عطا فرمادیتجئے۔ ان کی اعانت و نصرت فرمائیے۔

یا اللہ! یہ ملک پاکستان جو اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا اس کو گمراہیوں سے بچائیے۔ ہر قسم کے فواحش و منکرات

سے جو رائج الوقت ہو رہے ہیں۔ ان سے محفوظ رکھئے۔

اخلاق حسنہ کی فضیلت و اہمیت

و عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما قال: لم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم: فاحشا ولا متفحشا وكان يقول: (ان من خياركم احسنكم اخلاقاً) رواه البخاري و مسلم و الترمذی.

ترجمہ: ”حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ طبعی طور پر شرم کی اور بے ہودہ بات کرتے اور نہ قصد کرتے اور خود بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے تم میں سب سے اچھے لوگ وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔“ (بخاری، مسلم، ترمذی)

اپنے گھر والوں کے ساتھ سب سے اچھا ہو۔“ (ترمذی حاکم)
”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا مومن اپنے اچھے اخلاق کے ذریعے روزہ رکھنے والے اور رات بھر عبادت کرنے والے کے درجہ کو حاصل کر لیتا ہے۔“ (ابوداؤد صحیح ابن حبان حاکم)
”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ بندہ اپنے اچھے اخلاق کے ذریعے آخرت کے درجات اور اونچے مقامات کو حاصل کر لیتا ہے جب کہ عبادت میں کمزور ہوتا ہے اور اپنے برے اخلاق کی وجہ سے جہنم کے نچلے طبقے تک پہنچ جاتا ہے۔“ (طبرانی)

”حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: وہ مسلمان جو شریعت پر عمل کرنے والا ہو اپنی طبیعت کی شرافت اور اچھے اخلاق کی وجہ سے اس شخص کے درجے کو پا لیتا ہے جو رات کو بہت زیادہ قرآن پاک کو نماز میں پڑھنے والا اور بہت روزے رکھنے والا ہو۔“ (احمد، طبرانی، کبیر)

”حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

”حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن مومن کے میزان عمل میں اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی اور بھاری چیز کوئی نہ ہو گی اور حق تعالیٰ بد گو بد خلق کو ناپسند کرتا ہے۔“ (ترمذی صحیح ابن حبان)
اور ایک روایت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ اچھے اخلاق والا اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے روزہ رکھنے والے اور نماز پڑھنے والے کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔“

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ سب سے زیادہ کس وجہ سے لوگ جنت میں داخل ہوں گے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اور اچھے اخلاق اور دریافت کیا گیا کہ سب سے زیادہ کس وجہ سے لوگ دوزخ میں داخل ہوں گے۔ ارشاد فرمایا منہ (یعنی حرام مال کھانا اور زبان سے غیبت وغیرہ کرنا) اور شرم گاہ (اس کے غلط استعمال کی وجہ سے)۔“ (ترمذی صحیح ابن حبان بیہقی)

”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کامل ترین ایمان والوں میں سے وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں اور جس کا برتاؤ

دریافت کیا یا رسول اللہ! سب سے افضل عمل کیا ہے؟ ارشاد فرمایا اچھے اخلاق پھر پیچھے کی طرف سے آ کر عرض کیا کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ چنانچہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کیا تم سمجھتے نہیں اچھے اخلاق یہ ہیں کہ جتنا تم سے ہو سکے غصہ نہ کیا کر۔ (کتاب الصلوٰۃ)

”حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اس شخص کے لئے جنت کے اطراف میں ایک گھر (دلانے) کی ذمہ داری لیتا ہوں جو حق پر ہونے کے باوجود بھی جھگڑا چھوڑ دے اور اس شخص کے لئے جنت کے درمیان میں ایک گھر (دلانے) کی ذمہ داری لیتا ہوں جو مذاق میں بھی جھوٹ چھوڑ دے اور اس شخص کے لئے جنت کے بلند ترین درجہ میں ایک گھر (دلانے) کی ذمہ داری لیتا ہوں جو اپنے اخلاق اچھے بنائے۔ (ابوداؤد ابن ماجہ ترمذی)

”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم سب میں سے مجھے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن سب سے قریب وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں گے۔ (ترمذی)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی عبادت نہ بتلاؤں جو آسمان اور بدن پر ہلکی ہو ایک خاموشی اور دوسرے اچھے اخلاق۔ (کتاب الصمت)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن کی عزت اس کا دین ہے اور اس کی مروت اس کی عقل ہے اور اس کی شرافت اس کے اخلاق ہیں۔ (صحیح ابن حبان حاکم بیہقی)

”حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابو ذر! تدبیر کی طرح کوئی عقل نہیں اور گناہوں سے بچنے کی طرح کوئی پرہیز گاری نہیں اور اچھے اخلاق کی طرح کوئی شرافت نہیں۔ (صحیح ابن حبان)

”حضرت علاء بن خثیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں چہرہ مبارک کی جانب سے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ ارشاد فرمایا اچھے اخلاق پھر دائیں طرف سے آ کر دریافت کیا کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ ارشاد فرمایا اچھے اخلاق پھر بائیں طرف سے آ کر

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہمیں ظاہری و باطنی ہلاکت سے بچالیجئے اور اپنی مغفرت و رحمت کا مورد بنادیجئے اور عذابِ نار سے بچالیجئے۔

یا اللہ! تمام ممالک اسلامیہ میں پھر اسلام کی حیات طیبہ عطا فرمادیجئے۔ ان کی اعانت و نصرت فرمائیے۔

یا اللہ! ہمارے پاس اور کوئی سرمایہ نہیں، کوئی وسیلہ نہیں اقرار جرم کرتے ہیں آپ کے نبی الرحمتہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے آپ کی رحمت کے طلب گار ہیں۔

یا اللہ! اس ماہ کا ایک ایک لمحہ ایک ایک سانس ہمارے لئے باعثِ رحمت بنادیجئے۔

یا اللہ! ہمیں ہر خطا و عصیان سے محفوظ رکھئے ہر تقصیر و کوتاہی سے محفوظ رکھئے۔

میزان عمل میں وزنی ترین نیکی

وعن عبد الله بن عمرو رضى الله عنهما انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: (الاخبركم باحبكم الى و اقربكم منى مجلسا يوم القيامة)؟ فاعادها مرتين او ثلاثا. قالوا: نعم يا رسول الله، قال: (احسنكم خلقاً) رواه احمد و ابن حبان فى صحيحه.

ترجمہ: ”حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا میں تم کو وہ لوگ نہ بتاؤں جو مجھے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبار یا تین بار یہ سوال دہرایا۔ حاضرین مجلس نے عرض کیا یا رسول اللہ! جی ہاں ارشاد فرمائیے ارشاد فرمایا وہ لوگ جن کے تم میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق ہوں۔“ (احمد، صحیح ابن حبان)

میں اور حضرت سمرہ اور ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک میں تھے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بدزبانی اور فحش گوئی کا اسلام سے ذرہ برابر بھی تعلق نہیں اور اسلام کے اچھے وہ ہیں جو اخلاق کے اچھے ہوں۔“ (احمد، طبرانی)

”حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سفر کا ارادہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے نبی! مجھے وصیت فرمائیے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک ذرہ برابر بھی نہ ٹھہراؤ! انہوں نے عرض کیا مزید وصیت فرمائیے ارشاد فرمایا جب تم سے کوئی گناہ ہو جائے تو اس کے بعد کوئی نیکی کر لو (کہ نیکی گناہ کو مٹا دیتی ہے) انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! مزید وصیت فرمائیے ارشاد فرمایا جیسے رہنا اور اخلاق کے اچھے رہنا۔“ (صحیح ابن حبان، حاکم)

”حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آخری وصیت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمائی جس وقت میں نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھ لیا تھا وہ یہ تھی معاذ! اپنے اخلاق کو لوگوں کے لئے اچھا بناؤ۔“ (موطا امام مالک)

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابوذر! کیا تم کو دو ایسی خصلتیں نہ بتاؤں جو بدن پر ہلکی ہوں اور اعمال کے ترازو میں دوسرے اعمال سے زیادہ بھاری ہوں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ضرور ارشاد فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اچھے اخلاق اور زیادہ خاموش رہنے کی عادت کو لازم پکڑ لو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مخلوقات کے اعمال میں یہ دونوں چیزیں بے مثل ہیں۔“ (ابن ابی الدنیا، طبرانی، ابویعلیٰ، ابوالشیخ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تم کو تم میں بہتر اور بھلے لوگ نہ بتاؤں؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ضرور ارشاد فرمائیے فرمایا تم میں جو عمر کے زیادہ ہوں اور اخلاق کے اچھے ہوں۔ (کہ عموماً بڑھاپے میں چڑچڑاپن آ جاتا ہے لیکن عمر زیادہ ہونے کے باوجود بھی اخلاق کو اچھا رکھا)۔“ (بزار، صحیح ابن حبان)

”حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

تشریح:- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ کے آخری دور میں حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تھا مدینہ طیبہ سے ان کو رخصت کرتے وقت خاص اہتمام سے آپ نے ان کو بہت سی نصیحتیں فرمائی تھیں جو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مختلف ابواب میں مروی ہیں حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اشارہ اس حدیث پاک میں اس موقع کی طرف ہے اور ان کا مطلب یہ ہے کہ جب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اپنی سواری پر سوار ہونے لگا اور اس کی رکاب میں میں نے پاؤں رکھا تو اس وقت آخری نصیحت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ فرمائی تھی کہ: اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا۔

واضح رہے کہ خوش اخلاقی کا یہ تقاضا نہیں کہ جو مجرم اور ظلم پیشہ بد معاش سختی کے مستحق ہوں اور سختی کے بغیر ان کا علاج نہ ہو سکتا ہو ان کے ساتھ بھی نرمی کی جائے یہ تو اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی اور مدافعت ہوگی۔ بہر حال عدل و انصاف اور اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود کی پابندیوں کے ساتھ مجرموں کی تادیب و تعزیر کے سلسلہ میں ان پر سختی کرنا کسی اخلاقی قانون میں بھی حسن اخلاق کے خلاف نہیں ہے۔ (از معارف الحدیث)

”حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا جہاں کہیں جس حال میں بھی تم ہو اور گناہ ہو جانے پر اس کے بعد نیکی کرنا کہ وہ نیکی گناہ کو مٹا دے گی اور لوگوں کے

ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا۔“ (ترمذی)

”حضرت عمیر بن قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! کون سی نماز سب سے افضل ہے ارشاد فرمایا جس میں قیام لمبا ہو پھر عرض کیا کون سا صدقہ افضل ہے؟ ارشاد فرمایا ناداری کے باوجود محنت و مزدوری سے کما کر صدقہ کرنا۔

عرض کیا ایمان والوں میں کمال ایمان والے کون ہیں؟ ارشاد فرمایا جو اخلاق کے اچھے ہوں۔“ (طبرانی فی الاوسط)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے ”اللھم کما احسنت خلقتی فاحسن خلقتی“ یا اللہ! جیسے آپ نے میرے جسم کی ظاہری بناوٹ اچھی بنائی ہے میرے اخلاق بھی اچھے کر دیجئے۔“ (احمد)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان والوں میں زیادہ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جو اخلاق میں زیادہ اچھے ہیں اور تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ بہتر سلوک کرے۔“ (ابوداؤد ترمذی بیہقی)

ایک روایت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ آدمی مومن ہوتا ہے لیکن اس کے اخلاق میں کوئی بری بات ہوتی ہے جو اس کے ایمان کو کم کر دیتی ہے۔

تشریح: معلوم ہوا کہ حسن اخلاق کمال ایمان کا ذریعہ ہے اور بد اخلاقی ایمان کو کم کرتی ہے۔

دعا کیجئے

یا اللہ! ہمارے پاس اور کوئی سرمایہ نہیں، کوئی وسیلہ نہیں اقرار جرم کرتے ہیں آپ کے نبی الرحمتہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے آپ کی رحمت کے طلب گار ہیں۔

اخلاق حسنہ کی برکات

وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ایضا قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: (انکم لن تسعوا الناس باموالکم ولكن یسعہم منکم بسط الوجه و حسن الخلق)

رواہ ابو یعلیٰ و البزار من طریق احدہما حسن جید

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم ہرگز اپنے مالوں کے ذریعے لوگوں کو خوش نہیں کر سکتے بلکہ جو چیز تمہاری انہیں خوش کرے گی وہ چہرہ کی بشاشت اور اچھے اخلاق ہیں۔“ (ابو یعلیٰ، بزار)

”قبیلہ مزینہ کے ایک شخص سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ! سب سے بہتر چیز جو مسلمان شخص کو دی گئی کیا ہے؟ ارشاد فرمایا اچھے اخلاق عرض کیا سب سے بری چیز جو مسلمان کو دی گئی ہو وہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا جب تم کو یہ بات ناگوار ہو کہ لوگوں کے سامنے تمہیں کسی نامناسب کام کو کرتے دیکھا جائے تو تنہائی میں بھی اسے نہ کرنا (گویا مسلمان کی سب سے بری چیز یہ ہے کہ جس کام کو لوگوں کے سامنے کرنا اچھا معلوم نہیں ہوتا ہو اسے تنہائی میں کرے)۔“ (عبدالرزاق)

”حضرت ابو ثعلبہ حُشّی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آخرت میں میرا سب سے زیادہ محبوب اور سب میں مجھ سے زیادہ قریب وہ ہوگا جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں گے اور میرا سب سے زیادہ مبغوض اور سب میں زیادہ مجھ سے دور وہ ہوں گے جو زیادہ باتونی اور حلق پھاڑنے والے اور بڑا بول بولنے والے تکبر والے ہوں گے۔“ (احمد طبرانی، صحیح ابن حبان، ترمذی)

”حضرت رافع بن مکیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو صلح حدیبیہ میں شریک تھے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اچھے اخلاق خیر اور بھلائی میں بڑھنے کا ذریعہ ہیں اور برے اخلاق نحوست ہے اور نیکی عمر میں اضافہ اور برکت کا ذریعہ

ہے اور صدقہ بھی بری موت سے بچاتا ہے۔“ (احمد داؤد)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے ”اللہم انی اعوذ بک من الشاق والنفاق و سوء الاخلاق“ اے اللہ! میں تجھ سے خدا ضدی سے اور نفاق سے اور برے اخلاق سے پناہ مانگتا ہوں۔“

”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ (خود) نرم و مہربان ہے (نرمی و مہربانی کرنا اس کی ذاتی صفت ہے) اور تمام امور میں نرمی و مہربانی کرنا اس کو محبوب ہے۔ (یعنی اس کو یہ بات پسند ہے کہ اس کے بندے بھی آپس میں نرمی و مہربانی کا برتاؤ کریں)۔“ (بخاری و مسلم)

”مسلم کی روایت میں ہے نرمی پر اللہ تعالیٰ جو کچھ (اجر و ثواب اور مقاصد میں کامیابی) عطا فرماتا ہے وہ درشتی اور سختی پر عطا نہیں فرماتا اور نرمی کے علاوہ کسی چیز پر بھی عطا نہیں فرماتا۔“ (مسلم)

ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس چیز میں نرمی ہوتی ہے اس کو زینت بخشتی ہے اور جس چیز میں سے نکال لی جاتی ہے وہ عیب دار ہو جاتی ہے۔“ (مسلم)

”حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عز و جل نرمی پر وہ عطا کرتا

ہے جو سختی پر عطا نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو پسند کرتا ہے تو اس کو نرمی عطا کرتا ہے جو کوئی گھر والے نرمی سے محروم کر دئے گئے وہ بڑی خیر سے محروم ہو گئے اور ایک روایت میں ہے جو شخص نرمی کی صفت سے محروم رہا وہ (ساری) بھلائی سے محروم رہا۔ (ابوداؤد)

”حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) نرمی میں سے حصہ دیا گیا اس کو دنیا و آخرت کی بھلائوں میں سے حصہ دیا گیا اور جو شخص نرمی کے حصہ سے محروم رہا وہ دنیا و آخرت میں خیر کے حصہ سے محروم رہا۔ (ترمذی)

”حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ عز و جل نرمی کو پسند کرتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہے اور نرمی پر وہ مدد کرتا ہے جو درستی اور سختی پر نہیں کرتا۔ (طبرانی)

”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ارشاد فرمایا: اے عائشہ! نرمی کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ جب کسی گھر والوں کے لئے خیر اور بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو ان کو نرمی کی صفت عطا کر دیتا ہے۔ (احمد بزار)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کسی گھر والوں کو بھی نرمی کی صفت دی گئی اس نے ان کو ضرور نفع پہنچایا۔ (طبرانی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں (ایک مرتبہ) ایک اعرابی نے (مسجد کے آداب سے ناواقفیت کی بناء پر مسجد میں پیشاب کر دیا لوگ اس کی طرف کھڑے ہوئے تاکہ اسے برا بھلا کہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کو رہنے دو (کچھ نہ کہو) اور پیشاب پر پانی بھر ڈول بہا دو کیونکہ تم کو آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہے اور سختی اور سختی کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ (بخاری)

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آسانیاں کرو تنگی نہ کرو

اور خوشخبریاں سناؤ نفرتیں نہ دلاؤ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کبھی بھی دو کاموں میں اختیار دیا گیا آپ نے ان میں آسان کو اختیار فرمایا جب تک کہ وہ گناہ اور نافرمانی کی حد تک نہ پہنچے ہاں اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ سب سے زیادہ اس سے دور رہنے والے ہوتے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے کسی بھی چیز کے بارے میں کسی سے بدلہ اور انتقام نہیں لیا ہاں البتہ اگر اللہ تعالیٰ کے حکم کی بے حرمتی کی جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدلہ اور انتقام لیتے۔ (بخاری، مسلم)

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ ہر کام میں آسان اور نرم پہلو اختیار کرنا مستحب ہے جب تک کہ وہ حرام یا مکروہ نہ ہو۔

”حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تم کو ایسے شخص کی خبر نہ دوں جو دوزخ کے لئے حرام ہے یا دوزخ کی آگ اس پر حرام ہے؟ (سنو! میں بتاتا ہوں) دوزخ کی آگ ہر ایسے شخص پر حرام ہے جو مزاج کا تیز نہ ہو نرم ہو نرم خو ہو ایک روایت میں ایک اور صفت کا اضافہ ہے اور وہ لوگوں سے قریب ہونیوالا ہے۔ (ترمذی، صحیح ابن حبان)

تشریح: حدیث بالا میں یہ ساری صفات قریب المعنی ہیں اور نرم مزاجی کے مختلف پہلوؤں کی یہ ترجمانی کرتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جو آدمی اپنے مزاج اور رویہ میں نرم ہو اور اپنی نرم خوئی کی وجہ سے لوگوں سے خوب ملتا جلتا ہو اور دور اور الگ الگ نہ رہتا ہو اور لوگ بھی اس کی اچھی اور شیریں خصلت کی وجہ سے اس سے بے تکلف اور محبت سے ملتے ہوں جس سے بات اور معاملہ کرتا ہو نرمی اور مہربانی سے کرتا ہو ایسا شخص جنتی ہے اور دوزخ کی آگ اس پر حرام ہے لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ اس قسم کی بشارتوں کا تعلق صرف انہی لوگوں سے ہے جو ایمان رکھتے ہوں کہ ایمان کے بغیر اللہ تعالیٰ کے یہاں اعمال اور اخلاق کی کوئی قیمت نہیں۔ (از معارف)

حلم کے فضائل

وعن انس بن مالک رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: (التانی من اللہ، والعجلة من الشیطان، وما احدا کثر معاذیر من اللہ، و ما من شیء احب الی اللہ من الحمد) رواہ ابو یعلیٰ و رواہ رواة الصحیح.

ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جلدی نہ کرنے اور کاموں کو متانت اور اطمینان سے انجام دینے کی صفت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جلد بازی کرنا شیطان کے اثر سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی عذر قبول کرنے والا (توبہ قبول کرنے والا) معافی دینے والا نہیں ہے اللہ تعالیٰ کو اس کی تعریف سے زیادہ کوئی پسند نہیں ہے (سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ اس کی تعریف و حمد کی جائے)۔ (ابو یعلیٰ)

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا اور آپ کے جسم مبارک پر نجرانی موٹی چادر تھی (جس کو آپ اوڑھے ہوئے تھے) کہ اتنے میں ایک اعرابی نے آ کر آپ کی چادر مبارک کو زور سے پکڑ کر آپ کو اپنی طرف کھینچا میں نے جو آپ کی گردن مبارک کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ آپ کی چادر کو زور سے کھینچنے کی وجہ سے گردن پر نشان پڑ گیا پھر اس نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے جو مال دیا ہے اس میں سے مجھے بھی دو چنانچہ آپ اس کی طرف متوجہ ہو کر ہنس پڑے پھر آپ نے اس کو کچھ دینے کے لئے فرمایا۔ (بخاری، مسلم) تشریح: اس اعرابی کی سختی کا جواب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نرمی اور بردباری کے ساتھ دیا۔ اللہ نے حق اور سچ فرمایا ”انک لعلی خلق عظیم“ بے شک آپ بڑے اونچے اخلاق والے تھے اور آپ کو اپنی امت پر بڑی شفقت تھی۔ اور حق تعالیٰ نے آپ کی صفت بیان فرمائی۔ ”بالمومنین روف رحیم“۔

”حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ گویا

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (قبیلہ عبدالقیس کے سردار) اشج سے فرمایا: تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو محبوب اور پیاری ہیں ایک بردباری (غصہ سے مغلوب نہ ہونا) اور دوسرے جلدی نہ کرنا۔ (مسلم)

تشریح: اس حدیث پاک کا پس منظر ایک واقعہ ہے اور وہ یہ کہ قبیلہ عبدالقیس کا ایک وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ آیا۔ اس وفد کے سارے لوگ اپنی سواریوں سے کود کود کر جلدی جلدی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں انتہائی محبت و شوق کے ساتھ پہنچ گئے لیکن اس وفد کے امیر جن کا نام منذر اور عرف اشج تھا انہوں نے جلد بازی نہ کی۔ بلکہ اتر کر پہلے سارے سامان کو یکجا اور محفوظ کیا پھر غسل کیا اور کپڑے تبدیل کئے اور اس کے بعد قناعت اور وقار کے ساتھ خدمت نبوی میں حاضر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس عادت و طرز کو انتہائی پسند فرمایا اور اس موقع پر مذکور ارشاد فرمایا۔ (از معارف باختصار)

میں اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہا ہوں جب کہ آپ انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی کا واقعہ بیان فرما رہے تھے کہ ان کی قوم نے ان کو مار کر خون آلود کر دیا۔ اور وہ خون کو اپنے چہرہ سے پونچھتے ہوئے یہ کہہ رہے تھے۔ اے اللہ! میری قوم کو معاف کر دے وہ جانتے نہیں ہیں۔ (بخاری، مسلم)

تشریح: ایسا واقعہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طائف میں پیش آیا جو کتب سیرت میں تفصیل سے موجود ہے۔
”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ کی محبت اس پر واجب ہے جس کو غصہ دلایا گیا پھر اس نے حلم و بردباری سے کام لیا اور غصہ سے مغلوب نہ ہوا۔“ (اصہبانی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: طاقتور وہ نہیں جو (اپنے مد مقابل کو) پچھاڑ دے بلکہ طاقتور وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے آپ پر قابو پالے۔“ (بخاری، مسلم)

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول کا مطالبہ یہ نہیں ہے کہ بندہ کے دل میں وہ کیفیت ہی پیدا نہ ہو جس کو غیظ، غضب اور غصہ کے لفظوں سے تعبیر کیا جاتا ہے (کیونکہ کسی سخت ناگوار بات پر دل میں اس کیفیت کا پیدا ہو جانا تو بالکل فطری امر ہے اور اس سے انبیاء علیہم السلام بھی مستثنیٰ

نہیں ہیں) البتہ مطالبہ یہ ہے کہ اس کیفیت کے وقت بھی نفس پر پورا قابو رہے ایسا نہ ہو کہ اس سے مغلوب ہو کر آدمی وہ حرکتیں کرنے لگے جو شان بندگی کے خلاف ہوں۔ (از معارف)

”حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی معمولی سی نیکی کو بھی معمولی نہ سمجھنا خواہ یہ نیکی ہی ہو کہ تم اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی سے مل لیا کرو۔“ (مسلم)

”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر نیکی صدقہ ہے۔ اور یہ بھی نیکی ہے کہ اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملو اور اپنے ڈول سے (کنوئیں سے پانی نکال کر) اپنے بھائی کے برتن میں ڈال دو۔“ (احمد، ترمذی)

”حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کے چہرہ کو دیکھ کر مسکرانا صدقہ ہے۔ اور تمہارا کسی کو نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور تمہارا کسی کو برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے اور کسی بھٹکے ہوئے شخص کو راستہ بتانا (بھی) صدقہ (کا ثواب) رکھتا ہے اور تمہارا راستہ سے تکلیف دہ چیز کو کانٹے کو اور ہڈی کو ہٹانا بھی صدقہ (کا ثواب) رکھتا ہے۔ (ترمذی، صحیح ابن حبان) اور ایک روایت میں اس کا بھی اضافہ ہے کہ کمزور نگاہ والے کو راستہ وغیرہ دکھانا بھی صدقہ ہے۔“

دعا کیجئے

یا اللہ! ہم کو اپنے نبی الرحمة صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی سے بچا لیجئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے ہم پر اور تمام امت مسلمہ پر رحم فرمائیے۔

یا اللہ! آپ کے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اس وقت جہاں جہاں بھی ہیں اور دشمنوں کی رد میں ہیں سازشوں میں ہیں۔ ان کی حفاظت فرمائیے ان کو ہدایت دیجئے اور ان کو دشمنوں سے آزاد کر دیجئے۔ اعدائے دین کی سازشوں سے ان کو بچا لیجئے۔

معمولی نیکی کی قد و قیمت

وعن ابی جری الہجیمی رضی اللہ عنہ قال: اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت: یا رسول اللہ انا قوم من اهل البادية فاعلمنا شیئا ینفعنا اللہ بہ؟ فقال: (لا تحقرن من المعروف شیئا ولو ان تفرع من دلوک فی اناء المستسقی ولوان تکلم اخاک ووجهک الیہ منبسط وایاک واسبال الا زار فانه من المخيلة ولا یحبہا اللہ و ان امر و شتمک بما یعلم فیک فلا تشتمہ بما تعلم فیہ فان اجرہ لک و وبالہ علی من قالہ). رواہ ابو داؤد و الترمذی و قال: حدیث حسن صحیح و النسائی مفرقا و ابی حبان فی صحیحہ و اللفظ لہ.

نتیجہ: ”حضرت ابو جری انہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم دیہات کے رہنے والے ہیں (زیادہ آپ کی صحبت میں رہنے کا موقع نہیں ملتا) لہذا کوئی ایسی چیز سکھادیں کہ حق تعالیٰ شانہ ہمیں اس سے فائدہ اور نفع پہنچائے آپ نے ارشاد فرمایا: کسی معمولی سی نیکی کو بھی معمولی نہ سمجھنا خواہ یہ نیکی ہی ہو کہ پانی مانگنے والے کے برتن میں تم اپنے ڈول سے پانی ڈال دو اور خواہ اتنا ہی ہو کہ تمہارا چہرہ اپنے مسلمان بھائی سے بات کرتے وقت کھلا ہوا اور خوش ہوا اور تہبند (یا شلوار وغیرہ) کو ٹخنوں سے نیچے نہ لٹکانا کیونکہ یہ تکبر کی علامت ہے اور حق تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتے اور اگر کوئی شخص تمہیں کسی ایسے عیب کے بارے میں برا بھلا کہے جو وہ تم میں جانتا ہو تم اس کو کسی ایسے عیب کے بارے میں برا بھلا نہ کہنا جو تمہارے علم میں ہو۔ ایسا کرنے سے (تمہیں اس کا عیب چھپانے کا) اجر ملے گا اور اس پر (تمہارے عیب اچھالنے کا) گناہ اور وبال ہوگا۔“ (ابوداؤد ترمذی نسائی صحیح ابن حبان)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اور اچھی بات کرنا صدقہ ہے۔“ (بخاری مسلم)

”حضرت مقدم بن شریح اپنے والد سے اور اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ایسی چیز بتلادیں جو میرے لئے جنت کو واجب کر دے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: جنت کو واجب کرنے والی چیزوں میں ایک کھانا کھانا“

دوسرے سلام پھیلاتا اور تیسرے اچھی بات کرنا ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا مجھے ایسا عمل بتلادیں جو مجھے جنت میں داخل کرادے ارشاد فرمایا: کھانا کھلاؤ اور سلام پھیلاؤ اور اچھی بات کرو اور رات کو نماز پڑھو جب کہ لوگ سو رہے ہوں جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔“ (طبرانی ابن ابی الدنیا حاکم بزار)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں (۱) سلام کا جواب دینا (۲) بیمار کی عیادت کرنا (۳) جنازے کے ساتھ جانا (۴) دعوت قبول کرنا (۵) اور چھینکنے والے کے جواب میں ”یرحمک اللہ“ کہنا اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کیا ہیں۔ ارشاد فرمایا جب ملاقات ہو اس کو سلام کرو جب دعوت دے اس کو قبول کرو جب نصیحت چاہے اس کو نصیحت کرو اور جب اسے چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے اس کو جواب میں ”یرحمک اللہ“ کہو اور جب بیمار ہو اس کی عیادت کرو اور جب انتقال کر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ“ (ترمذی نسائی)

ترجمہ: ”حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سلام پھیلانا کہ تم (اخلاق میں اور الفت و محبت میں) بلند ہو جاؤ“۔ (طبرانی)

”حضرت اغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا کہ فلاں انصاری آدمی سے کھجوروں کی اتنی مقدار لے لو انہوں نے دینے میں ٹال مٹول کی۔ چنانچہ اس بارے میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی۔ آپ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا اے ابو بکر! جاؤ اور اس کی کھجوریں اس کو دلو! چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کی نماز کے بعد مسجد میں ملنے کا وعدہ فرمایا۔ میں نے وعدہ کے مطابق ان کو پالیا پھر ہم دونوں

چلے (راستہ میں) کوئی شخص بھی دور سے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتا تو سلام کرتا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (مجھ سے) فرمایا دیکھتے نہیں کہ لوگ کیسے ثواب کما رہے ہیں (سلام میں پہل کرنے کی وجہ سے) (پھر مجھے نصیحت کی) سلام کرنے میں (کوشش کرنا کہ) تم سے کوئی سبقت نہ لے جائے۔ (تم سے پہلے سلام نہ کرے) کیونکہ ہم (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی یہ عادت ہے کہ) کوئی شخص دور سے آتا نظر آتا ہے تو اس کے سلام کرنے سے پہلے ہم اسے سلام کرنے میں پہل کرتے ہیں“۔ (طبرانی فی الکبیر والاوسط)

”حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے قرب کا زیادہ مستحق وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔ ایک روایت میں ہے دریافت کیا گیا۔ یا رسول اللہ (ﷺ) دو شخص آپس میں ملاقات کریں سلام میں پہل کون کرے گا؟ ارشاد فرمایا جو دونوں میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور قرب کا زیادہ مستحق ہو“۔ (ابوداؤد ترمذی)

”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے اور چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے اور دو چلنے والوں میں جو دوسرے کو سلام کرنے میں پہل کرے وہ افضل ہے“۔ (بزار صحیح ابن حبان)

دُعا کیجئے: یا اللہ! ہم سے زیادہ محتاج اور کون ہے ہم آپ کے فضل و کرم کے بہت محتاج ہیں، ہمیں اپنا فرمانبردار بنا لیجئے، اپنے نبی الرحمتہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وفادار سچا امتی بنا دیجئے۔

سلامتی کا راستہ

و عن عبد الله ' یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال :
(السلام اسم من اسماء الله تعالى وضعه في الارض فافشوه بينكم فان الرجل
المسلم اذا مربقوم فسلم عليهم فردوا عليه كان له عليهم فضل درجة بتذكيره
اياهم السلام فان لم يردوا عليه رد عليه من هو خير منهم). رواه البزار والطبرانی
واحد اسنادی البزار جید قوی.

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :
سلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر اتارا ہے لہذا اس کو آپس میں خوب
پھیلاؤ۔ کیونکہ مسلمان جب کسی قوم پر گزرتا ہے اور ان کو سلام کرتا ہے اور وہ اس کو سلام کا جواب دیتے ہیں تو ان کو سلام
یاد دلانے کی وجہ سے سلام کرنے والے کو اس قوم پر ایک درجہ فضیلت حاصل ہوتی ہے اور اگر وہ جواب نہیں دیتے ہیں تو
فرشتے جو انسانوں سے بہتر ہیں اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔“ (بزار طبرانی)

جیسا کہ دوسری روایت میں اس کی صراحت بھی ہے) پھر جب
مجلس سے اٹھ کر جانے لگے تو پھر سلام کرے کیونکہ پہلا سلام
دوسرے سلام سے بڑھا ہوا نہیں ہے (یعنی جس طرح ملاقات کے
وقت سلام کرنا سنت ہے ایسے ہی رخصت ہوتے وقت بھی سلام کرنا
سنت ہے) اور ایک روایت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ جو شخص مجلس
سے اٹھ کر جاتے وقت سلام کر کے جائے تو اس کے جانے کے بعد
مجلس کے لوگ جس خیر میں مشغول ہوں گے یہ بھی (اجر و ثواب
کے اعتبار سے) ان کا شریک رہے گا۔“ (ابوداؤد ترمذی نسائی)

”حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کسی مجمع میں آ کر شریک ہوا
اس کے ذمہ ہے کہ وہ مجمع کو سلام کرے اور جو کسی مجلس سے اٹھ کر
جائے اس کے ذمہ ہے کہ سلام کر کے جائے کچھ ہی دیر بعد ایک
شخص بغیر سلام کے مجلس سے اٹھ کر چل دیا اور نبی کریم صلی اللہ

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب
ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے اور راستہ میں چلتے
ہوئے ہمارے درمیان کوئی درخت حائل ہو جاتا (اور تھوڑی دیر
کے لئے ایک دوسرے سے غائب ہو جاتے) اور اس کے بعد
آ مناسا منا ہوتا تو پھر ایک دوسرے کو سلام کرتے۔“ (طبرانی)

تشریح: معلوم ہوا کہ اگر ملاقات اور سلام کے بعد دو چار
لمحہ کے لئے بھی ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں اور اس کے
بعد پھر ملیں تو دوبارہ سلام کیا جائے اور دوسرا اس کا جواب
دے۔ اس سے خود اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ سلام کی شریعت
اسلامیہ میں کتنی اہمیت ہے۔

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی مجلس
میں جائے تو سلام کرے (اس کے بعد بیٹھنا چاہے تو بیٹھ جائے

علیہ وسلم بات فرما رہے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس پر) ارشاد فرمایا کتنی جلدی یہ شخص (وہ بات جو ابھی بتائی تھی کہ مجلس سے جاتے وقت سلام کرنا چاہئے) بھول گیا۔ (احمد)

”حضرت معاویہ بن قرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: اے بیٹے! اگر تم کسی ایسی مجلس میں ہو جس کی خیر کی تمہیں امید ہو پھر تمہیں کوئی ضرورت پیش آئی جس کی وجہ سے جلدی جانا پڑ گیا تو السلام علیکم کہہ کر جاؤ۔ کہ اس کی وجہ سے تم مجلس والوں کے ساتھ اس خیر میں شریک ہو جاؤ گے۔“ (طبرانی)

”حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے کہا ”السلام علیکم“ آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا پھر وہ مجلس میں بیٹھ گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دس (یعنی اس شخص کے لئے اس کے سلام کی وجہ سے دس نیکیاں لکھی گئیں) پھر ایک شخص آیا اس نے کہا: ”السلام علیکم ورحمۃ اللہ“ آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا پھر وہ بیٹھ گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا بیس (یعنی اس کے لئے بیس نیکیاں لکھی گئیں) پھر ایک تیسرا شخص آیا اس نے کہا: ”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور وہ مجلس میں بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا تیس (یعنی اس کے لئے تیس نیکیاں ثابت ہو گئیں)۔ (ابوداؤد ترمذی، نسائی، بیہقی)

اور ابوداؤد کی روایت میں جو حضرت سہل بن معاذ اپنے والد معاذ بن انس سے نقل کرتے ہیں یہ ہے پھر ایک چوتھا شخص آیا اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ و مغفرتہ آپ نے (اس کے سلام کا جواب دیا) اور فرمایا اس کے لئے چالیس نیکیاں لکھی گئی ہیں۔ نیز فرمایا کہ اسی طرح ثواب میں اضافہ ہوتا رہتا ہے (یعنی سلام کرنے والا جس قدر الفاظ بڑھاتا جائے گا اسی قدر اس کے ثواب میں اضافہ ہوتا جائے گا) البتہ دلائل کی وجہ سے زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ و مغفرتہ سے اضافہ نہ کیا جائے۔

”حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ چالیس اعمال ہیں جن میں سب سے اعلیٰ یہ کہ کسی کو جانور دودھ کے استعمال کے لئے دیا جائے (اور جب وہ دودھ ختم ہو جائے تو جانور واپس کر دیا جائے) جو کوئی ان میں سے کسی عمل کو ثواب کی امید اور اس پر وعدہ کی تصدیق کے ساتھ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں ضرور داخل کرے گا“ حسان کہتے ہیں کہ ہم نے ان چالیس اعمال کو شمار کیا اعلیٰ عمل سے کم درجے کے اعمال جن میں سلام کا جواب چھینکنے والے کی چھینک کا جواب ”یرحمک اللہ“ سے اور راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا وغیرہ ہم پندرہ تک بھی شمار نہ کر سکے۔ (بخاری وغیرہ)

تشریح: حدیث بالا سے معلوم ہوا ان چالیس اعمال میں سے جن پر جنت کے داخلہ کی خوشخبری ہے ”سلام کا جواب“ دینا بھی ہے۔

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہمارے دل کو نفاق سے عمل کو ریا سے زبان کو جھوٹ سے اور آنکھ کو خیانت سے پاک فرما دیجئے

کیونکہ آپ آنکھوں کی چوری اور جو کچھ دل چھپاتے ہیں جانتے ہیں۔

اے اللہ! علم سے ہماری مدد فرما اور حلم سے ہمیں آراستہ فرما اور پرہیزگاری سے بزرگی عطا فرما اور امن سے

ہمیں جمال عطا فرما۔

اخلاق حسنہ کے تقاضے

وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: (اعجز الناس من عجز فی الدعاء وابخل الناس من بخل بالسلام) رواہ الطبرانی فی الاوسط، وقال: لا یروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا بهذا الاسناد۔
 ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں سب سے زیادہ عاجز وہ ہے جو دعائیں عاجز ہو (یعنی حق تعالیٰ سے دعا ہی نہ مانگے) اور لوگوں میں سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو سلام میں بخل کرے۔“ (طبرانی، اوسط)

تشریح: علماء نے لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے جو کچھ فرمایا وہ سفارش کے طور پر تھا حکم کے طور پر نہیں تھا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو حکم کے طور پر فرماتے تو وہ ہرگز انکار کرنے کی جرات نہ کرتا کیونکہ بہر حال وہ مسلمان تھا اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم سے برملا انکار کسی صورت میں نہیں کر سکتا تھا ہاں اگر وہ مسلمان نہ ہوتا تو حکم نبوی سے اس کا انکار کرنا کوئی تعجب خیز امر نہ ہوتا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ تم اس درخت کو جنت کے کھجور کے درخت کے بدلے میں میرے ہاتھ فروخت کر دو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ یقیناً مسلمان تھا البتہ طبیعت کی سختی سے خالی نہ تھا۔ (از مظاہر حق)

”حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی کو اس بات سے خوشی ہو کہ لوگ اس کی تعظیم میں کھڑے رہیں اسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔“ (ابوداؤد ترمذی)

تشریح: ظاہر ہے کہ اس وعید کا تعلق اس صورت سے ہے جب کہ کوئی آدمی خود یہ چاہے اور اس سے خوش ہو کہ اللہ کے بندے اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوں اور یہ تکبر کی نشانی ہے اور تکبر والوں کی جگہ جہنم ہے جس کے حق میں فرمایا گیا ہے ”فبئس مثویٰ

”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے باغ میں فلاں شخص کا کھجور کا درخت ہے اور صورت حال یہ ہے کہ وہاں اس درخت کے ہونے سے مجھے تکلیف پہنچتی ہے (کیونکہ وہ شخص اپنے اس درخت کی وجہ سے بے وقت میرے باغ میں آتا جاتا ہے) چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو اس شخص کے پاس بھیجا (تاکہ اس کو بلالائے جب وہ آیا تو) آپ نے فرمایا تم اپنا کھجور کا درخت میرے ہاتھ فروخت کر دو جو فلاں کے باغ میں ہے۔ اس نے کہا کہ میں فروخت نہیں کرتا آپ نے فرمایا کہ اگر اس درخت کو بیچنے میں تمہیں عار محسوس ہوتا ہے تو اس کو میرے نام ہبہ کر دو اس نے کہا میں ہبہ بھی نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا کہ ”اچھا اس درخت کو تم میرے ہاتھ کھجور کے ایسے درخت کے عوض فروخت کر دو جو تمہیں جنت میں ملے“ اس نے کہا میں اس طرح بھی فروخت نہیں کرتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم سے بڑا بخیل کسی شخص کو نہیں دیکھا اس شخص کے علاوہ جو سلام کرنے میں بخل کرتا ہے (یعنی سلام میں کوتاہی کرنے والا شخص تم سے بھی بڑا بخیل ہے کہ وہ اتنا ذرا سا کام کر کے بھی زیادہ ثواب حاصل کرنا نہیں چاہتا۔“ (احمد بزار)

المتکبرین“ (وہ دوزخ متکبرین کا برا ٹھکانا ہے لیکن اگر کوئی خود بالکل نہ چاہے مگر دوسرے لوگ اکرام اور محبت کے جذبہ میں اس کے لئے کھڑے ہو جائیں تو یہ بالکل دوسری بات ہے اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لئے اس کو بھی پسند نہیں فرماتے تھے۔ (ازمعارف)

”حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصا کا سہارا لیتے ہوئے باہر تشریف لائے تو ہم کھڑے ہو گئے آپ نے ارشاد فرمایا تم اس طرح مت کھڑے ہو جس طرح عجمی لوگ ایک دوسرے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔“ (ابوداؤد ابن ماجہ)

تشریح: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ یہ عجمی لوگوں کا دستور ہے کہ جب ان کا کوئی سردار یا بڑا آدمی ان کی مجلس میں آتا ہے تو صرف اس کو دیکھتے ہی بڑبڑا کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور پھر اس کے سامنے باادب دست بستہ کھڑے رہتے ہیں چنانچہ حدیث بالا کے الفاظ سے اسی طرف اشارہ فرمایا کہ ان میں کے چھوٹے اور کمتر لوگ اپنے بڑے اور اونچی حیثیت کے لوگوں کو صرف دیکھ کر اس طرح کھڑے ہو جاتے ہیں کہ اگر وہ کھڑے نہ ہوئے تو وہ بڑے لوگ ان سے ناراض ہو جائیں گے اور پھر تعظیماً ان کے سامنے کھڑے رہتے ہیں اس توجیہ سے یہ بات واضح ہو گئی کہ یہاں حدیث میں اصل کھڑے ہونے کے ممنوع ہونا ثابت نہیں ہوتا جس کا جواز دوسری احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ جب حضرت سعد بن وقیرہ ظہ کا فیصلہ کرنے کے لئے بطور ثالث آئے اور مسجد کے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کو دیکھ کر) فرمایا اے انصار! تم اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ لہذا اس سے معلوم ہوا کہ

اگر کوئی آدمی خود بالکل نہ چاہے مگر دوسرے لوگ اکرام و عقیدت و محبت کے جذبے میں اس کے لئے کھڑے ہو جائیں تو یہ بالکل دوسری بات ہے اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لئے اس کو بھی پسند نہیں فرماتے تھے۔ (ازمظارہ معارف)

”حضرت براء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے دونوں کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“ (ابوداؤد ترمذی)

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب دو مسلمان ملاقات کریں اور مصافحہ کریں اور اسکے ساتھ (اللہ تعالیٰ کی حمد اور اپنے لئے مغفرت طلب کریں تو ان کی مغفرت ہو ہی جائیگی۔“ (ابوداؤد)

”ابوداؤد اعمی سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میری ملاقات حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ سے مصافحہ فرمایا اور میری طرف دیکھ کر ہنسے۔ پھر فرمایا معلوم ہے کہ میں نے تمہارا ہاتھ کیوں پکڑا؟ میں نے کہا اس کی وجہ تو مجھے معلوم نہیں البتہ میرا گمان یہی تھا کہ آپ نے کسی خیر اور بھلائی ہی کی وجہ سے یہ کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ملے تھے اور میرے ساتھ بھی آپ نے یہی کیا تھا۔ پھر فرمایا تھا معلوم ہے میں نے ایسا کیوں کیا؟ میں نے کہا مجھے تو معلوم نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا دو مسلمان جب ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں اور ہر ایک دوسرے کے سامنے (بشاشت اور خوشی سے) ہنستا ہے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی رضا مندی کیلئے کرتے ہیں تو ان کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔“ (طبرانی)

دُعا کیجئے: یا اللہ! موجودہ دور میں ہمیں دین اسلام پر مضبوطی سے کار بند فرما اور غیر اسلامی تہذیب کے اثرات سے

ہمیں اور ہماری نسلوں کی حفاظت فرما۔ آمین

ملاقات کے آداب

و عن انس رضی اللہ عنہ عن نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: (مامن مسلمین التقیا) فاخذ احدهما بيد صاحبه الا كان حقا على الله عز وجل يحضر دعاءهما ولا يفرق بينا ايديهما حتى يغفر لهما). واللفظ له والبخاري وابو يعلى ورواه احمد كلهم ثقات الاميمون المرادى وهذا الحديث مما انكر عليه.

ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کوئی دو مسلمان آپس میں ملاقات کریں پھر ان میں سے ایک اپنے ساتھی کا ہاتھ (مصافحہ کے لئے) پکڑے تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ ان کی دعا کو قبول کرے اور دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ان دونوں کی مغفرت کر دے۔“ (احمد، بخاری، ابویعلیٰ)

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب دو مسلمان آپس میں مل کر مصافحہ کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی خیریت اور حال دریافت کرتے ہیں حق تعالیٰ: شانہ ان پر سورتیں نازل کرتا ہے ننانوے رحمتیں اس پر جو دونوں میں زیادہ بشارت اور تازہ روئی و خندہ پیشانی سے ملنے والا اور اپنے بھائی کا حال اور خیریت زیادہ اچھی طرح دریافت کرنے والا ہو۔“ (طبرانی)

”حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی سے ملتا ہے اس کا ہاتھ پکڑتا ہے یعنی مصافحہ کرتا ہے تو دونوں کے گناہ ایسے گر جاتے ہیں جیسے تیز ہوا چلنے کے دن سوکھے درخت سے پتے گرتے ہیں اور ان دونوں کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں اگرچہ ان کے گناہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔“ (طبرانی)

”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سلام کی تکمیل مصافحہ ہے۔“ (ترمذی)

تشریح: ملاقات کے وقت محبت و مسرت اور جذبہ اکرام و احترام کے اظہار کا ایک ذریعہ سلام کے علاوہ اور اس سے بالاتر

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جب ایک دوسرے سے ملاقات کرتے تو مصافحہ کرتے اور جب سفر سے واپس آتے تو ایک دوسرے سے معاف کرتے۔“ (طبرانی)

”حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مؤمن جب مؤمن سے ملتا ہے اس کو سلام کرتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرتا ہے تو دونوں کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جیسے درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔“ (طبرانی فی الاوسط)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی آپ نے ان سے مصافحہ کرنا چاہا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ایک طرف کو ہٹ گئے اور کہنے لگے میں تو حالت جنابت میں ہوں (یعنی اس حالت میں مصافحہ کیسے کروں؟) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان جب اپنے بھائی سے مصافحہ کرتا ہے تو دونوں کے گناہ ایسے گر جاتے ہیں جیسے درخت سے پتے گرتے ہیں۔“ (بخاری)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم

مصافحہ بھی ہے عموماً سلام کے ساتھ اور اس کے بعد ہوتا ہے اور اس سے سلام کے ان مقاصد کی گویا تکمیل ہوتی ہے۔ (از معارف)

”حضرت قتادہ (تابعی رحمۃ اللہ تعالیٰ) کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ (باہمی ملاقات کے وقت سلام کے بعد) مصافحہ کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ جی ہاں!“۔ (بخاری، ترمذی)

”حضرت ابو ایوب ابن بشر بنو عنزہ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہا جب ان کو شام کی طرف بھیجا گیا کہ میں آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں سے ایک حدیث کے متعلق دریافت کرنا چاہتا ہوں انہوں نے فرمایا میں تمہیں بتاؤں گا البتہ اگر (مصلحت نہ ہوئی) تمہیں بتانا مناسب نہ ہوا تو نہیں بتاؤں گا۔ میں نے کہا اس میں کوئی ایسی بات نہیں جو نامناسب ہو۔ آپ لوگ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کیا کرتے تھے تو کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ لوگوں سے مصافحہ بھی کیا کرتے تھے؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی تو آپ نے مجھ سے مصافحہ فرمایا اور ایک دن کا واقعہ ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلانے کے لئے میرے پاس ایک شخص کو بھیجا اس وقت میں اپنے گھر میں موجود نہیں تھا جب میں گھر آیا تو مجھے اس کی اطلاع کی گئی کہ آپ نے مجھے بلانے کے لئے کسی کو بھیجا تھا۔ چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ ایک تخت پر تشریف فرما تھے آپ نے مجھے گلے لگایا اور گلے لگانا (حصول لطف و سرور اور برکت کے اعتبار سے مصافحہ کی بہ نسبت) بہتر تھا کہیں زیادہ بہتر!“ (ابوداؤد)

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ سفر سے آنے کے علاوہ دوسری حالتوں میں بھی اظہار محبت و عافیت کے پیش نظر معافیت کرنا ثابت ہے۔“ (از مظاہر حق)

”حضرت خراسانی تابعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم باہم مصافحہ کیا کرو اس سے کینہ کی صفائی ہوتی ہے اور آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ کرو اس سے تم میں باہمی محبت پیدا ہوگی اور دلوں سے دشمنی دور ہوگی۔“ (مالک)

تشریح: یہاں اس بات کو یاد کر لیا جائے کہ ہر عمل کی تاثیر اور برکت اسی شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ اس کا یقین ہو اور عمل کے وقت اس کا استحضار اور دھیان ہو یہی اس کی روح ہے جو دانہ بے جان ہو چکا اس سے پودا نہیں اگتا۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہم کو اپنی عبادات و طاعات خاصہ کی توفیق اپنے نبی الرحمتہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی توفیق فرمائیے۔

یا اللہ! یا اللہ! غرضوں سے نفس و شیطان کے مکائد سے ہم کو محفوظ فرمائیے۔

یا اللہ! مجبوراً معاشرہ کے غلبہ سے اور نفس و شیطان کے غلبہ سے ہم سے جو فسق و فجور کے کام ہوئے ہیں ہم ان سے نفرت کرتے ہیں اور چھوڑ دینے کا عزم کرتے ہیں۔ مگر ڈرتے ہیں کہ پھر ہم سے ان کا ارتکاب ہو جائے گا۔ یا اللہ آپ ہی محافظ حقیقی ہیں۔ رحم کرنے والے ہیں ہم پر رحم فرمائیے، ہمیں محفوظ رکھئے اور اپنا مورد رحمت بنا لیجئے۔

سلام کے احکام

وعن جابر رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : (تسلیم الرجل باصبع واحدة یشیر بها فعل الیہود) رواہ ابو یعلیٰ و رواہ رواة الصحیح والطبرانی واللفظ له. **ترجمہ:** ”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی کا ایک انگلی کے اشارہ سے سلام کرنا یہ یہود کا فعل ہے۔“ (ابو یعلیٰ)

کی بنا پر یہود و نصاریٰ کے ساتھ سلام میں پہل کرنی جائز ہے اور یہی حکم ان مسلمانوں کا بھی ہے جو بدعت اور فسق میں مبتلا ہوں۔ اسلامی سلطنت میں رہنے والے کسی مسلمان نے کسی اجنبی کو سلام کیا اور پھر معلوم ہوا کہ وہ ذمی ہے تو اس صورت میں مستحب یہ ہے کہ اپنے سلام کو واپس کرنے کا مطالبہ کرے یعنی کہے کہ ”استرجعت سلامی“ (میں اپنے سلام کو واپس لینے کا مطالبہ کرتا ہوں)۔

حدیث بالا کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ جو دین کے دشمن ہیں اور اپنے مکرو فریب کی طاقتوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے جھنڈے کے سرنگوں کرنا چاہتے ہیں اس سلوک کے مستحق ہیں کہ جب وہ راستہ میں ملیں تو ان پر اتنا دباؤ ڈالا جائے کہ وہ یکسو ہو کر گزرنے پر مجبور ہو جائیں اور ان پر راستہ تنگ ہو جائے تاکہ اسلام کی عظمت و شوکت اور مسلمانوں کا دبدبہ ظاہر ہو۔ مشکوٰۃ کے بعض حواشی میں یہ مطلب لکھا ہے کہ ان کو یہ حکم دو کہ وہ ایک طرف ہو جائیں اور کنارے پر چلیں تاکہ راستہ کا درمیانی حصہ مسلمانوں کی آمد و رفت کے لئے مخصوص رہے۔ (از مظاہر حق جدید)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ تمہیں سلام کریں تو ان کے جواب میں کہو ”علیکم“ (بخاری مسلم) **تشریح:** نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اہل کتاب کے سلام کا جواب دیا جائے لیکن ”علیکم

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہودیوں اور عیسائیوں کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو اور جب تم راستے میں ان میں سے کسی سے ملو تو ان کو تنگ ترین راستہ پر چلے جانے پر مجبور کرو۔“ (مسلم ابوداؤد ترمذی)

تشریح: ”سلام کرنے میں ابتداء نہ کرو“ کا مطلب یہ ہے کہ پہلے تو ان کو ”السلام علیکم“ نہ کہو۔ کیونکہ سلام میں پہل کرنا درحقیقت اسلامی تہذیب کا بخشا ہوا ایک اعزاز ہے جس کے مستحق وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو اسلامی تہذیب کے پیرو ہوں اور مسلمان ہوں اس اعزاز کا استحقاق ان لوگوں کو حاصل نہیں ہو سکتا جو دین کے دشمن اور اللہ تعالیٰ کے باغی ہیں اسی طرح ان باغیوں اور دشمنوں کے ساتھ سلام اور اس جیسی دوسری چیزوں کے ذریعے الفت و محبت کے مراسم قائم کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”آپ ایسی کوئی قوم نہ پائیں گے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اور ان لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔“

ہاں اگر وہ لوگ سلام میں پہل کریں اور السلام علیک یا السلام علیکم کہیں تو اس کے جواب میں صرف علیک یا علیکم کہہ دیا جائے اور علماء نے لکھا ہے کہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ غیر مسلم کے جواب میں ”ہداک اللہ“ کہا جائے۔ نیز بعض علماء نے لکھا ہے کہ کسی مجبوری و ضرورت

السلام“ نہ کہا جائے یعنی جواب دینے والا نہ علیکم السلام کہے اور نہ علیک السلام بلکہ صرف علیکم یا علیک کہے (کہ تجھ پر وہ برائی پڑے کہ جس کا تو مستحق ہے) بلکہ وہ علیکم بھی اس صورت میں کہے جب کہ وہ ایک سے زائد ہوں۔ اور اگر ایک ہی ہو تو علیکم نہ کہے کیونکہ اس طرح اس کی تعظیم و توقیر لازم آئے گی۔ (از مظاہر حق)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کسی کے گھر میں ان کی اجازت کے بغیر جھانکا تو گھر والوں کے لئے جائز ہے کہ وہ جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑ دیں اور ایک روایت میں ہے اگر جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑ دی تو ہدر ہوئی (اس پر کوئی قصاص یا دیت واجب نہیں جیسا کہ نسائی کی روایت میں اس کی صراحت ہے)۔“ (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

”حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے (کسی کے گھر کے دروازے کے) پردہ کو اجازت لینے سے پہلے اٹھا کر اپنی نگاہ اندر ڈال دی تو اس نے ایسے کام کا ارتکاب کیا جو اس کے لئے جائز نہیں تھا۔ اور اگر کوئی شخص اس کی آنکھ پھوڑ دیتا تو ہدر جاتی۔ اور اگر کوئی شخص کسی کے دروازے پر سے گزرا جس پر کوئی پردہ نہیں تھا اور گھر والوں کے ستر کو دیکھ لیا تو اس پر کوئی گناہ نہیں بلکہ گھر والوں

پر گناہ ہے۔ (کہ پردہ کیوں نہیں ڈالا)۔“ (احمد، ترمذی)

”حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھروں میں داخل ہونے کی اجازت لینے کے متعلق دریافت کیا گیا؟ آپ نے ارشاد فرمایا جس نے کسی کے گھر میں اجازت لینے اور سلام کرنے سے پہلے اپنی نگاہ ڈال دی یہ کوئی اجازت نہ ہوئی اور یقیناً اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی (گناہ کا ارتکاب کیا)۔“ (الطبرانی)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض حجروں میں جھانکا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیرے لے کر اس کی طرف کھڑے ہوئے گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کی طرف آہستہ سے چھپ کر اٹھے تاکہ اس کو تیر ماریں اور ایک روایت میں ہے کہ ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آیا اور اپنی آنکھ دروازے کے سوراخ کے سامنے کر دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھ لیا چنانچہ آپ نے کوئی لوہا یا لکڑی کو لینا چاہا تاکہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں جب اس اعرابی نے آپ کو دیکھا تو پیچھے کو ہٹ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا اگر تم یہیں کھڑے رہتے تو میں تمہاری آنکھ پھوڑ دیتا۔“ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہم سے زیادہ محتاج اور کون ہے ہم آپ کے فضل و کرم کے بہت محتاج ہیں ہمیں اپنا فرمانبردار بنا لیجئے اپنے نبی الرحمة صلی اللہ علیہ وسلم کا وفادار سچا امتی بنا دیجئے

یا اللہ! تمام لعنت زدہ کاموں سے ہمیں بچا لیجئے کہ ہم جن سے آپ ناراض ہوتے ہیں۔ یا اللہ ہم آپ کے مواخذہ کو برداشت نہیں کر سکتے نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔

یا اللہ! ہمیں اپنی اتنی محبت عطا فرما کہ آپ کے احکامات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں پر چلنا ہمارے لئے نہایت سہل ہو جائے۔

اسلامی آداب معاشرت

و عن سهل بن سعد الساعدي رضي الله عنه ان رجلا اطلع على رسول الله صلى الله عليه وسلم من جحر في حجرة النبي صلى الله عليه وسلم و مع النبي مدراة يحك بها راسه فقال النبي صلى الله عليه وسلم: (لو علمت انك تنظر لطعنت بها في عينك انما جعل الاستئذان من اجل البصر) رواه البخاري و مسلم و الترمذي و النسائي

ترجمہ: ”حضرت سهل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حجرے میں جھانکا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کنگھی تھی جس سے آپ اپنے سر مبارک کو کھجارہے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم دیکھ رہے ہو تو میں تمہاری آنکھ میں یہ کنگھی مارتا۔ اجازت لینا گھر کے اندر دیکھنے ہی کے لئے تو ہے۔ (یعنی اگر اجازت لینے سے پہلے اندر دیکھ لو تو گویا اجازت کے بغیر گھر کے اندر داخل ہو گئے)۔“ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)

دائیں بائیں کھڑے ہو کر پہلے اندر آنے کی اجازت مانگو (کہ دروازے کے سامنے کھڑے ہونے سے کہیں اچانک دروازہ کھلنے کی صورت میں بے پردگی نہ ہو جائے) اگر اجازت مل جائے تو اندر داخل ہو ورنہ واپس لوٹ جاؤ۔ (طبرانی، کبیر)

تشریح:۔ جیسا کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ آپ جب کسی کے گھر جانے کے لئے اس کے دروازے پر پہنچتے تو دروازہ کی طرف منہ کر کے کھڑے نہ ہوتے بلکہ دائیں بائیں جانب کھڑے ہوتے اور پھر اجازت مانگنے کے لئے فرماتے السلام علیکم۔ السلام علیک۔ (ابوداؤد)

سبحان اللہ! ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیسی پیاری معاشرت امت کو دے گئے جس میں حیاء و شرم عصمت و عفت اور پاکی و پاکدامنی ہے کاش! امت اس کو سیکھے اور عمل کرے۔

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کوئی ایسا

”حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جس کا کرنا کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔ (۱) کوئی شخص لوگوں کی امامت کرائے اور دعا صرف اپنے لئے کرے مقتدیوں کے لئے نہ کرے اگر ایسا کیا تو اس نے مقتدیوں کے ساتھ خیانت کی (کہ مقتدیوں کے لئے دعا کرنا یہ امام پر ان کا حق ہے)۔ (۲) اجازت لینے سے پہلے کسی کے گھر کے اندر نہ دیکھے اگر ایسا کیا تو وہ (اجازت کے بغیر) اندر داخل ہو گیا۔ (۳) پیشاب کو روک کر نماز نہ پڑھے جب تک کہ قضا حاجت نہ کرے لے (کہ اس صورت میں نماز میں خشوع نہیں رہتا اور نماز جلدی جلدی پڑھی جاتی ہے)۔“ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

”حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا گھروں کے دروازوں کے بالکل سامنے آ کر کھڑے نہ ہو بلکہ دروازے سے

خواب دیکھنا بیان کیا جو حقیقت میں اس نے نہ دیکھا ہو اس پر یہ لازم کیا جائے گا کہ دو جو کے درمیان گرہ لگائے اور ہرگز وہ ایسا نہ کر سکے گا اور اس نے ان لوگوں کی بات سنی جس کا سننا ان کو گوارا تھا قیامت کے دن اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا اور جس نے کوئی (جاندار کی) تصویر بنائی اس کو عذاب دیا جائے گا یا اس پر لازم کیا جائے گا کہ اس میں روح ڈالے جب کہ وہ روح ڈال نہ سکے گا۔ (بخاری وغیرہ)

”عامر بن سعد سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر میں تھے کہ ان کے پاس ان کا بیٹا عمر آیا۔ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو فرمایا میں اس سوار کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں چنانچہ وہ سواری سے اتر کر آئے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے آپ (اطمینان سے) اپنے اونٹوں اور بکریوں میں آگئے اور لوگوں کو اس حال میں چھوڑ دیا کہ وہ آپس میں ملک و سلطنت کے بارے میں جھگڑتے رہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر ان کے سینہ میں مارا اور فرمایا خاموش رہو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندہ کو پسند فرماتے ہیں جو تقویٰ والا ہو دل کا غنی ہو اور چھپایا ہوا ہو۔“ (مسلم)

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دریافت کیا یا رسول اللہ! سب سے افضل کون شخص ہے؟ ارشاد فرمایا وہ مومن جو اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال سے جہاد کرے اس نے دریافت کیا پھر کون؟ ارشاد فرمایا پھر وہ شخص جو کسی گھائی میں لوگوں سے الگ تھلگ رہ کر اپنے رب کی عبادت کرتا رہے۔“ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انسانی زندگی میں بہترین زندگی اس شخص کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں گھوڑے کی باگ پکڑ لے اور جب کسی کی خوفزدہ آواز یا کسی کی فریاد کرنے کی آواز سنے تو عجلت کے ساتھ گھوڑے کی پشت پر سوار ہو جائے اور اس خوفزدہ یا فریادرس کی آواز کی طرف دوڑتا ہوا چلا جائے اور اپنی موت کو یا اس جگہ کو تلاش کرتا پھرے جہاں موت کا گمان ہو (یعنی موت سے نہ ڈرے) یا بہترین زندگی اس شخص کی ہے جو کچھ بکریوں کے ساتھ ان پہاڑوں میں سے کسی ایک پہاڑی کی چوٹی پر یا ان وادیوں میں سے کسی ایک وادی میں اقامت گزین ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ (اور اگر وہ بکریاں حد نصاب کو پہنچتی ہیں) تو ان کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور اپنے پروردگار کی عبادت و بندگی میں مشغول رہتا ہے یہاں تک کہ اس کو موت آ جائے لوگوں سے اس کو سوائے بھلائی کے کوئی واسطہ نہیں۔“ (مسلم)

فائدہ: جمہور علماء فرماتے ہیں کہ:

(۱) یہ حدیث یا تو فتنوں سے بھرپور زمانہ پر محمول ہے۔

(۲) یا اس کے علاوہ اس کا تعلق اس شخص سے ہے جو لوگوں

کو ایذا پر صبر نہ کر سکتا ہو۔

(۳) یا لوگ خود اس کی وجہ سے سلامت نہ رہتے ہوں۔

پھر ان حضرات کی سب سے بڑی دلیل وہ ہے کہ انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم اکثر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تابعین عظام علماء و مشائخ اور زاہدان طریقت کا معمول یہی رہا ہے کہ انہوں نے دنیا سے کنارہ کشی اور گوشہ نشینی سے احتراز کر کے اسی دنیا میں اور اسی دنیا والوں کے درمیان رہن سہن کو اختیار کیا اور اس کے ذریعے وہ بہت سارے دینی فوائد حاصل کرتے رہے جو گوشہ گزینی کی صورت میں ناممکن تھے جیسے نماز جمعہ جماعت نماز جنازہ اور بیمار پرسی وغیرہ وغیرہ۔ (از مظاہر حق)

نجات کے راستے

وعن عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ قال: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ما النجاة؟ قال: (امسک علیک لسانک و لیسک بیتک و ابک علی خطیبتک) رواہ الترمذی و ابن ابی الدنیا و البیہقی ' کلہم من طریق عبید اللہ بن زحر عن علی بن یزید' وقال الترمذی: حدیث حسن.

ترجمہ: ”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! نجات حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی زبان کو قابو میں رکھو اپنے گھر میں رہو (فضول باہر نہ پھرو) اور اپنے گناہوں پر رویا کرو۔ (ترمذی ابن ابی الدنیا بیہقی)

رہنا اور مکان کی چار دیواری سے نکل کر ادھر ادھر نہ جانا تا کہ تم اس فتنے میں مبتلا نہ ہو جاؤ اور اس کے اثرات تمہارے دین کو تباہ نہ کر دیں حاصل یہ کہ فتنہ انگیزی کی جگہ سے دور رہنا لوگوں کے معاملات و کاروبار سے بے تعلقی و یکسوئی اختیار کرنا اور گوشہ عافیت میں پڑے رہ کر اپنے دین کی حفاظت کرنا اس وقت نجات کی بہترین راہ ہوگی۔ (از مظاہر حق)

”حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے آگے آگے ایسے (بڑے اور سخت) فتنے ہوں گے جیسے اندھیری رات کے ٹکڑے (کہ ان کی گہری ظلمت میں امر حق مشتبہ ہو کر راہ صواب نظر آنا مشکل ہو جائے گا اور اس لئے مخلوق کے ایمان میں تزلزل کا یہ عالم ہوگا کہ) ایک شخص صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر اور شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر۔ ایسے وقت میں بیٹھنے والا شخص بہتر ہوگا کھڑے ہوئے سے اور کھڑے ہونے والا بہتر ہوگا چلنے والے سے اور اس میں چلنے والا بہتر ہوگا دوڑنے والے سے (کہ جتنا فتنہ سے دور اور اس میں پڑنے سے معذور ہوگا اتنا ہی خطرہ جان و ایمان سے محفوظ و مامون رہے گا) صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے

”حضرت مکحول رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے دریافت کیا یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ جاننے والا نہیں ہے لیکن اس کی کچھ علامات ہیں اور بازاروں کا تقارب ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ! بازاروں کا تقارب کیا ہے؟ ارشاد فرمایا تجارت مندی پڑ جانا یا بند ہو جانا اور بارش کا ہونا اور پھر بھی نباتات کا نہ اگنا اور غیبت کا عام ہونا اور زنا کی اولاد کا کثرت سے ہونا اور مال والوں کی عزت (ان کے مال کی وجہ سے باوجود ان کے ناحق ہونے کے) ہونا اور فساق و فجار کی آوازوں کا مساجد میں بلند ہونا اور منکرات و باطل والوں کا اہل حق پر غالب ہونا ایک شخص نے عرض کیا (ایسے حالات میں) آپ کیا حکم فرماتے ہیں؟ ارشاد فرمایا اپنے دین کو سنبھالتے پھرنا (کہ کہیں ضائع نہ ہو جائے) اور اپنے گھر کے ٹاٹ بن جانا۔ (ابن ابی الدنیا)

تشریح: حدیث بالا کے آخری جملہ ”اور اپنے گھر کے ٹاٹ بن جاؤ“ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح کسی آدھے فرش جیسے قالین وغیرہ کے نیچے جو ٹاٹ بچھا ہوتا ہے وہ ہمیشہ اور ہر وقت اپنی جگہ پڑا رہتا ہے اسی طرح تم بھی اپنے گھروں میں پڑے

عرض کیا ایسے وقت میں آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ (کہ ہم وہی کریں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے گھروں کے ٹاٹ بن جانا (کہ گھر سے باہر ہی نہ نکلنا) (ابوداؤد)

”حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! یقیناً میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے بڑا خوش نصیب ہے جو فتنوں سے علیحدہ رہا۔ بڑا خوش نصیب ہے جو فتنوں سے یکسو رہا۔ بڑا خوش نصیب ہے جو فتنوں سے کنارہ کش رہا اور جو اس میں مبتلا ہوا اور صابر بنا رہا تو واہ واہ (کہ بڑی ہمت کی)“ (ابوداؤد)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد بیٹھے تھے کہ آپ نے ایک فتنہ کا ذکر فرمایا ارشاد فرمایا: جب تم لوگوں کو دیکھو کہ ان کے عہد و پیمان خلط ملط اور گڑبڑ ہوں اور ان کی امانتیں گم ہو جائیں اور وہ لوگ اس طرح کے ہو جائیں گے یہ فرما کر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل فرمایا (جس میں اشارہ تھا کہ ان میں باہم اختلاف ہو جائے گا) میں آپ کی طرف اٹھا اور میں نے عرض کیا اللہ مجھے آپ پر قربان کرے ایسے حالات میں کیا کروں؟ ارشاد فرمایا اپنے گھر کو لازم پکڑ لو اور اپنے حال پر روتے رہنا اور اپنی زبان کو قابو میں رکھنا اور (ہمت اور احتیاط کو کام میں لا کر) جس بات کو اچھا سمجھو اس کو لے لینا اور جسے برا سمجھو اسے چھوڑ دینا اور اپنے خاص لوگوں پر (اصلاح و نصیحت میں) توجہ رکھنا (یا معنی یہ ہے کہ صرف اپنے کام اور اپنی بھلائی سے مطلب رکھنا) اور عوام سے یکسو ہو بیٹھنا“۔ (ابوداؤد نسائی)

تشریح:- اس حدیث پاک کے ذیل میں حضرت مولانا عاشق الہی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ درر فرائد میں لکھتے ہیں وعدہ کا

لحاظ اور امانت کی پاسداری دین کا جزو اعظم ہیں کہ روز الست کا وعدہ توحید اور امانت محبت خدا اور رسول جس کے تحمل سے پہاڑوں کو بھی لرزہ آیا وہی پورا کر سکے گا جسے اس کی قدر و منزلت ہوگی اور جب اسی سے رخ پھر گیا تو دنیا کی اتنی رغبت ہوگی جتنی صحابہ کو دین پر جاں نثاری اور دنیا سے وحشت و زہد کا حال سامنے رکھ کر ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ میں کس طبقہ میں ہوں اور زمانہ کیسا ہے۔ نور نبوت ہی کام ہے کہ بجلی کی بہترین روشنی چلنے کے زمانہ میں گہری گھٹا چھائی ہوئی شب و بھجور کی اندھیری کا بھی ادراک ہو اور اس میں چلنے والے مسافر کو ٹھوکر کھانے سے بچانے کی تعلیم کی جائے ورنہ شاہی گود کے ناز پروردہ کو فاقہ کی تکلیف کا شعور ہی نہیں ہو سکتا لہذا ایسے وقت میں چونکہ دینی نصیحت کا بھی مذاق اڑتا ہے اور اندیشہ ہے کہ جس میں کسی لحاظ سے ذرا سی دینداری نہ ہو مذاق اڑتا دیکھ کر وہ بھی کھل کھلیں اس لئے عوام سے کنارہ کشی میں نجات ہے اپنے خواص یعنی گھروالے بیوی بچے ہی بد دینی سے بچے رہے تو غنیمت ہے اور جب ان پر بھی اس طاغوتی ہوا کا اثر ہو چلے تو وہ وقت ہوگا جس میں صرف اپنے نفس کا تحفظ مامور ہے اور تجرد و عزلت میں بلکہ پہاڑ کی چوٹی پر جہاں خاص الخاص کا پہنچنا بھی دشوار ہو پر مرنا سبب امن و نجات ہے۔ (از درر فرائد)

”حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے (یعنی اس کی عبادت اور تعمیل حکم میں لگا رہتا ہے) اللہ تعالیٰ اس کی ہر ضرورت و پریشانی میں اس کیلئے کافی ہو جاتے ہیں اور اس کو ایسی جگہ سے روزی دیتے ہیں جہاں سے اس کا وہم و گمان بھی نہ ہو۔ اور جو دنیا کا ہو رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دنیا ہی کے حوالہ کر دیتے ہیں۔ (یعنی اس کی مدد نہیں فرماتے)“ (طبرانی، ابوالشیخ، ابن الجہان)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحتیں

و عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ: ان رجلاً قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم: او صنی قال: (لا تغضب) فردد مراراً قال: (لا تغضب) رواہ البخاری

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ: مجھے کوئی وصیت فرمائیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: غصہ مت کیا کرو اس شخص نے پھر وہی اپنی درخواست کئی بار دہرائی کہ مجھے اور وصیت فرمائیے مگر آپ نے ہر دفعہ یہی فرمایا کہ: غصہ مت کیا کرو۔“ (بخاری)

تشریح: معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وصیت کی درخواست کرنے والے یہ صاحب کچھ غیر معمولی قسم کے تیز مزاج اور مغلوب الغضب تھے اور اس وجہ سے ان کے لئے مناسب ترین اور مفید ترین وصیت اور نصیحت یہی ہو سکتی تھی کہ ”غصہ نہ کیا کرو“ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار ان کو یہی نصیحت فرمائی اور یہ بھی واقعہ ہے کہ بری عادتوں میں غصہ نہایت ہی خطرناک اور بہت ہی بد انجام عادت ہے غصہ کی حالت میں آدمی کو نہ اللہ تعالیٰ کی حدود کا خیال رہتا ہے نہ اپنے نفع و نقصان کا۔ اور انسان پر شیطان کا قابو جیسا غصہ کی حالت میں چلتا ہے ایسا شاید کسی دوسری حالت میں نہیں چلتا گویا اس وقت انسان اپنے بس میں نہیں ہوتا بلکہ شیطان کی مٹھی میں ہوتا ہے اور حد یہ ہے کہ غصہ کی حالت میں آدمی کبھی کبھی کفریہ کلمات بھی بکنے لگتا ہے۔

لیکن واضح رہے کہ شریعت میں جس غصہ کی ممانعت اور سخت مذمت کی گئی ہے اس سے مراد وہی غصہ ہے جو نفسانیت کی وجہ سے ہو اور جس سے مغلوب ہو کر آدمی اللہ تعالیٰ کی حدود اور شریعت کے احکام کا پابند نہ رہے لیکن جو غصہ اللہ تعالیٰ کے لئے اور حق کی بنیاد پر ہو اور اس میں حدود سے تجاوز نہ ہو بلکہ بندہ اس میں حدود اللہ کا پورا پابند رہے تو وہ کمال ایمان کی نشانی اور جلال

خداوندی کا عکس ہے۔ (از معارف الحدیث مظاہر حق جدید)

”حمید بن عبد الرحمن ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے وصیت فرمائیے آپ نے ارشاد فرمایا غصہ نہ ہونا صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں جب غور کیا تو نتیجہ یہی نکلا کہ درحقیقت غصہ (ایسی بری عادت ہے کہ) ساری برائیوں کو جمع کرتا ہے (کہ ساری برائیاں اسی سے پیدا ہوتی ہیں مثلاً غصہ میں حدود اللہ کی پامالی کلمات کفر کا زبان سے نکال دینا وغیرہ وغیرہ)۔“ (احمد)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا مجھے اللہ تعالیٰ کے غضب اور غصہ سے کیا چیز دور کرے گی؟ ارشاد فرمایا: غصہ نہ کرنا۔“ (احمد)

”حضرت جابر بن قدامہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی مختصر سی نصیحت فرمادیں تاکہ میں اس کو (ہمیشہ) یاد رکھ سکوں؟ ارشاد فرمایا غصہ نہ ہونا اس نے بار بار یہی درخواست کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مرتبہ یہی فرماتے رہے کہ غصہ نہ ہونا (احمد صحیح ابن حبان) اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) مجھے کوئی ایسی بات فرمادیں جس سے حق تعالیٰ: شانہ مجھے نفع پہنچائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے وہی غصہ نہ کرنے کی نصیحت فرمائی۔ (طبرانی فی الکبیر والاصول)

”حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کیا مجھے ایسا عمل بتادیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا غصہ نہ کرنا بس تمہارے لئے جنت ہے۔“ (طبرانی کبیر)

”حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے ایک شخص نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہہ کر تکلیف پہنچائی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے پھر دوسری مرتبہ تکلیف پہنچائی۔ حضرت ابوبکر خاموش رہے پھر تیسری مرتبہ جب برا بھلا کہہ کر تکلیف دی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس کی بات کا جواب دے دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر تشریف لے گئے۔ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے پیچھے گئے) اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ مجھ پر ناراض ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بات یہ ہے کہ آسمان سے

ایک فرشتہ اترتا تھا جو اس شخص کی بات کی تکذیب کر رہا تھا جو وہ آپ کے متعلق کہہ رہا تھا جب تم نے جواب دے کر بدلہ لے لیا تو فرشتہ چلا گیا اور شیطان آکر بیٹھ گیا میرے لئے اس صورت میں مناسب نہ تھا کہ میں شیطان کے ساتھ بیٹھتا۔“ (ابوداؤد)

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پہلوان اور طاقت ور وہ نہیں ہے جو مد مقابل کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو قابو رکھے۔“ (بخاری، مسلم، وغیرہما)

”پہلوان وہ نہیں جو لوگوں پر غالب آجائے بلکہ پہلوان وہ ہے جو اپنے نفس پر غالب آجائے۔“ (صحیح ابن حبان)

”ایک صحابی جن کا نام امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر نہیں کیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ میں شریک ہوئے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا: پورا طاقت ور پہلوان تین مرتبہ فرمایا وہ شخص ہے جس کو غصہ آئے اور سخت غصہ آئے اور اس کا چہرہ سرخ ہو جائے اور بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں پھر وہ اپنے غصہ پر قابو پالے۔“ (احمد)

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہمارے دل کو نفاق سے عمل کو ریا سے زبان کو جھوٹ سے اور آنکھ کو خیانت سے پاک فرما دیجئے کیونکہ آپ آنکھوں کی چوری اور جو کچھ دل چھپاتے ہیں جانتے ہیں۔ اے اللہ! علم سے ہماری مدد فرما اور حلم سے ہمیں آراستہ فرما اور پرہیزگاری سے بزرگی عطا فرما اور امن سے ہمیں جمال عطا فرما۔ اے اللہ! ہمارے دلوں کے تالے کھول دے اپنے ذکر کے ساتھ اور ہم پر اپنی نعمت کو پورا فرما۔ اور ہم پر اپنا فضل کامل کر اور ہمیں اپنے نیک بندوں میں سے فرما دیجئے۔ آمین

آخرت کے حالات

وعن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال: صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما صلاة العصر ثم قام خطیبا فلم یدع شیئا یكون الی قیام الساعة الا اخبرنا به ' حفظه من حفظه و نسیه من نسیه و كان فیما قال: (ان الدنیا خضرة حلوة و ان اللہ مستخلفکم فیہا فناظر کیف تعملون الا فاتقوا الدنیا و اتقوا النساء)

ترجمہ: ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی پھر آپ بیان کرنے کھڑے ہو گئے اس میں قیامت ہونے تک پیش آنے والی ہر اہم دینی چیز کو ذکر فرمادیا جس نے ان تمام چیزوں کو یاد رکھنے کی کوشش کی اسے تو یاد رہیں اور جس نے اسے بھلا دیا اسے بھول گئیں اس بیان میں آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: دنیا سرسبز اور میٹھی ہے (اور بڑی مزیدار اور اچھی لگتی ہے بہت خوش نما نظر آتی ہے) اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا خلیفہ بنا کر اور دنیا دے کر دیکھنا چاہتے تھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو اس لئے دنیا کے فتنے سے بچو بقدر ضرورت حاصل کرو اور ضرورت سے زائد آجائے تو اسے دوسروں پر خرچ کر دو) اور عورتوں کے فتنے سے بچو (ان باتوں میں آ کر محبت سے مغلوب ہو کر اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کرو) اور اس خطبہ میں آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا خبردار! لوگوں کی ہیبت کسی شخص کو حق بات کہنے سے نہ روکے جس حق بات کو جانتا ہو اور یہ بھی ارشاد فرمایا توجہ سے سنو! ہر بد عہدی اور خیانت کرنے والے کو اس کی خیانت اور بد عہدی کے بقدر قیامت کے دن جھنڈا ملے گا (جس سے اس کے اس برے کام کی لوگوں میں شہرت ہوگی) اور سب سے بڑی بد عہدی اور خیانت اس شخص کی ہے جو حاکم وقت ہو کر بد عہدی کرے اس کی خیانت کا جھنڈا اس کے سرین پر گاڑ دیا جائے گا اور جو آپ کے ارشادات میں سے ہمیں یاد رہ گیا اس میں یہ بھی تھا کہ غور سے سنو! آدم کی اولاد کو مختلف قسم کا بنا کر پیدا کیا گیا ہے ان میں بعض وہ ہیں جنہیں غصہ دیر سے آتا ہے اور دیر سے چلا جاتا ہے اور کچھ ایسے ہیں جلدی غصہ آتا ہے اور جلد ہی چلا جاتا ہے۔ یہ برابر برابر ہو گیا۔ توجہ سے سنو! ان میں بعض وہ ہیں جن کو جلدی غصہ آتا ہے اور دیر سے جاتا ہے توجہ سے سنو ان میں بہتر وہ ہے جس کو دیر سے غصہ آئے اور جلدی چلا جائے اور ان میں برا وہ شخص ہے جس کو جلدی غصہ آئے اور دیر سے جائے توجہ سے سنو غصہ ایک انگارہ ہے جو ابن آدم کے پیٹ میں دھکتا رہتا ہے کیا تم دیکھتے نہیں کہ غصہ میں انسان کی آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں اور اس کے گلے کی رگیں پھول جاتی ہیں لہذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اسے زمین سے چمٹ جانا چاہئے۔ (کھڑا ہو تو بیٹھ جائے بیٹھا ہو تو لیٹ جائے زمین کی طرح عاجز اور مسکین بن جائے)۔ (ترمذی)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حق تعالیٰ کے اس ارشاد ”ادفع بالتی ہی احسن“ (کے جواب میں وہ کہہ جو اس سے بہتر ہو) (یعنی برائی کو بھلائی سے دفع کرو) کی تفسیر کے متعلق فرمایا: غصہ کے وقت صبر کرنا اور کسی کے برا سلوک کرنے پر معاف کرنا۔ جب وہ ایسا کریں اللہ تعالیٰ: نفس کی اور مخلوقات کی آفتوں سے حفاظت فرمائے گا اور انکے دشمن کو انکا تابع اور پست بنا دیگا۔“ (بخاری)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص میں تین باتیں ہوں گی حق تعالیٰ: شانہ اسے اپنے سایہ عاطفت میں ٹھکانہ دے گا اور اپنی رحمت سے ڈھانپ دے گا اور اپنا محبوب بنالے گا: (۱) جب اس کو دیا جائے شکر کرے۔ (۲) اور جب بدلہ لینے پر قدرت ہو تو معاف کر دے۔ (۳) جب غصہ آئے تو نرم پڑ جائے۔“ (حاکم)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی گھونٹ حق تعالیٰ شانہ کے یہاں غصہ کا گھونٹ پینے سے زیادہ (اجر و ثواب میں) بڑا نہیں ہے جس کو بندہ محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے پی جائے۔“ (ابن ماجہ)

تشریح: مطلب یہ ہے کہ پینے کی بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کا پینا اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث ہو سکتا ہے لیکن ان سب میں افضل ترین اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی خاطر غصہ کو پی جانا ہے۔ (از معارف)

”حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص غصہ کو اس حال میں پی جائے کہ اس میں اتنی طاقت اور قوت ہے کہ اپنے غصہ کے تقاضے کو وہ نافذ اور پورا کر سکتا ہے (لیکن اس کے باوجود محض اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے غصہ کو پی جاتا ہے اور جس پر اس کو غصہ ہے اس کو کوئی سزا نہیں دیتا) تو اللہ تعالیٰ: قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے اس کو بلائیں گے اور اس کو اختیار

دیں گے کہ جنت کی حوروں میں سے جس حور کو چاہے اپنے لئے انتخاب کر لے۔“ (ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ)

”حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو اس کو چاہئے کہ بیٹھ جائے اگر بیٹھنے سے غصہ چلا جائے (تو ٹھیک ہے) ورنہ اس کو چاہئے کہ لیٹ جائے۔“ (ابوداؤد)

تشریح: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ کے فرو کرنے کی یہ ایک نفسیاتی تدبیر بتلائی ہے جو بلاشبہ نہایت کارگر ہے۔ جس میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ غصہ میں آدمی سے جو بے جا حرکتیں اور جو لغویات سرزد ہو سکتی ہیں کسی جگہ جم کر بیٹھ جانے سے ان کا امکان بہت کم ہو جاتا ہے اور پھر لیٹ جانے سے ان کا امکان اور کم سے کم کمتر ہو جاتا ہے۔ (از معارف)

”حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں دو شخصوں کے درمیان کچھ سخت کلامی ہو گئی ان میں سے ایک غصہ ہونا شروع ہوا اور اس کا چہرہ سرخ ہونے لگا اور رگیں پھولنے لگیں چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا میں ایک کلمہ جانتا ہوں اگر یہ اس کو پڑھ لے تو اس کی یہ ساری کیفیت غصہ کی چلی جائے (اور وہ کلمہ یہ ہے) ”اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم“ اس کے بعد ایک صحابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد سنا اس غصہ کرنے والے شخص کے پاس اٹھ کر گئے اور اس سے کہا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ ابھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا اس نے کہا نہیں انہوں نے کہا یہ ارشاد فرمایا ہے کہ میں ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر غصہ والا شخص وہ کہہ دے تو غصہ چلا جائے گا (اور وہ کلمہ) ”اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم“ ہے اس شخص نے کہا کیا تم مجھے مجنون خیال کرتے ہو۔“ (بخاری مسلم)

شیطان سے پناہ کی ضرورت

وعن معاذ بن جبل رضى الله عنه قال: استب رجلان عند النبي صلى الله عليه وسلم فغضب احدهما غضباً شديداً حتى خيل الى ان انفه يتمزع من شدة غضبه فقال النبي صلى الله عليه وسلم: (انى لاعلم كلمة لوقالها لذهب عنه ما يجد من الغضب) فقال: ما هى يا رسول الله؟ قال: (تقول: اللهم انى اعوذ بك من الشيطان الرجيم) قال: فجعل معاذ يامرہ فانى وضحك و جعل يزداد غضباً. رواه ابو داؤد والترمذى والنسائى، كلهم من رواية عبدالرحمن بن ابى لیلی عنه وقال الترمذى: هذا حديث مرسل عبدالرحمن بن ابى لیلی ایسمع من معاذ بن جبل

ترجمہ: ”حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دو آدمیوں کے درمیان کچھ سخت کلامی ہو گئی ان میں سے ایک شخص اتنا سخت غصہ ہوا کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ غصہ کی شدت سے اس کی ناک ٹوٹ کر الگ ہو جائے گی (غصہ میں کانپنے لگا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں ایک دعائیہ کلمہ جانتا ہوں اگر یہ آدمی اس وقت کہہ لے تو اس کا غصہ ٹھنڈا پڑ جائے گا۔ عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کلمہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا یہ کہ ”اللهم انى اعوذ بك من الشيطان الرجيم“ یہ سن کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اس شخص کو یہ کلمہ پڑھنے کو کہتے رہے۔ اس نے انکار کیا اور ہنسا اور غصہ میں بڑھتا رہا۔“ (ابوداؤد ترمذی نسائی)

”ابو وائل القاص کہتے ہیں کہ ہم عروہ بن محمد سعدی کے پاس گئے۔ ایک شخص نے ان سے کوئی ایسی بات کی۔ کہ ان کو ناراض کر دیا وہ اٹھے اور وضو فرمایا اور فرمایا کہ میرے والد نے میرے دادا حضرت عطیہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: غصہ شیطان (کے اثر) سے ہوتا ہے۔ شیطان کی پیدائش آگ سے ہوئی ہے اور آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے لہذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اس کو چاہئے کہ وضو کر لے۔“ (ابوداؤد)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک دوسرے سے نہ قطع تعلقی کیا کرو نہ پشت پھیر کر چلو نہ باہم بغض رکھو نہ ایک دوسرے پر

حسد کرو اور سب ایک اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بنو اور کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ (قطع تعلقی کر کے) اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے (مالک بخاری مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی) اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ (چھوڑنے سے مراد یہ ہے کہ ایسے چھوڑے رکھے کہ جب وہ کہیں ایک دوسرے کے سامنے آئیں تو) یہ اپنا منہ ادھر کو پھیر لے اور وہ اپنا منہ دوسری طرف پھیر لے (یعنی دونوں ہی ایک دوسرے سے سلام و کلام اور ملاقات سے احتراز کریں) اور ان دونوں میں بہتر شخص وہ ہے جو (ناراضگی کو دور کرنے اور تعلقات کو بحال کرنے کے لئے) سلام میں پہل کرے اور جو سلام میں پہل کرے گا وہ جنت میں بھی پہلے جائے گا۔“

تشریح: ”تین دن سے زیادہ“ کی قید جو حدیث بالا میں مذکور ہے اس سے یہ سمجھا گیا ہے کہ اگر کسی وجہ سے ناراضگی کے اظہار کی خاطر تین دن تک ملنا جلنا چھوڑے رکھا جائے تو یہ حرام نہیں ہے کیونکہ انسان کی طبیعت میں غیظ و غضب، غیرت و حمیت اور بے صبری کا جو مادہ ہے وہ بہر حال اپنا اثر ظاہر کرتا ہے اس لئے اس قدر مدت معاف کر دی گئی ہے تاکہ انسان کے ان جذبات کی بھی کچھ تسکین ہو جایا کرے اور اس تین دن کے عرصہ میں خشکی و ناراضگی اور بغض و نفرت کے جذبات بھی ختم ہو جائیں یا کم سے کم ہلکے پڑ جائیں اور صلح و صفائی ہو جائے۔ (از مظاہر حق)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی سے بے تعلق رہے جس نے تین دن سے زیادہ قطع تعلق رکھا اور مر گیا تو جہنم میں جائے گا۔“ (ابوداؤد نسائی)

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن کے لئے جائز نہیں کہ اپنے مومن بھائی کو (قطع تعلق کر کے) تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے اگر تین دن گزریں تو اس کو چاہئے کہ (اپنے بھائی سے) ملے اور اس کو سلام کرے پھر اگر اس نے سلام کا جواب دے دیا تو اجر میں دونوں برابر شریک ہوئے اور اگر جواب نہ دیا تو اس کا بھی گناہ اس پر رہا اور سلام کرنے والا

قطع تعلق (کے گناہ) سے نکل گیا۔“ (ابوداؤد)

”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی مسلمان کے لئے درست نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی (سے قطع تعلق کر کے) اسے تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے لہذا جب اس سے ملاقات ہو تو تین مرتبہ اس کو سلام کرے اگر وہ ایک مرتبہ بھی سلام کا جواب نہ دے تو سلام کرنے والے کا (تین دن قطع تعلق کا) گناہ بھی سلام کا جواب نہ دینے والے کے ذمہ ہو گیا۔“ (ابوداؤد)

”حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دنوں سے زیادہ قطع تعلق رکھے اور جب تک وہ اس قطع تعلق پر قائم رہیں گے حق سے ہٹے رہیں گے اور ان دونوں میں سے جو (صلح کرنے میں) پہل کرے گا اس کا پہل کرنا اس کے قطع تعلق کے گناہ کا کفارہ ہو جائے پھر اگر اس پہل کرنے والے نے سلام کیا اور دوسرے نے سلام قبول نہ کیا اور اس کا جواب نہ دیا تو سلام کرنے والے کو فرشتے جواب دیں گے اور دوسرے کو شیطان جواب دے گا اگر اسی (پہلی) قطع تعلق کی حالت میں دونوں مر گئے تو نہ جنت میں داخل ہوں گے نہ جنت میں اکٹھے ہوں گے۔“ (احمد، ابویعلیٰ، طبرانی، صحیح ابن حبان، ابن ابی شیبہ)

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہمیں ظاہری و باطنی ہلاکت سے بچا لیجئے اور اپنی مغفرت و رحمت کا مورد بناد دیجئے اور عذابِ نار سے بچا لیجئے۔
یا اللہ! اپنے محبوب شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی حیثیت سے حشر میں ہم پر اپنی رحمتیں نازل فرمائیے۔ ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ نصیب فرمائیے ہمارے ظاہر کو بھی پاک کر دیجئے اور باطن کو بھی پاک کر دیجئے۔

قطع تعلقی کی مذمت

وعن ابی ایوب رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: (لا تدابروا ولا تقاطعوا وكونوا عباد اللہ اخوانا هجر المومنین ثلاثاً فان تكلموا و الا اعرض اللہ عزوجل عنهما حتى يتكلموا) رواہ الطبرانی، و رواہ ثقات الا عبد اللہ بن عبد العزیز اللیثی.

ترجمہ: ”حضرت ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ ایک دوسرے سے قطع تعلقی کرو نہ پشت پھیر کر چلو اور سب اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بنو۔ تین دن تک قطع تعلقی کر کے اگر بات کر لی تو گناہ نہیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان دونوں سے اعراض فرماتے رہیں گے جب تک دونوں بات نہ کر لیں۔“ (طبرانی)

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر دو شخص اسلام میں داخل ہو کر ایک دوسرے سے قطع تعلقی کریں تو یقیناً ان میں سے ایک اسلام (کامل) سے نکلا رہے گا جب تک تعلق بحال نہ کرے اور اسلام کامل سے نکلا رہنے والا وہ ہوگا جو ان دونوں میں سے ظلم کرنے والا ہوگا۔“ (بزار)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر پیر اور جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے بندوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ: اس دن ہر اس شخص کی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو مغفرت فرما دیتے ہیں البتہ وہ شخص اس مغفرت سے محروم رہتا ہے کہ جس کی اپنے کسی (مسلمان) بھائی سے دشمنی ہو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں) کو کہا جائے گا ان دونوں کو رہنے دو جب تک آپس میں صلح و صفائی نہ کر لیں ایک روایت میں دوسری بار بھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ فرشتوں سے کہا جائے گا۔“ (مالک، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

”حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پندرہ شعبان کی رات اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کی طرف توجہ فرماتے ہیں اور تمام

”حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی رکھے (اگر اس حالت میں مر گیا) تو جہنم میں جائے گا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کی مدد فرمائیں (تو دوزخ سے بچ جائے گا)۔“ (طبرانی)

”حضرت ابو حراش حدرد اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا جس شخص نے (ناراضگی کی وجہ سے) اپنے مسلمان بھائی سے ایک سال تک ملنا جلنا چھوڑ دے اس نے گویا اس کا خون کیا یعنی سال بھر قطع کا گناہ اور ناحق قتل کرنے کا گناہ قریب قریب ہے۔“ (ابوداؤد، بیہقی)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا: شیطان اس سے تو مایوس ہو گیا ہے کہ جزیرہ عرب میں مسلمان اس کی پرستش کریں یعنی کفر و شرک کریں لیکن ان کے درمیان فتنہ و فساد پھیلانے اور ان کو آپس میں بھڑکانے سے مایوس نہیں ہوا۔“ (مسلم)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی

مبارک کو حرکت دی تو اس میں حرکت ہوئی۔ پھر جب آپ نے سجدہ سے اپنا سر مبارک اٹھایا اور نماز سے فارغ ہوئے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! یا فرمایا اے حمیرا! کیا تمہارا گمان تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے ساتھ بے وفائی کی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! ایسی بات نہیں! بلکہ میرا گمان آپ کے طویل سجدہ کی وجہ سے یہ ہوا تھا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلا لیا۔ (آپ نے دنیا سے پردہ فرمالیا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جانتی ہو یہ کون سی رات ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں ارشاد فرمایا: یہ پندرہ شعبان کی رات ہے اللہ عز و جل پندرہ شعبان کی رات اپنے بندوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے استغفار کرنے والوں کو معاف کرتا ہے اور رحم طلب کرنے والوں پر رحم کرتا ہے اور کینہ رکھنے والوں کو ان کے حال پر چھوڑ رکھتا ہے۔ (ان کی مغفرت نہیں ہوتی)۔ (بیہقی)

مخلوق کی مغفرت فرماتے ہیں مگر دو شخصوں کی مغفرت نہیں ہوتی، ایک شرک کرنے والا یا وہ شخص جو کسی سے کینہ رکھے۔ (طبرانی) ”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ جس میں ان میں سے ایک بھی نہ ہو اللہ تعالیٰ: جس کی چاہے گا مغفرت کر دے گا (یعنی اگر ان تین میں سے ایک بھی ہوئی تو مغفرت نہ ہوگی) زہلی چیز جو اس حال میں مرا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ کرتا ہو دوسری چیز جادو گر نہ ہو جادو گروں کے پیچھے چلتا ہو تیسری چیز اپنے بھائی سے کینہ نہ رکھتا ہو۔“ (طبرانی، کبیر، اوسط)

”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات اٹھ کر نماز شروع کی۔ اس میں اتنا طویل سجدہ فرمایا کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ آپ کی روح مبارک پرواز کر گئی۔ جب میں نے یہ دیکھا تو اٹھ کر آپ کے انگوٹھے

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہمارے پاس اور کوئی سرمایہ نہیں، کوئی وسیلہ نہیں اقرار جرم کرتے ہیں آپ کے نبی الرحمة صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے آپ کی رحمت کے طلب گار ہیں۔

یا اللہ! ہمیں ہر خطا و عسیان سے محفوظ رکھئے ہر تقصیر و کوتاہی سے محفوظ رکھئے۔

یا اللہ! ہم کو اپنے نبی الرحمة صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی سے بچا لیجئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے ہم پر اور تمام امت مسلمہ پر رحم فرمائیے۔

یا اللہ! آپ کے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اس وقت جہاں جہاں بھی ہیں اور دشمنوں کی رد میں ہیں سازشوں میں ہیں۔ ان کی حفاظت فرمائیے ان کو ہدایت دیجئے اور ان کو دشمنوں سے آزاد کر دیجئے۔ اعدائے دین کی سازشوں سے ان کو بچا لیجئے۔

اصول معاشرت

وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: (ثلاثة لا ترفع صلاتهم فوق رؤوسهم شبرا: رجل ام قوما وهم له كارهون و امرأة باتت و زوجها عليها ساخط و اخوان متصارمان) رواہ ابن ماجہ واللفظ له و ابن حبان فی صحیحہ الا انه قال: (ثلاثة لا يقبل الله لهم صلاة) فذكر نحوه

ترجمہ: ”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخص ایسے ہیں کہ ان کی نماز ان کے سروں سے بالشت بھر بھی اوپر کو نہیں جاتی (قبول نہیں ہوتی) ایک وہ شخص جو ایسے لوگوں کو امامت کرائے جو اس کو (شرعی وجہ سے) ناپسند کرتے ہوں۔ دوسرے وہ عورت جو اس حال میں رات گزارے کہ اس کا شوہر اس پر ناراض ہو تیسرے وہ دو مسلمان بھائی جو ایک دوسرے سے قطع تعلقی کئے ہوئے ہوں۔“ (ابن ماجہ)

تشریح: جن احادیث مبارکہ میں تین دن سے زیادہ قطع تعلقی پر وعیدوں کا ذکر ہے ان سے مراد یہ ہے کہ اگر اجتماعی طور پر ایک جگہ رہنے سہنے اور روزمرہ کے باہمی معاملات کی وجہ سے آپس میں نزاع ہو جایا کرتا ہے اور ایک دوسرے سے کوئی شکایت پیدا ہونے کی وجہ سے خفگی و ناراضگی کی صورت پیش آ جاتی ہے مثلاً ایک شخص کی غیبت کر دی اس کو برا بھلا کہہ دیا اور یا اس کو اس شخص سے خیر خواہی کی امید تھی مگر اس نے خیر خواہی نہ کی تو اس طرح کی صورتوں میں اگر آپس میں ناراضگی و خفگی ہو جائے اور ترک ملاقات کی نوبت آجائے تو اس خفگی اور ترک ملاقات کو تین دن سے زیادہ نہیں رہنے دینا چاہئے ہاں اگر تعلق کو ختم کرنا کسی دینی معاملہ کی وجہ سے ہو جیسے کوئی شخص خواہشات نفسانی کا غلام بن گیا ہو یا کوئی شخص بدعتی ہو تو اس سے ملاقات چھوڑنا اس وقت تک جائز ہے جب تک وہ توبہ کر کے راہ راست اختیار نہ کرے۔ اور حق کی طرف رجوع نہ کرے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے موطا کے حاشیہ میں ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ علماء کا اس بات پر

اتفاق ہے کہ کسی شخص کو یہ خوف ہو کہ اگر میں فلاں آدمی سے سلام کروں اور اس سے ملنا جلنا رکھوں تو اس کی وجہ سے مجھے دینی یا دنیوی نقصان برداشت کرنا پڑے گا اور میرا قیمتی وقت لایعنی امور میں ضائع ہوگا تو وہ اس شخص سے کنارہ کشی اختیار کرے اور اس سے دور رہنے کی کوشش کرے لیکن یہ کنارہ کشی اور دوری اختیار کرنا اچھے انداز میں ہونا چاہئے۔ یہ نہیں کہ اس کی غیبت کی جائے اس پر عیب لگائے جائیں اور اس کے کینہ عداوت کو ظاہر کیا جائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں ایسے بہت سے واقعات ملتے ہیں جن میں مسلمانوں کا دینی مصالح کے پیش نظر ایک دوسرے سے تین دن سے بھی زیادہ ملاقات چھوڑنے رکھنا ثابت ہے۔

(۱) چنانچہ اعیان العلوم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وغیرہ کی ایک جماعت کے بارے میں منقول ہے کہ ان میں سے بعض مرتے دم تک ملاقات چھوڑے رکھنے پر قائم رہے۔

(۲) ان میں تین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا واقعہ تو بہت مشہور ہے جو غزوہ تبوک میں نہیں گئے تھے اور نبی کریم صلی اللہ

دن سے زیادہ بھی جاری رکھی جاسکتی ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ نیت صادق اور سچی رکھی جائے اور اس میں کسی نفسانی خواہش اور دینی غرض کا دخل نہ ہو۔ (از مظاہر حق حاشیہ ترغیب)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص اپنے بھائی کو ”اے کافر“ کہے تو ان دونوں میں سے ایک کی طرف ضرور لوٹے گا۔ اگر وہ شخص کافر ہو گیا تھا جیسا کہ اس نے کہا تو ٹھیک ہے ورنہ کفر خود کہنے والے کی طرف لوٹے گا۔“ (مالک بخاری، مسلم ابوداؤد ترمذی)

”حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس نے کسی شخص کو کافریا ”اللہ کا دشمن“ کہہ کر پکارا حالانکہ وہ ایسا نہیں ہے تو اس کا کہا ہوا خود اس پر لوٹ آتا ہے۔“ (بخاری، مسلم)

”حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کسی شخص نے اپنے بھائی کو ”اے کافر“ کہا تو یہ اس کو قتل کرنے کی طرح ہے۔“ (بزار)

علیہ وسلم نے ان کو تمام مسلمانوں سے الگ تھلگ کر دیا تھا یہاں تک کہ ان کے اعزہ و اقارب اور ان کی بیویوں تک سے سلام ملاقات بات چیت چھوڑنے کا حکم فرمایا تھا یہ حکم اور اس پر عمل پچاس دنوں تک جاری رہا۔

(۳) خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں منقول ہے کہ آپ نے ایک ماہ تک اپنی ازواج مطہرات سے ملنا جلنا چھوڑے رکھا تھا۔

(۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک مدت تک حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ملاقات چھوڑ رکھی تھی۔

(۵) اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں منقول ہے کہ وہ اپنے بیٹے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ایک دینی معاملہ میں اس درجہ ناراض ہوئے کہ ان سے بات چیت چھوڑ دی تھی اور ان سب واقعات میں ملاقات چھوڑنا دینی مصلحت سے تھا غرضیکہ ایسے بہت سے واقعات منقول ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ دینی معاملات میں خفگی و ناراضگی تین

دُعا کیجئے

یا اللہ! موجودہ دور میں ہمیں دین اسلام پر مضبوطی سے کاربند فرما اور غیر اسلامی تہذیب کے اثرات سے ہمیں اور ہماری نسلوں کی حفاظت فرما۔

یا اللہ! ہمیں اپنی اتنی محبت عطا فرما کہ آپ کے احکامات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں پر چلنا ہمارے لئے نہایت سہل ہو جائے۔

یا اللہ! ہم کو اپنی عبادات و طاعات خاصہ کی توفیق اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی توفیق فرمائیے۔

یا اللہ! یا اللہ لغزشوں سے نفس و شیطان کے مکائد سے ہم کو محفوظ فرمائیے۔

یا اللہ! مجبوراً معاشرہ کے غلبہ سے اور نفس و شیطان کے غلبہ سے ہم سے جو فسق و فجور کے کام ہوئے ہیں ہم ان سے نفرت کرتے ہیں اور چھوڑ دینے کا عزم کرتے ہیں۔ مگر ڈرتے ہیں کہ پھر ہم سے ان کا ارتکاب ہو جائے گا۔

یا اللہ آپ ہی محافظ حقیقی ہیں۔ رحم کرنے والے ہیں ہم پر رحم فرمائیے ہمیں محفوظ رکھئے اور اپنا موردِ رحمت بنا لیجئے۔

تہذیب اخلاق

وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: (المستبان ماقالا، فعلى البادی منهما حتى يتعدى المظلوم. رواه مسلم و ابو داؤد و الترمذی۔
ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گالم گلوچ کرنے والے دو شخص جو کچھ بھی کہتے ہیں اس کا گناہ اس پر ہوتا ہے جس نے ابتداء کی (کہ وہی دوسرے کی گالیاں کہنے کا بھی سبب ہوا) جب تک کہ یہ مظلوم زیادتی نہ کرے۔“ (مسلم، ابو داؤد و ترمذی)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کو گالی دینا اس شخص کی طرح ہے جو اپنے آپ کو ہلاکت پر پیش کرے۔
(کہ اس کی وجہ سے وہ عذاب کا مستحق ہوگا)۔ (بزار)

”حضرت عیاض بن جمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! ایک شخص باوجودیکہ مجھ سے کم درجہ ہے مجھے برا بھلا کہتا ہے کیا اگر میں اس سے بدلہ لوں مجھے پر کوئی گناہ ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ دو شخص آپس میں گالم گلوچ کرنے والے دو شیطان ہیں جو ایک دوسرے پر جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف جھوٹ بناتے ہیں۔“ (صحیح ابن حبان)

تشریح: مطلب یہ ہے کہ کسی کو گالی کے جواب میں گالی نہ دی جائے کہ عموماً گالی گلوچ میں حد سے تجاوز ہو جاتا ہے اور ایک دوسرے پر جھوٹے دعوے اور غلط باتیں منسوب کر دی جاتی ہیں۔
”حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر دو مسلمانوں کے درمیان اللہ عزوجل کی طرف سے پردہ ہوتا ہے جب ان میں سے کوئی اپنے ساتھی کے ساتھ فحش گوئی کرتا ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ کے پردہ کو اپنے سے ہٹا دیا (یعنی اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کریں گے)۔“ (بیہقی)

تشریح: یعنی انتقام کی حد سے آگے بڑھ کر دو کی جگہ چار سنائے اس لئے کہ اضافہ میں یہ شخص ظالم اور ابتداء کرنے والا بن گیا لہذا گناہ میں دونوں برابر کے شریک ہو گئے۔

”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کو گالی دینا بد دینی ہے اور قتل کرنا کفر ہے۔“ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

تشریح: بعض چیزیں زہر نہیں ہوتیں مگر زہر کا کام دے جاتی ہیں کہ ان کی عادت موت کا سبب بن جاتی ہے۔ لہذا اگر مسلمان کو کسی نے اس کے اسلام کی وجہ سے قتل کیا تب تو کفر حقیقی ہے اور اگر دنیوی قصہ میں یا شرعی غلط تاویل پر قتل کیا تو کفران نعمت ہے کہ اپنے قوت بازو اور اس کے وجود کی قدر نا سمجھی جو زندہ رہ کر نہ معلوم کتنی عبادتیں کرتا حق تعالیٰ: نے تو مٹی میں جان ڈال کر پہتلہ بنایا اور ایمان دے کر اپنا محبوب قرار دیا اور اس نے اس کو خاک میں ملا دیا اور جلتے چراغ کو پھونک مار کر بجھا دیا۔ گویا موت و حیات اپنے قبضہ میں سمجھی اور خالق اجسام و ارواح کا مقابلہ کیا۔ اس لئے ہر پہلو سے سنگین جرم ہے جو عجب نہیں کفر پر مرنے کا سبب بن جائے۔“ (ازدرفوائد)

”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے

چنانچہ میں نے اس نصیحت کے بعد نہ کسی آزاد شخص کو نہ کسی غلام کو نہ کسی اونٹ کو نہ کسی بکری کو گالی دی آپ نے دوسری وصیت فرمائی کسی نیکی کو بھی معمولی سمجھ کر نہ چھوڑنا یہاں تک کہ اپنے مسلمان بھائی سے بشارت اور خندہ پیشانی سے بات کرنا یہ بھی نیکی ہے اور اپنا ازار (تہبند شلوار وغیرہ) آدھی پنڈلی تک اونچا رکھنا۔ اگر ایسا نہ کیا تو (کم از کم) ٹخنوں تک اونچا رکھنا۔ (ٹخنوں سے نیچے) لٹکانے سے بچنا۔ کیونکہ یہ تکبر کی علامت ہے اور حق تعالیٰ: شانہ تکبر کو پسند نہیں کرتے۔ اگر کوئی شخص تمہیں گالی دے اور تمہیں اس عیب اور برائی پر عار دلانے جو وہ تم میں جانتا ہو تو تم اس عیب اور برائی پر اسے عار نہ دلانا جو تم اس میں جانتے ہو اس صورت میں اس عار دلانے کا وبال اور نقصان و گناہ اسی پر ہوگا۔ (اور تمہارے صبر کرنے کا ثواب تمہیں ملے گا۔ جیسا کہ دوسری روایت میں ہے)۔ (ابوداؤد ترمذی صحیح ابن حبان نسائی)

”حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ لوگ اس کی رائے کو مانتے ہیں اور وہ جو کچھ ان کو بتاتا ہے اس کو قبول کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں میں نے کہا علیک السلام یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا ”علیک السلام“ نہ کہو۔ یہ میت کا سلام ہے السلام علیک کہو۔ میں نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں! ارشاد فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں وہ اللہ کہ جب تم کو کوئی نقصان پہنچے اور تم اس کو پکارو تو وہ تمہارے نقصان کو دور کرے اور جب تم پر قحط سالی آئے اور پھر تم اس کو پکارو تو وہ تمہارے لئے غلہ اگا دے اور جب تم چٹیل میدان میں ہو اور تمہاری سواری گم ہو جائے اور تم اس کو پکارو تو وہ تمہاری سواری تمہیں واپس کر دے۔ میں نے عرض کیا مجھے نصیحت فرمائیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی کو بھی گالی نہ دینا

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہم سے زیادہ محتاج اور کون ہے ہم آپ کے فضل و کرم کے بہت محتاج ہیں ہمیں اپنا فرمانبردار بنا لیجئے اپنے نبی الرحمتہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وفادار سچا امتی بنا دیجئے۔

یا اللہ! ہم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت عطا فرمائیے اور ہمیں اپنے بچوں کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اس کے تقاضے سکھانے کی توفیق عطا فرمائیے۔

یا اللہ! ہم سب کو اپنے عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاق میں علماء حق کی تعلیمات کے مطابق درست کرنے کی فکر نصیب فرمائیے۔

یا اللہ! ہم نے آج احادیث مبارکہ سے دین کا جو علم حاصل کیا ہے اُس کو صحیح انداز میں محبت و حکمت سے دوسروں تک اور خاص طور پر اپنے گھروں میں پہنچانے کی توفیق عطا فرمائیے۔ آمین

اسلامی معاشرت کی تعلیم

وعن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: (ان من اکبر الکبائر ان یلعن الرجل والدیه) قيل: یا رسول اللہ و کیف یلعن الرجل والدیه؟ قال: (یسب ابا الرجل فیسب اباہ و یسب امہ فیسب امہ). رواہ البخاری وغیرہ۔

ترجمہ: ”حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بڑے گناہوں میں سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین پر لعنت کرے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! آدمی اپنے والدین پر کیسے لعنت کر سکتا ہے ارشاد فرمایا: (اس کی صورت یہ ہے کہ) آدمی کسی کے والد کو گالی دے وہ (جواباً) اس کے والد کو گالی دے۔ اور آدمی کسی کی ماں کو گالی دے وہ (جواباً) اس کی ماں کو گالی دے (یعنی یہ شخص اپنے والدین کو گالی دے جانے کا سبب بنے)۔“ (بخاری وغیرہ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صدیق کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ بہت زیادہ لعنت ملامت کرنے والا ہو۔ (مسلم وغیرہ) ایک روایت میں ہے کہ یہ دونوں باتیں جمع نہیں ہو سکتیں کہ صدیق بھی ہو اور لعنت کرنے والا بھی ہو۔“ (حاکم؟)

تشریح: ”صدیق“ کے معنی بہت زیادہ سچا بعض حضرات نے کہا ہے کہ ”صدیق“ اس شخص کو کہتے ہیں کہ جس کے قول و فعل کے درمیان کوئی تضاد نہ ہو۔ بلکہ پوری یکسانیت و مطابقت ہو۔ بعض نے کہا: صدیقیت ایک مقام ہے جس کا درجہ مقام نبوت کے بعد سب سے اعلیٰ ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم کی آیت ”فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین“ سے مفہوم ہوتا ہے۔ حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص سچائی کی صفت سے مزین ہو اور ایسے اونچے مقام پر پہنچ چکا ہو جو مقام نبوت کے بعد سب سے اعلیٰ ہے اور اس اعتبار سے اس کے مرتبہ کو مرتبہ نبوت سے سب سے قریبی نسبت حاصل ہے تو اس کی نشانی یہ نہیں ہونی

چاہئے کہ وہ دوسروں پر لعنت کرتا رہے کیونکہ کسی کو لعنت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو رحمت خداوندی اور بارگاہ الوہیت سے محروم اور بعید قرار دے دیا جائے جب کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا مقصد ہی یہ رہا ہے کہ وہ مخلوق خدا کو رحمت خداوندی سے بہرہ یاب کریں اور جو بارگاہ الوہیت سے دور ہو چکے ہیں ان کو قریب تر لائیں اسی وجہ سے اہل سنت والجماعت کا پسندیدہ شیوہ یہ ہے کہ لعن طعن ترک کیا جائے اور کسی بھی شخص کو لعنت نہ کی جائے اگرچہ وہ اس لعنت کا مستحق ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ جو شخص اپنے قول و فعل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک خود ملعون قرار دیا جا چکا ہے اس پر لعنت کرنے کی ضرورت ہی کیا باقی رہ جاتی ہے لہذا ایسے شخص پر لعنت کرنا اپنی زبان کو خواہ مخواہ آلودہ کرنا اس کی لعنت میں اپنا وقت صرف کرنا اپنے وقت کو ضائع کرنا ہے۔ البتہ اس کافر پر لعنت کرنے میں حرج بھی نہیں ہے جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہو کہ وہ کفر ہی کی حالت میں مرا ہے۔

لفظ ”لعن“ حدیث مذکور میں مبالغہ کا صیغہ ہے۔ جس کے معنی بہت زیادہ لعنت کرنے والا۔ چنانچہ ابن مالک رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا

”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن کے لئے مناسب نہیں کہ وہ لعنت ملامت کرنے والا ہو۔“ (ترمذی)

”حضرت جرود جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے وصیت فرمائیے ارشاد فرمایا میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تم لعنت ملامت کرنے والے نہ بننا۔“ (طبرانی احمد)

”حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک دوسرے کو نہ اللہ کی پھٹکار سے لعنت کیا کرو نہ اللہ کے غصہ سے اور نہ آگ سے“ (ابوداؤد ترمذی)

تشریح: تو ملعون ہے یا تجھ پر اللہ کی پھٹکار ہے یا تجھ پر اللہ کا غضب ٹوٹے یا اللہ کی آگ بر سے یا اللہ تجھے دوزخ میں لے جائے یہ سب کوئے ملعون میں داخل ہیں اور ممنوع ہیں۔ (ازدرفوائد)

ہے کہ اس ارشاد گرامی میں اس لفظ کا بصریہ مبالغہ ذکر ہونا اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ لعنت کرنے کی جو برائی اس حدیث سے واضح ہوتی ہے کہ وہ اس شخص کے حق میں نہیں ہے جس سے کبھی کبھار یعنی ایک مرتبہ یا دو مرتبہ لعنت کا صدور ہو چکا ہو۔ (از مظاہر حق تغیر لیسر)

”حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زیادہ لعنت کرنے والے قیامت کے دن نہ (گناہگاروں کے) سفارشی بن سکیں گے اور نہ (انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ کے) گواہ بن سکیں گے۔“ (مسلم ابوداؤد)

تشریح: یعنی جو دوسروں پر بہت زیادہ لعنت کرنے والے ہوں گے قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ پر گواہی دینے کے اعزاز و اکرام سے محروم کئے جائیں گے اگر وہ چاہیں گے بھی کہ دوسرے لوگوں کی شفاعت کریں تو بھی نہ کر سکیں گے۔ (از مظاہر حق)

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہم کو اپنی عبادات و طاعات خاصہ کی توفیق اپنے نبی الرحمة صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی توفیق فرمائیے۔

یا اللہ! یا اللہ لغزشوں سے نفس و شیطان کے مکائد سے ہم کو محفوظ فرمائیے۔

یا اللہ! مجبوراً معاشرہ کے غلبہ سے اور نفس و شیطان کے غلبہ سے ہم سے جو فسق و فجور کے کام ہوئے ہیں ہم ان سے نفرت کرتے ہیں اور چھوڑ دینے کا عزم کرتے ہیں۔ مگر ڈرتے ہیں کہ پھر ہم سے ان کا ارتکاب ہو جائے گا۔ یا اللہ آپ ہی محافظ حقیقی ہیں۔ رحم کرنے والے ہیں ہم پر رحم فرمائیے ہمیں محفوظ رکھئے اور اپنا مورد رحمت بنا لیجئے۔

اے اللہ! جو علم آپ نے ہمیں دیا اس سے نفع عطا فرمائے اور ہمیں وہ علم دیجئے جو ہمیں نفع دے۔

اے اللہ! تمام کاموں میں ہمارا انجام بہتر فرما اور دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے ہمیں محفوظ فرما۔

اے اللہ! ہم آپ سے اپنے دین میں دنیا میں اور اہل و عیال میں معافی اور امن کا سوال کرتے ہیں۔

اے اللہ! ہم تاپسندیدہ اخلاق اور اعمال نفسانی خواہشوں اور بیماریوں سے آپ کی پناہ مانگتے ہیں۔

لعنت کی مذمت

و عن سلمة بن الاكوع رضى الله عنه قال: كنا اذا راينا الرجل يلعن اخاه راينا ان قد اتى بابا من الكبائر رواه الطبرانی باسناد جيد.

ترجمہ: ”حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم کسی شخص کو دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے بھائی پر لعنت کر رہا ہے تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس نے ایک بڑے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔“ (طبرانی)

”حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے آسمان کے دروازے اس سے پرے ہی بند کر دئے جاتے ہیں تب وہ زمین پر اترتی ہے تو اس کے دروازے بھی اس سے ورے ہی بند کر دئے جاتے ہیں پھر وہ دائیں بائیں جاتی ہے پھر جب وہ کہیں گنجائش نہیں پاتی تو اس کی طرف لوٹتی ہے جس کو ملعون کہا گیا پھر اگر اس کو اس قابل پاتی ہے تو خیر ورنہ کہنے والے کی طرف پلٹتی ہے۔“ (ابوداؤد)

تشریح: حضرت مولانا عاشق الہی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں گنبد کے نیچے کھڑے ہو کر کسی کا گالی دو۔ اگر چھت میں کوئی سوراخ یا دائیں بائیں کوئی درپچی کھلی پائے گی تو اس کے راستہ نکل کر یا فنا ہو جائے گی یا جس کو گالی دی اس کے کان میں پہنچے گی اور کہیں جگہ نہ پائے گی تو قائل کے کان سے ٹکرائے گی اور وہ خود سنے گا کہ جو لفظ زبان سے نکالے تھے وہ اپنے اوپر پڑ رہے ہیں۔

لعنت کے معنی ہیں اللہ کی رحمت سے دور ہونا۔ جب کوئی شخص کسی کو ملعون کہتا ہے تو اس کے دو معنی ہیں۔

(۱) یا خبر ہے کہ اطلاع دیتا ہے تجھے اللہ نے اپنی رحمت سے دور پھینک دیا ہے اور یہ غیب دانی کا دعویٰ ہے اور اللہ پر حکم لگانا۔

(۲) یا انشاء ہے یعنی بدو عادت ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے راندہ درگاہ بنائے۔ اور یہ شفقت کے خلاف ہے کیونکہ مسلمان کی خواہش تو یہ ہونی چاہئے کہ ساری دنیا رحمت الہیہ میں داخل ہو جائے نہ یہ کہ داخل شدہ کو باہر کرے اس بناء پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کافر پر بھی کبھی لعنت نہیں کی کہ آپ جنت اور دائرہ رحمت الہیہ کی وسعت سے واقف تھے اور آپ کی عین تمنا بلکہ کوشش یہ تھی کہ تمام ملعون تائب ہو کر مرحوم و مغفور بن جائیں۔

مگر اس کے ساتھ ہی ایک درجہ معصیت اور اظہار حقیقت کا ہے کہ معصیت پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مرتب ہوتی ہے اور اس کا مرتکب بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہے لہذا شخصیت پر تو لعنت کا حکم لگانا ممنوع ہے مگر معصیت کے ساتھ متصف پر لعنت کرنا جائز بلکہ مامور ہے مثلاً ”جھوٹے پر لعنت“ یا ”سودخور پر پھنکار“ کہ یہ لعنت اصل میں جھوٹ اور سود خوری پر ہے اور تبعاً اس کے فاعل و متصف پر (یعنی جھوٹ بولنے والے اور سود کھانے والے پر ہے) چنانچہ ایسی لعنتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ اب کسی کو ملعون کہنے کا ایک درجہ یہ بھی نکل سکتا ہے کہ دعویٰ کرتا ہے اس میں ایسی معصیت کا کہ مثلاً کذب موجود ہے جس نے اس کو مستحق لعنت بنا دیا ہے تو اب دیکھنا یہ ہے کہ اس دعویٰ میں سچا ہے یا جھوٹا۔ اگر سچا ہے تو کچھ گناہ نہیں

مگر ثواب بھی نہیں۔ اور اگر جھوٹا ہے تو خود مستحق لعنت ہو گیا۔ اور حشر کے دن شفاعت اور شہادت دونوں کے قابل نہ رہا۔ چونکہ اس کے اکثر پہلو پر خطر ہیں اس لئے معین شے یا شخص پر لعنت کرنا مطلقاً ممنوع ہے۔ اور ارشاد ہے کہ لعنت کرنا مومن کی شان ہی نہیں۔ (ازدور)

”حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں تھے کہ انصار کی ایک عورت نے جو کہ اونٹنی پر سوار تھی (اس کی ست رفتاری سے) تنگ ہو کر اس کو لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سن لیا اور فرمایا جو کچھ اس پر لدا ہوا ہے اسے اتار لو۔ اور اونٹنی کو چھوڑ دو کیونکہ یہ ملعونہ ہے۔ عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں کہ آدمیوں میں چلتی پھرتی ہے اور اس سے کوئی تعرض نہیں کرتا۔“ (مسلم وغیرہ)

تشریح: یہ تنبیہ تھی کہ جب تیرے لئے ملعون ہے تو اس

سے نفع کیوں اٹھاتی ہے۔ لہذا یہ سزا خود مالک کے لئے اور دوسروں کے لئے کافی عبرت ہو گئی کہ آئندہ بے زبان جانور کے لئے لعنت کا لفظ استعمال نہ کریں۔ (ازدور)

”حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک دوسرے کو نہ اللہ کی پھٹکار سے لعنت کیا کرو نہ اللہ کے غصہ سے اور نہ آگ سے“ (ابوداؤد ترمذی)

تشریح: تو ملعون ہے یا تجھ پر اللہ کی پھٹکار ہے یا تجھ پر اللہ کا غضب ٹوٹے یا اللہ کی آگ بر سے یا اللہ تجھے دوزخ میں لے جائے یہ سب کو سننے لعن میں داخل ہیں اور ممنوع ہیں۔ (ازدور فوائد)

”حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم کسی شخص کو دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے بھائی پر لعنت کر رہا ہے تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس نے ایک بڑے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔“ (طبرانی)

دُعا کیجئے

اے اللہ! تمام کاموں میں ہمارا انجام بہتر فرما اور دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے ہمیں محفوظ فرما۔
اے اللہ! ہم آپ سے اپنے دین میں دنیا میں اور اہل دعیال میں معافی اور امن کا سوال کرتے ہیں۔
اے اللہ! ہمارے دل کو نفاق سے عمل کو ریا سے زبان کو جھوٹ سے اور آنکھ کو خیانت سے پاک فرما دیجئے
کیونکہ آپ آنکھوں کی چوری اور جو کچھ دل چھپاتے ہیں جانتے ہیں۔
اے اللہ! ہمارے دلوں کے تالے کھول دے اپنے ذکر کے ساتھ اور ہم پر اپنی نعمت کو پورا فرما۔ اور ہم پر اپنا فضل کامل کر اور ہمیں اپنے نیک بندوں میں سے فرما دیجئے۔ آمین

لعنت کرنا ایک گناہ کبیرہ

وعن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: (ان العبد اذا لعن شیئاً صعدت اللعنة الی السماء فتغلق ابواب السماء دونها ثم تهبط الی الارض فتغلق ابوابها دونها ثم تاخذیمینا و شمالا فان لم تجد مساعاً رجعت الی الذی لعن فان کان اهلاً والارجعت الی قائلها). رواہ ابو داؤد

ترجمہ: ”حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے آسمان کے دروازے اس سے پرے ہی بند کر دئے جاتے ہیں تب وہ زمین پر اترتی ہے تو اس کے دروازے بھی اس سے دورے ہی بند کر دئے جاتے ہیں پھر وہ دائیں بائیں جاتی ہے پھر جب وہ کہیں گنجائش نہیں پاتی تو اس کی طرف لوٹتی ہے جس کو ملعون کہا گیا پھر اگر اس کو اس قابل پاتی ہے تو خیر ورنہ کہنے والے کی طرف پلٹتی ہے۔“ (ابو داؤد)

تشریح: حضرت مولانا عاشق الہی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں گنبد کے نیچے کھڑے ہو کر کسی کا گالی دو۔ اگر چھت میں کوئی سوراخ یا دائیں بائیں کوئی درپچی کھلی پائے گی تو اس کے راستہ نکل کر یا فنا ہو جائے گی یا جس کو گالی دی اس کے کان میں پہنچے گی اور کہیں جگہ نہ پائے گی تو قائل کے کان سے ٹکرائے گی اور وہ خود سنے گا کہ جو لفظ زبان سے نکالے تھے وہ اپنے اوپر پڑ رہے ہیں۔

لعنت کے معنی ہیں اللہ کی رحمت سے دور ہونا۔ جب کوئی شخص کسی کو ملعون کہتا ہے تو اس کے دو معنی ہیں۔

(۱) یا خبر ہے کہ اطلاع دیتا ہے تجھے اللہ نے اپنی رحمت سے دور پھینک دیا ہے اور یہ غیب دانی کا دعویٰ ہے اور اللہ پر حکم لگانا۔

(۲) یا انشاء ہے یعنی بددعا دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے راندہ درگاہ بنائے۔

اور یہ شفقت کے خلاف ہے کیونکہ مسلمان کی خواہش تو یہ ہونی چاہئے کہ ساری دنیا رحمت الہیہ میں داخل ہو جائے نہ یہ کہ

داخل شدہ کو باہر کرے اس بناء پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کافر پر بھی کبھی لعنت نہیں کی کہ آپ جنت اور دائرہ رحمت الہیہ کی وسعت سے واقف تھے اور آپ کی عین تمنا بلکہ کوشش یہ تھی کہ تمام ملعون تائب ہو کر مرحوم و مغفور بن جائیں۔

مگر اس کے ساتھ ہی ایک درجہ معصیت اور اظہار حقیقت کا ہے کہ معصیت پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مرتب ہوتی ہے اور اس کا مرتکب بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہے لہذا شخصیت پر تو لعنت کا حکم لگانا ممنوع ہے مگر معصیت کے ساتھ متصف پر لعنت کرنا جائز بلکہ مامور ہے مثلاً ”جھوٹے پر لعنت“ یا ”سود خور پر پھٹکار“ کہ یہ لعنت اصل میں جھوٹ اور سود خوری پر ہے اور جب اس کے فاعل و متصف پر (یعنی جھوٹ بولنے والے اور سود کھانے والے پر ہے) چنانچہ ایسی لعنتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ اب کسی کو ملعون کہنے کا ایک درجہ یہ بھی نکل سکتا ہے کہ دعویٰ کرتا ہے اس میں ایسی معصیت کا کہ مثلاً کذب موجود ہے

جس نے اس کو مستحق لعنت بنا دیا ہے تو اب دیکھنا یہ ہے کہ اس دعویٰ میں سچا ہے یا جھوٹا۔ اگر سچا ہے تو کچھ گناہ نہیں مگر ثواب بھی نہیں۔ اور اگر جھوٹا ہے تو خود مستحق لعنت ہو گیا۔ اور حشر کے دن شفاعت اور شہادت دونوں کے قابل نہ رہا۔ چونکہ اس کے اکثر پہلو پر خطر ہیں اس لئے معین شے یا شخص پر لعنت کرنا مطلقاً ممنوع ہے۔ اور ارشاد ہے کہ لعنت کرنا مومن کی شان ہی نہیں۔ (ازدور)

”حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں تھے کہ انصار کی ایک عورت نے جو کہ اونٹنی پر سوار تھی (اس کی سست رفتاری سے) تنگ ہو کر اس کو لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سن لیا اور فرمایا جو کچھ اس پر لدا ہوا ہے اسے اتار لو۔ اور اونٹنی کو چھوڑ دو کیونکہ یہ ملعونہ ہے۔ عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں کہ آدمیوں میں چلتی پھرتی ہے اور اس سے کوئی تعرض نہیں کرتا۔“ (مسلم وغیرہ)

تشریح: یہ تنبیہ تھی کہ جب تیرے لئے ملعون ہے تو اس سے نفع کیوں اٹھاتی ہے۔ لہذا یہ سزا خود مالک کے لئے اور دوسروں کے لئے کافی عبرت ہو گئی کہ آئندہ بے زبان جانور

کے لئے لعنت کا لفظ استعمال نہ کریں۔ (ازدور)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا اس نے اپنے اونٹ کو لعنت کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے اللہ کے بندے! ہمارے ساتھ ایسے اونٹ پر نہ چل جو ملعون ہے۔“ (ابو یعلیٰ ابن ابی الدنیا)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چھوٹے سفر میں تھے ایک شخص نے ایک اونٹنی کو لعنت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا مالک کہاں ہے؟ اس شخص نے کہا میں ہی ہوں۔ فرمایا: اس کو پیچھے کر دو (اس کو ساتھ نہ لو) کہ تیری بددعا اس کے بارہ میں قبول ہو چکی ہے۔“ (احمد)

تشریح: وہ اونٹنی رحمت خداوندی سے اس معنی میں دور ہو گئی کہ جس کی سواری میں رہے گی فلاح و مسرت کا سبب نہ بنے گی۔ یا یہ مطلب ہے کہ انسان کسی کو بددعا دیتا ہے تو یہی خواہش رکھتا ہے کہ قبول ہو۔ لہذا سمجھ لے کہ قبول ہو گئی۔ لہذا وہ برتاؤ کر جو ملعون کے ساتھ ہونا چاہئے کیونکہ شریف کا کام ہے کہ جو زبان سے کہے اس کو پورا کر کے دکھائے۔ (ازدور باختصار)

دُعایِ کیجئے

یا اللہ! ہم کو اپنی عبادات و طاعات خاصہ کی توفیق اپنے نبی الرحمة صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی توفیق فرمائیے۔

یا اللہ! یا اللہ لغزشوں سے نفس و شیطان کے مکائد سے ہم کو محفوظ فرمائیے۔

یا اللہ! مجبوراً معاشرہ کے غلبہ سے اور نفس و شیطان کے غلبہ سے ہم سے جو فسق و فجور کے کام ہوئے ہیں ہم ان سے نفرت کرتے ہیں اور چھوڑ دینے کا عزم کرتے ہیں۔ مگر ڈرتے ہیں کہ پھر ہم سے ان کا ارتکاب ہو جائے گا۔ یا اللہ آپ ہی محافظ حقیقی ہیں۔ رحم کرنے والے ہیں ہم پر رحم فرمائیے، ہمیں محفوظ رکھئے اور اپنا مورد رحمت بنا لیجئے۔

یا اللہ! ہم سے زیادہ محتاج اور کون ہے ہم آپ کے فضل و کرم کے بہت محتاج ہیں، ہمیں اپنا فرمانبردار بنا لیجئے، اپنے نبی الرحمة صلی اللہ علیہ وسلم کا وفادار سچا امتی بنا دیجئے۔

ماتخوں کے حقوق

وعن زید بن خالد الجهني رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (لا تسبوا الديك فانه يوقظ للصلاة) رواه ابو داود و ابن حبان في صحيحه الا انه قال: (فانه يدعو للصلاة) رواه النسائي مسنداً و مرسلأً.

ترجمہ: ”حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مرغ کو برا نہ کہو کہ وہ نماز کے لئے جگاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے وہ نماز کی دعوت دیتا ہے۔“ (ابوداؤد نسائی)

پر لعنت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہوا پر لعنت نہ کرو۔ کہ وہ (بے چاری تو) مامور ہے۔ (کہ اللہ تعالیٰ: کا اسے جیسے حکم ہوتا ہے ویسے ست یا تیز چلتی ہے) اور جو ایسی چیز پر لعنت کرتا ہے جو اس کی اہل نہیں تو لعنت اسی (کہنے والے پر) پڑتی ہے۔“ (ابوداؤد ترمذی، صحیح ابن حبان)

”حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی کو بدنام کرنے کے لئے اس میں ایسی برائی بیان کرے جو اس میں نہ ہوتی ہو تو اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کی آگ میں قید رکھے گا یہاں تک کہ وہ اس برائی کو ثابت کر دے (اور کیسے ثابت کر سکے گا)۔“ (طبرانی)

”حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنی پھوپھی سے ملنے گئے ان کی پھوپھی نے ان کے لئے کھانا منگوایا۔ خادمہ نے کھانا لانے میں دیر کی انہوں نے خادمہ سے (غصہ میں) کہہ دیا اے زانیہ: جلدی کیوں نہیں لے آئی۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا سبحان اللہ! تم نے اس خادمہ پر بڑی بات کہہ دی کیا تم اس کے زنا پر مطلع ہو۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے جس نے اپنی باندی کو اے زانیہ! کہا۔ حالانکہ وہ اس کے زنا پر مطلع نہ ہو۔ قیامت کے دن اس کی

تشریح: جانوروں کو بھی سخت لفظ نکالنا برا ہے کہ اللہ کی بے زبان مخلوق ہے اور معذور ہے لہذا جو جانور کسی وجہ میں اطاعت کا سبب بنے اس کو گندے لفظ سے یاد کرنا تو کفرانِ نعمت بھی ہے بعید نہیں کہ طاعت کی توفیق سلب ہو جائے۔ (ازدور)

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) ایک مرغ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چینا۔ اس کو ایک شخص نے برا کہا۔ آپ نے مرغ کو برا کہنے سے منع فرمایا۔ اور ایک روایت میں آپ نے فرمایا کہ اس کو لعنت نہ کرو نہ برا کہو کیونکہ وہ نماز کے لئے بلاتا ہے۔“ (بزار، طبرانی)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ ایک شخص کو پسو نے کاٹ لیا۔ اس نے اس کو لعنت کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کو لعنت نہ کرو اس نے انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی کو نماز کے لئے جگایا تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے ایک نبی کو نماز فجر کے لئے جگایا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پسوؤں کا ذکر آیا آپ نے ارشاد فرمایا یہ نماز کے لئے جگاتے ہیں۔“ (ابویعلیٰ، بزار، طبرانی)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے ہوا

باندی الزام دینے والے کو کوڑے لگائے گی۔ کیونکہ باندیوں پر زنا کی تہمت لگانے پر دنیا میں کوئی حد نہیں ہے۔“ (حاکم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی زمانہ کو برا بھلا کہتا ہے حالانکہ زمانہ میں ہوں کہ میرے ہی ہاتھ میں رات اور دن ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں اس کی رات اور دن کو گردش دیتا ہوں۔ اور جب چاہوں دن رات کو سمیٹ لوں گا۔“ (مسلم)

”ایک روایت میں ہے تم میں سے کوئی زمانہ کو برا نہ کہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی زمانہ ہے (یعنی وہی زمانہ میں جو چاہتا ہے کرتا ہے)۔“ (مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابن آدم مجھے ایذا دیتا ہے کہ کہتا ہے ہائے زمانہ بڑا خراب تم میں سے کوئی یوں نہ کہے کہ ہائے زمانہ خراب کیونکہ زمانہ میں ہوں کہ گردش دیتا ہوں اس کی رات اور دن کو۔“ (ابوداؤد حاکم)

تشریح: عوام الناس بالخصوص شعراء حوادث اور پریشانیوں کو زمانہ کی طرف منسوب کر کے اس کو برا بھلا کہتے ہیں کہ ہائے

گردش زمانہ نے مار لیا۔ ہائے زمانہ نے پیس دیا حالانکہ زمانہ نام ہے گردش لیل و نہار کا اور وہ خود بے حس اور محکوم ہے کہ اس کی گردش اللہ کے ہاتھ میں ہے اور وہی حوادث کا خالق اور حالات کے بدلنے میں تصرف کرنے والا ہے لہذا زمانہ کو برا کہنا درحقیقت اللہ موجود زمانہ کو برا کہنا ہے جیسے کوئی ست رفتار ریل کو کہے کجخت چھڑا ہے تو یہ الزام درحقیقت ڈرا یور کو ہے جو اس کو کم رفتار پر چلا رہا ہے ورنہ بے چاری ریل کا اس میں کیا دخل۔ (ازدور)

”حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے یہ قصہ سنایا کہ وہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے کہ ان میں سے ایک صحابی کو نیند آگئی دوسرے آدمی نے جا کر (مذاق میں) اس کی رسی لے لی۔ (جب سونے والے کی آنکھ کھلی اور اسے اپنی رسی نظر نہ آئی) تو وہ پریشان ہو گیا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ کسی مسلمان کو ڈرائے۔“ (ابوداؤد)

تشریح: مطلب یہ ہے کہ مذاق میں بھی کسی مسلمان کو ڈرانا جائز نہیں۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہمارے پاس اور کوئی سرمایہ نہیں، کوئی وسیلہ نہیں اقرار جرم کرتے ہیں آپ کے نبی الرحمة صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے آپ کی رحمت کے طلب گار ہیں۔

یا اللہ! اس ماہ کا ایک ایک لمحہ ایک ایک سانس ہمارے لئے باعث رحمت بنادیتے۔
یا اللہ! ہمیں ہر خطا و عصیان سے محفوظ رکھئے ہر تقصیر و کوتاہی سے محفوظ رکھئے۔

مسلمان کے حقوق

وعن النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما قال: کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مسیر فخفق رجل علی راحلته فاخذ رجل سهما من کنانته، فانتبه الرجل ففرع فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: (لا یحل لرجل ان یروع مسلماً) رواہ الطبرانی فی الکبیر و رواہ ثقات و رواہ البزار من حدیث ابن عمر مختصراً (لا یحل لمسلم او مومن ان یروع مسلماً)

ترجمہ: ”حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک شخص کو اپنی سواری پر اونگھ آگئی دوسرے کسی شخص نے (اسی دوران) اس کے ترکش میں سے تیر لے لیا۔ جب وہ اچانک بیدار ہوا تو (تیر نہ پا کر) پریشان ہو گیا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ کسی مسلمان کو ڈرائے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ کسی مسلمان یا مومن کے لئے حلال نہیں کہ کسی مسلمان کو ڈرائے۔ (طبرانی بزار)

فرشتے اس وقت تک لعنت کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ اس (لوہے سے اشارہ کرنے) کو چھوڑ نہیں دیتا اگرچہ وہ اس کا حقیقی بھائی ہی کیوں نہ ہو۔ (مسلم)

”حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر ایک دوسرے کے سامنے آئیں (اور ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دے) تو قاتل و مقتول دونوں (دوزخ کی) آگ میں ہوں گے۔“

”اور ایک روایت میں ہے کہ جب دو مسلمانوں میں سے ایک دوسرے پر ہتھیار اٹھائے تو دونوں جہنم کے کنارے پر ہوں گے جب ایک دوسرے کو قتل کر دے تو دونوں جہنم میں داخل ہوں گے ہم نے عرض کیا یا عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ! قاتل کا دوزخ میں جانا تو ظاہر ہے لیکن مقتول (دوزخ میں) کیوں جائے گا؟

”حضرت یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کے سامان کو نہ مذاق میں لے اور نہ حقیقت میں (بغیر اجازت کے) لے۔“ (ترمذی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے اس لئے کہ اس کو معلوم نہیں کہ کہیں شیطان اس کے ہاتھ سے ہتھیار کھینچ لے (ہتھیار اشارے اشارے میں مسلمان بھائی کے جا لگے اور اس کی سزا میں وہ اشارہ کرنے والا) جہنم میں جا گرے۔“ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو القاسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی طرف لوہے یعنی ہتھیار وغیرہ سے اشارہ کرتا ہے اس پر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس لئے کہ اس نے بھی تو اپنے ساتھی کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ایک ایسا عمل نہ بتا دوں جس کے ثواب کا درجہ روزے، نماز اور صدقہ کے ثواب سے زیادہ ہے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا ضرور ارشاد فرمائیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (آپس میں دشمنی رکھنے والے) دو شخصوں کے درمیان صلح کرانا۔ (اس کے بعد فرمایا کہ) اور دو آدمیوں کے درمیان فساد بگاڑ پیدا کرنا ایک ایسی خصلت ہے جو مونڈنے والی ہے۔ (یعنی اس خصلت کی وجہ سے مسلمانوں کے معاملات اور دین میں نقصان و خلل پیدا ہوتا ہے)۔ (ابوداؤد، ترمذی، صحیح ابن حبان)

تشریح: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بعض حضرات کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حدیث پاک میں صلح کرانے کو جو روزہ، صدقہ اور نماز سے افضل کہا گیا ہے یہاں فرض نماز، فرض روزہ، فرض صدقہ مراد نہیں بلکہ نوافل مراد ہیں اس کے بعد ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میرا کہنا یہ ہے کہ ویسے تو یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ حقیقی مراد کیا ہے لیکن اگر دو فریقوں کے درمیان پائی جانے والی دشمنی و

عداوت و دشمنی کو ختم کرانا اور دونوں فریقوں کے درمیان صلح صفائی کرنا مذکورہ فرض عبادات سے بھی افضل ہو کیونکہ اول تو وہ عبادات ایسا عمل ہے جو کسی وقت چھوٹ جائیں تو ان کی قضا ہو سکتی ہے جب کہ اس عداوت و دشمنی کے نتیجہ میں ہلاک ہونے والی جانیں تباہ و برباد ہونے والے مال و اسباب اور بے حرمت ہونے والی عزت و ناموس کی مکافات ممکن نہیں۔ دوسرے یہ کہ ان عبادات کا تعلق حقوق اللہ سے ہے اور مذکورہ ہلاکت و تباہی کا تعلق حقوق اللہ سے زیادہ حقوق العباد کی اہمیت ہے۔ لہذا اس حقیقت کی بنا پر یہ کہنا زیادہ صحیح ہو سکتا ہے کہ جنس عمل کو ان عبادات پر جزوی فضیلت بہر حال حاصل ہے اور حدیث پاک کے آخری جملہ ”دو آدمیوں کے درمیان فساد و بگاڑ پیدا کرنا ایک ایسی خصلت ہے جو مونڈنے والی ہے“ کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے درمیان افتراق و انتشار کے فتنہ کا بیج بونا ایک ایسی خصلت ہے جو دین کو تباہ و برباد کر دیتی ہے اور ثواب کے حصول کو بالکل ختم کر دیتی ہے۔ جیسا کہ استر ابالوں کو جڑ سے صاف کر دیتا ہے۔ (از مظاہر حق باختصار)

اور مولانا عاشق الہی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ہر قسم کی قومی اور ملکی بہبودی جو کہ متعدی نفع ہے چونکہ باہمی اتفاق پر موقوف ہے لہذا عبادت کے لازمی نفع سے مقدم ہے۔ (از درر)

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہمارے پاس اور کوئی سرمایہ نہیں، کوئی وسیلہ نہیں اقرار جرم کرتے ہیں آپ کے نبی الرحمة صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے آپ کی رحمت کے طلب گار ہیں۔

یا اللہ! آپ کے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اس وقت جہاں جہاں بھی ہیں اور دشمنوں کی رد میں ہیں سازشوں میں ہیں۔ ان کی حفاظت فرمائیے ان کو ہدایت دیجئے اور ان کو دشمنوں سے آزاد کر دیجئے۔ اعدائے دین کی سازشوں سے ان کو بچا لیجئے۔

آپس میں صلح کی اہمیت

وعن ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: (لم یکذب من نمی بین اثنین لیصلح)

ترجمہ: ”حضرت ام کلثوم (بنت عقبہ بن ابی معیط) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ آدمی جھوٹا نہیں ہے جو باہم لڑنے والے آدمیوں کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کرے اور اس سلسلہ میں (ایک فریق کی طرف سے دوسرے فریق کو) خیر اور بھلائی کی باتیں پہنچائے اور (اچھا اثر ڈالنے والی) اچھی باتیں کرے۔“ (ابوداؤد)

کا محصول لینے والا عشر لینے والا گنہگار ہوتا ہے۔“ (ابوداؤد)

تشریح: ناحق محصول لینے والا اور خلاف شرع محصولات لگانے والا بہت سخت گنہگار ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ وہ جنت میں نہ جائے گا۔ عذر خواہی کو قبول نہ کرنے اور محصول لینے والے میں مشابہت کی وجہ شاید یہ ہے کہ عذر قبول نہ کرنے والا بھی محصول لینے والے کی طرح عذر قبول نہیں کرتا کوئی تاجر لاکھ کہے کہ مجھ پر اس قدر محصول نہیں آتا یا میرے پاس تجارت کا مال نہیں بلکہ امانت کا ہے اور یا یہ کہ میں قرض دار ہوں۔ یہ محصول ادا نہیں کر سکتا وغیرہ وغیرہ مگر وہ اس کی کسی بات کو تسلیم نہیں کرتا اور اس سے زبردستی محصول وصول کرتا ہے۔

”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چغل خور آدمی جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔“ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

تشریح: مطلب یہ ہے کہ چغل خوری کی عادت ان سنگین گناہوں میں سے ہے جو جنت کے داخلہ میں رکاوٹ بننے والے ہیں اور کوئی آدمی اس گندی اور شیطانی عادت کے ساتھ جنت میں نہ جاسکے گا۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے کسی کو معاف کر کے یا اس جرم کی سزا دے کر اس کو پاک کر دے تو

”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے افضل صدقہ آپس میں صلح کرانا ہے۔“ (طبرانی، بزار)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ تم لوگوں کی عورتوں سے عفت و پاکدامنی اختیار کرو (یعنی تم دوسری عورتوں پر بری نظر نہ رکھو) تمہاری عورتیں (دوسرے لوگوں سے) عقیقت اور پاکدامن رہیں گی۔ تم اپنے والد کے ساتھ اچھا سلوک کرو نیکی کرو تمہارے بیٹے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کریں گے اور جس کا کوئی (مسلمان بھائی عذر لے کر آئے تو وہ اس کے عذر کو قبول کرے خواہ وہ عذر خواہی صحیح ہو یا غلط اگر وہ عذر قبول نہیں کرے گا تو اسے میرے حوض پر آنا نصیب نہ ہوگا۔“ (حاکم)

”حضرت جودان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی سے (اپنے کسی قصور پر) عذر خواہی کرے اور وہ مسلمان شخص (اس کو معذور نہ قرار دے کر) اس کے عذر کو قبول نہ کرے (مثلاً یوں کہے کہ تمہیں کوئی عذر نہ تھا بلکہ تم عذر کے نام پر جھوٹ بولتے ہو یا یوں کہے کہ تم عذر تو رکھتے ہو مگر میں تمہارا عذر قبول نہیں کرتا) تو وہ اسی درجہ کا گنہگار ہوگا جس درجہ

اس کے بعد داخلہ ہو سکے گا۔

”چغل خوری“ کے معنی ہیں کسی کی خطا کو ایسے شخص تک پہنچانا جو سزا پر قدرت رکھتا ہو اور یہ سنگدلی کا اثر ہے کہ اپنے بھائی کو دکھ میں دیکھے بلکہ اپنے ہاتھوں ڈالنے سے خوش ہوتا ہے۔ ایسی گندی طبیعت عقلاً بھی جنت کے شایان شان نہیں کہ وہاں ہر شخص کو اس کی خواہش کے موافق عطا کرنے کا وعدہ ہے لہذا اگر چغل خور جنت میں بھی گیا تو اہل جنت کی راحت دیکھ کر چاہے گا کہ ان کو عذاب میں مبتلا دیکھے اس کی خواہش پوری کی جائے تو ان کی عزت چھنی جائے اور ان کو خوش رکھا جائے تو اس کی خواہش پوری نہ ہو اس لئے یہ جنت میں جانے کے قابل نہیں۔

البتہ چغل خوری یا غیبت اگر خود غرضی کے لئے نہیں بلکہ خود مجرم کی یا دوسروں کی اصلاح کے لئے ہو تو ایسا ہے جیسا کہ کسی کے مرض کا طبیب سے کہنا یہ اس کے نشتر لگوانا یا اس نیت سے اس کے

ہاتھ کٹوانا کہ جان اور باقی جسم بچ جائے۔ لہذا جہاں شریعت میں اس کی اجازت یا صحابہ رضی اللہ عنہم سے ارتکاب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی سماع ثابت ہو وہ ایسے ہی مواقع ہیں کہ صورت ہے غیبت یا چغل خوری کی مگر جرائم کا سد باب اور امن عام کا نظم اسی پر موقوف ہے۔ معلوم ہوا مہارنیت پر ہے کہ وہی فعل کی محرک ہوتی ہے اگر وہ خود غرضی و سنگدلی ہے تو حرام ہے اور اصلاح خلق و رفاه عام ہے تو جائز بلکہ مامور ہے۔ (از معارف دہ)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ نے ارشاد فرمایا: ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور عذاب بھی کسی بھی بڑی چیز پر نہیں ہو رہا (کہ جس سے بچنا مشکل ہو) ان میں ایک تو چغل خوری کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔“ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، صحیح ابن خزیمہ)

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہم کو اپنے نبی الرحمة صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی سے بچا لیجئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے ہم پر اور تمام امت مسلمہ پر رحم فرمائیے۔

اے اللہ! ہمارے دل کو نفاق سے عمل کو ریا سے زبان کو جھوٹ سے اور آنکھ کو خیانت سے پاک فرما دیجئے کیونکہ آپ آنکھوں کی چوری اور جو کچھ دل چھپاتے ہیں جانتے ہیں۔

اے اللہ! علم سے ہماری مدد فرما اور حلم سے ہمیں آراستہ فرما اور پرہیزگاری سے بزرگی عطا فرما اور امن سے ہمیں جمال عطا فرمائیے۔

یا اللہ! موجودہ دور میں ہمیں دین اسلام پر مضبوطی سے کاربند فرما اور غیر اسلامی تہذیب کے اثرات سے ہمیں اور ہماری نسلوں کی حفاظت فرما۔

یا اللہ! ہمیں اپنی اتنی محبت عطا فرما کہ آپ کے احکامات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں پر چلنا ہمارے لئے نہایت سہل ہو جائے۔

مسلمان کی عزت و حرمت

وعن عبدالرحمن بن غنم يبلغ به النبي صلى الله عليه وسلم: (خيار عباد الله الذي اذا رؤوا ذكر الله و شرار عباد الله المشاؤون بالنميمة المفرقون بين الاحبة الباغون للبراء العنت . رواه احمد .

ترجمہ: ”حضرت عبدالرحمن بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کے سب سے بہتر بندے وہ ہیں کہ ان کو دیکھ کر اللہ یاد آئے اور سب سے برے وہ ہیں جو چغل خور ہوں دوستوں میں جدائی ڈالنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے پاک دامن بندوں کو کسی گناہ یا کسی پریشانی میں مبتلا کرنے کی کوشش میں لگے رہنے والے ہوں۔“ (احمد)

فرمایا: تم نے (طعن و تحقیر کے ساتھ) ایسا کلمہ کہا کہ اگر اس میں سمندر کو ملا دیا جائے تو اس پر بھی غالب آ جائے اور میں نے آپ کے سامنے ایک شخص کی نقل اتاری تو آپ نے فرمایا مجھے اتنا اور اتنا (مال بھی) ملے تب بھی پسند نہیں کہ تم کسی کی نقل میرے سامنے اتارو۔“ (ابوداؤد ترمذی، بیہقی)

”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اونٹ بیمار ہو گیا۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس زائد اونٹ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا تم صفیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو ایک اونٹ دے دو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا میں اور اس یہودی عورت کو اونٹ دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر ان سے ناراض ہو گئے۔ اور ذوالحجہ محرم اور صفر کے چند دن تک حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑے رکھا (ان کے ہاں نہ جاتے تھے)۔“ (ابوداؤد)

”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوگوں نے ایک آدمی کا تذکرہ کیا اور کہا کوئی دوسرا اس کے کھانے کا انتظام کرے تو یہ

”حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں ارشاد فرمایا: بے شک تمہاری جانیں، تمہارے مال، تمہاری آبروئیں، ایک دوسرے کے لئے ایسی قابل احترام ہیں جیسا کہ تمہارا آج کا دن، تمہارے اسی مہینہ اور اس شہر میں توجہ سے سنو! میں نے تم تک پیغام الہی پہنچا دیا۔“ (بخاری، مسلم وغیرہما)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بدترین سودا اپنے مسلمان بھائی کی آبروریزی کرنا (یعنی اس کی عزت کو نقصان پہنچانا ہے چاہے کسی طریقے سے ہو مثلاً غیبت کرنا، حقیر سمجھنا، رسوا کرنا، وغیرہ وغیرہ)۔“ (بزار)

”حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بدترین سودا کسی مسلمان کی عزت پر ناحق حملہ کرنا ہے۔“ (ابوداؤد)

”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے (ایک دفعہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا بس آپ کو تو صفیہ کا پستہ قد ہونا کافی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

(حرام) گوشت نہیں کھایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا (غیبت کر کے) تم نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا ہے۔ (ابو بکر بن ابی شیبہ)
 ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھایا (یعنی اس کی غیبت کی) قیامت کے دن اس کے قریب کیا جائے گا۔ اور اس سے کہا جائے گا اس کو جیسا کہ تم نے زندہ کھایا تھا اب مردار کھاؤ۔ وہ کھائے گا اور تیوری چڑھائے گا اور چیخے چلائے گا۔“ (ابو یعلیٰ طبرانی، ابوالشیخ)
 ”حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا گزر کسی مرے ہوئے خچر پر ہوا انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ آدمی اس مرے ہوئے خچر کا گوشت پیٹ بھر کر کھائے یہ مسلمان کے گوشت کھانے (یعنی اس کی غیبت کرنے) سے بہتر ہے۔“ (ابوالشیخ ابن حبان وغیرہ)

کھاتا ہے اور کوئی دوسرا اس کو سواری پر کجاوہ کس کر دے دے تو یہ پھر اس پر سوار ہوتا ہے (یہ بہت سست ہے اپنے کام خود نہیں کر سکتا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم نے اس کی غیبت کی۔ ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم نے وہی بات کہی ہے جو اس میں موجود ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا غیبت ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ تم اپنے بھائی کا وہ عیب بیان کرو جو اس میں موجود ہے۔“ (اصہبانی)
 ”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ایک آدمی اٹھ کر چلا گیا اس کے جانے کے بعد ایک آدمی اس کے عیب بیان کرنے لگ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال کرو (اس گوشت کو جو تم نے غیبت کر کے کھایا ہے مراد ہے کہ توبہ کرو) اس نے عرض کیا میں کس چیز سے حلال کروں میں نے تو کوئی

دُعا کیجئے

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فرقہ پرستی سے بچائے اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسوہ و طریقہ پر رکھے۔ آمین
 اللہ تعالیٰ چھوٹے بڑے خواتین و مرد سب کو اپنی حفاظت و امان میں رکھے شیطان اور اس کے کارندوں کے شر سے بچائے آمین
 اللہ ہم سب کو قبر کی تکلیف سے بچائے۔ ہمارے والدین، اساتذہ، مشائخ اور محسنین و عزیز و اقارب میں سے جو لوگ فوت ہو چکے ہیں ان کی قبروں کو جنت کا باغ بنائے۔ آمین
 اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک و صالح اعمال کرنے والا بنائے ہر مصیبت و آفت سے محفوظ رکھے۔ آمین
 دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو رمضان کے روزے اور دیگر ایام کے روزے جو مسنون ہیں رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی برکات و اجر سے معمور فرمائے۔ آمین

مسلمان کا مقام

وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: جاء الاسلامی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ' فشہد علی نفسه بالزنا اربع شہادات یقول: اتیت امرأۃ حراماً و فی کل ذلک یعرض عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ' فذکرت الحدیث الی ان قال: (فما ترید بهذا القول)؟ قال: ارید ان تطہرنی ' فامر بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یرجم ' فرجم ... رواہ ابن حبان فی صحیحہ.

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت (ما عزن مالک) اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور انہوں نے چار مرتبہ اپنے بارے میں اس بات کا اقرار کیا کہ میں نے ایک عورت سے حرام کا ارتکاب کیا ہے۔ ہر مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوسری طرف منہ پھیر لیتے تھے۔ پھر آگے حدیث کا مضمون اور بھی ہے جس میں یہ بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اس بات سے کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے پاک فرمادیں چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو رجم کرنے کا حکم فرمایا۔ اس پر ان کو رجم کیا گیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دو انصاری صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سنان میں سے ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا اس آدمی کو دیکھو اللہ تعالیٰ نے تو اس پر پردہ ڈالا تھا لیکن یہ خود اپنے پیچھے پڑ گیا جس کی وجہ سے اسے کتے کی طرح پتھر مارے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر خاموش ہو گئے پھر تھوڑی دیر چلنے کے بعد آپ کا گزرا ایک مرد ارگدھے کے پاس سے ہوا جس کا پاؤں (پھولنے کی وجہ سے) اوپر اٹھا ہوا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا فلاں اور فلاں آدمی دونوں کہاں ہیں؟ ان دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم دونوں یہ ہیں آپ نے فرمایا تم دونوں اس مرد ارگدھے کا گوشت کھاؤ ان دونوں نے کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ: آپ کی مغفرت فرمائے اس کو کون کھا سکتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابھی تم دونوں نے اپنے بھائی کی (پیٹھ پیچھے) بے عزتی کی ہے وہ مرد ارگدھانے سے زیادہ سخت ہے اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے وہ اس وقت جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔“ (صحیح ابن حبان)

گہرے نیلے رنگ کا تھا۔ دریافت فرمایا اے جبریل! یہ کون ہے؟ انہوں نے بتایا وہ ہے جس نے (حضرت صالح علیہ السلام) کی اونٹنی کے کوچے کاٹے تھے۔“ (احمد)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب میرے رب نے مجھے معراج نصیب فرمائی تو میرا گزرا ایک قوم پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جس رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج پر لے جایا گیا تو آپ نے دوزخ میں ایسے لوگوں کو دیکھا جو مردار کھا رہے ہیں آپ نے دریافت فرمایا اے جبریل! یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھاتے تھے (یعنی ان کی غیبت کرتے تھے) اور آپ نے ایک شخص کو دیکھا جو سرخ اور

تھے اور ان سے اپنے منہ اور سینے کھرچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا یہ وہ لوگ ہیں (جو غیبتیں کر کے گویا) لوگوں کے گوشت کھاتے اور ان کی آبرو کے پیچھے پڑتے ہیں۔ (ابوداؤد)

تشریح: اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے عیوب کو چھپا رکھا ہے کون انسان ہے جو عیوب سے خالی ہو۔ جیسے ہر پیٹ میں پاخانہ کی الابلابھری پڑی ہے مگر گوشت نے پردہ ڈال رکھا ہے ورنہ کوئی کسی کے پاس بیٹھ نہ سکتا جو شخص کسی کی پیٹھ پیچھے کسی کی غیبت کرتا ہے اور اپنی عزت بڑھانے کے لئے اس کے عیوب کا پردہ چاک کرتا ہے وہ گویا مردار کا گوشت کھاتا ہے اور اپنا مٹاپا بڑھانے کے لئے اس کو چھپی ڈھکی گھناؤنی چیزوں کو کھولتا ہے کہ اس بے چارے کو خبر بھی نہیں کہ اس کا بھائی اس کے ساتھ کیا سلوک کر رہا ہے شیرباوجود جانور اور درندہ ہونے کے مردار گوشت کھانے سے نفرت کرتا ہے تو مسلمان جس کو انسانیت کے ساتھ اللہ والوں کی ہمدردی کا دعویٰ ہے زیادہ مستحق ہے کہ کراہت کرے کیونکہ یہ بد مذاقی زنا وغیرہ سے بھی زیادہ گندی ہے کہ وہ صرف اپنے نفس کے ساتھ بے دردی ہے۔ (ازدرر بتغییر واختصار)

”حضرت راشد بن سعد مقرائی رضی اللہ عنہ روایت کرتے

ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مجھے معراج نصیب ہوئی میرا ایسے لوگوں سے پر گزر ہوا جن کی کھالوں کو آگ کی قینچیوں سے کاٹا جا رہا تھا۔ میں نے دریافت کیا اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں انہوں نے بتایا یہ وہ ہیں جو بدکاری کی (طرف بلانے کیلئے) زینت کرتے تھے پھر میں ایسے کنوئیں پر سے گزرا جو بڑا بدبودار تھا؟ اس میں میں نے سخت خطرناک آوازیں سنیں۔ میں نے کہا اے جبریل! یہ کون ہیں انہوں نے بتایا یہ وہ عورتیں ہیں جو زنا و بدکاری کے لئے زینت کرتی تھیں اور حرام کار تکاب کرتی تھیں پھر میں ایسے مردوں اور عورتوں پر سے گزرا جو اپنے پستانوں کے ساتھ لٹکے پڑے تھے میں نے دریافت کیا اے جبریل! یہ کون ہیں! انہوں نے بتایا یہ عیب چھنے والے طعنہ دینے والے ہیں اور اس پر اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ”وَلِكُلِّ هَمْزَةٍ لَمْزَةٍ“ جس کا ترجمہ یہ ہے ”خرابی ہے ہر طعنہ دینے والے عیب چھنے والے کی“۔ (بیہقی)

”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے کہ ایک گندی بو اٹھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جانتے بھی ہو کہ یہ بو کس چیز کی ہے؟ یہ ان کی بدبو ہے جو مسلمانوں کی غیبت کرتے ہیں۔“ (احمد ابن ابی الدنیا)

دُعا کیجئے

اللہ تعالیٰ سب کو دین پر استقامت عطا فرمائے اور اسلام کو پوری طرح زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو دین کے تمام کاموں میں آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ سب کو اپنے نظام پر کامل یقین نصیب فرمائے ہر برائی سے محفوظ رکھے۔ آمین

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی خلافت و نیابت کے منصب کے مطابق عمل کرنے اور اس ذمہ داری پر پورا اترنے کی

توفیق عطا فرمائے آمین

چغل خوری پر عذاب

وعن ابی بکرۃ رضی اللہ عنہ قال: بینا انا اماشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو آخذ بیدی و رجل علی: یسارہ فاذا نحن بقبرین امامنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: (انہما لیعذبان و ما یعذبان فی کبیر و بلی: فایکم یاتینی و بجریدة) فاستبقنا فسبقته فاتیتہ بجریدة فکسرہا نصفین فالقی علی: ذا القبر قطعة و علی ذا القبر قطعة قال: (انہ یہون علیہما ما کانتا رطبیین و ما یعذبان الا فی الغیبة و البول) رواہ احمد و غیرہ باسناد رواہ ثقات.

ترجمہ: ”حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دفعہ) میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ میرے ہاتھ کو پکڑے ہوئے تھے اور ایک صاحب آپ کے بائیں طرف چل رہے تھے کہ ہمارے سامنے دو قبریں آئیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور عذاب بھی کسی بڑی چیز پر نہیں ہو رہا (کہ جس سے بچنا مشکل ہو) اور بے شک وہ بڑے گناہوں میں سے ہے تم میں سے کون ایک ٹہنی لائے گا؟ ہم دونوں لینے کو دوڑے میں ان صاحب سے آگے بڑھ کر لے آیا۔ چنانچہ آپ نے اس کے آدھے دو ٹکڑے کئے اس قبر پر ایک ٹکڑا ڈالا۔ اور دوسری قبر پر ایک ٹکڑا ڈالا۔ ارشاد فرمایا جب تک یہ تازہ رہیں گی ان پر سے عذاب ہلکا کر دیا جائے گا اور ان کو عذاب غیبت کرنے اور پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے پر ہو رہا ہے۔“ (احمد)

تشریح: پہلے اسی قسم کی ایک روایت گزری ہے جس میں چغل خوری کی وجہ سے عذاب کا ذکر تھا۔ حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ممکن ہے دو مرتبہ ایسا واقعہ پیش آیا ہو ایک مرتبہ آپ نے چغل خوری کی وجہ سے عذاب کا ذکر فرمایا اور دوسری مرتبہ غیبت کا۔

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جانتے بھی ہو کہ غیبت کس کو کہتے ہیں؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں فرمایا: اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرنا جو اسے ناگوار گزرے۔ عرض کیا گیا بھلا اگر بھائی میں وہ (عیب) موجود ہو جس کا میں تذکرہ کرتا ہوں؟ ارشاد فرمایا: اگر

وہ عیب موجود ہے تب تو غیبت ہوئی۔ اور اگر وہ عیب اس میں موجود نہیں ہے تو تو نے اس پر بہتان بندھا۔

”حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: جو کسی مسلمان کے بارے میں ایسی برائی کرے گا جو اس میں نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کو ”روغۃ الخبال“ (جہاں دوزخیوں کی پیپ اور خون کی کیچڑ ہوتی ہے) اس وقت تک رکھے گا جب تک (سزا پا کر) اس سے صاف نہ ہو جائے جو اس نے کہا تھا۔ اور ایک روایت میں ہے اس سے صاف نہ ہو سکے گا۔“ (حاکم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول

اور آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ ہے: ”اور ہمارے ذمہ ہے ایمان والوں کی مدد کرنا“۔

”حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی منافق (یعنی دوست نما دشمن) سے کسی مسلمان کی (عزت و آبرو کی) حمایت کی (کہ اس کی غیبت کی تردید کر دی) تو حق تعالیٰ شانہ ایک فرشتہ بھیجے گا جو قیامت کے دن اس کے گوشت کو دوزخ کی آگ سے بچائے رکھے گا اور جس نے کسی مسلمان کو (لفظ یا اشارہ کیا) تیر مارا کہ اس سے مقصود اس کو دھبہ لگانا تھا اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کے ایک پل پر قید رکھے گا جب تک (سزا پا کر) اپنے الزام (کے گناہ کی گندگی) سے پاک صاف نہ ہو جائے“۔ (ابوداؤد ابن ابی الدنیا)

”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جس نے اپنے مسلمان بھائی کی پیٹھ پیچھے مدد کی (مثلاً اس کی غیبت کی تردید کی اس کی طرف سے مدافعت کی) اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی مدد کرے گا“۔ (ابن ابی الدنیا)

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ گناہ ایسے ہیں کہ جن کا کوئی کفارہ نہیں ہے (کہ آدمی اس کے بدلہ کچھ دے دلا کر چھٹکارا حاصل کر لے) (۱) اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲) ناحق قتل (۳) مسلمان پر بہتان باندھنا (۴) عین جہاد کے وقت میدان سے بھاگنا (۵) ایسی (جھوٹی) پکی قسم کھانا کہ ناحق اس سے کسی کا مال ہتھیالے“۔ (احمد)

”حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے پیٹھ پیچھے اس کی آبرو کی حفاظت کے لئے مدافعت کرتا ہے (مثلاً غیبت کرنے والے کو روکتا ہے) تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے کہ اس کو دوزخ کی آگ سے آزاد کر دے“۔ (احمد)

”حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی آبرو کی حفاظت کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے دوزخ کی آگ ہٹا دیں گے۔ (ترمذی) اور ایک روایت میں ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ: دوزخ کے عذاب کو ہٹا دیں گے

دُعا کیجئے

اللہ تعالیٰ سب کے گھر شاد و آباد رکھے، لڑائی جھگڑے اور ناچاقی سے حفاظت فرمائے۔ آمین
اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل محبت و اطاعت نصیب کرے۔ نافرمانی و محرومی سے بچائے۔ آمین
اللہ تعالیٰ سب کو سچا بنائے، سچوں کی رفاقت عطا کرے اور سچوں ہی کے ساتھ ہمارا انجام ہو۔ آمین
اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اپنی دنیا و آخرت کی بھلائی عطا فرمائے اور اپنی رضا کا مقام جنت عطا فرمائے۔ آمین

تکمیل ایمان کے نسخے

وعن جابر بن ابی طلحۃ الانصاری رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: (ما من امری مسلم یخذل امرأ مسلماً فی موضع یتنہک فیہ حرمتہ و ینتقص فیہ من عرضہ الا خذلہ اللہ فی موطن یحب فیہ نصرتہ و ما من امری مسلم ینصر مسلماً فی موضع ینتقص فیہ من عرضہ و ینتہک فیہ من حرمتہ الا نصرہ اللہ فی موطن یحب فیہ نصرتہ) رواہ ابو داؤد و ابن ابی الدنیا و غیرہما و اختلف فی اسنادہ۔

ترجمہ: ”حضرت جابر بن ابی طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کی مدد سے ایسے موقع پر ہاتھ کھینچ لیتا ہے جب کہ اس کی عزت پر حملہ کیا جا رہا ہو اور اس کی آبرو کو نقصان پہنچایا جا رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسے موقع پر اپنی مدد سے محروم رکھیں گے۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کی مدد کا خواہش مند (اور طلب گار) ہوگا اور جو شخص کسی مسلمان کی ایسے موقع پر مدد اور حمایت کرتا ہے جب کہ اس کی عزت پر حملہ کیا جا رہا ہو اور آبرو کو نقصان پہنچایا جا رہا ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے موقع پر اس کی مدد فرمائیں گے جب وہ اس کی نصرت کو خواہش مند (اور طلب گار) ہوگا۔“ (ابوداؤد)

”حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مبارک ہو اس شخص کے لئے جو اپنی زبان کو قابو میں رکھے اور اپنے گھر میں رہے اور اپنے گناہوں پر روئے۔“ (طبرانی فی الاوسط والصغیر)

”حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص مجھے اپنے جبرڑوں اور دونوں ٹانگوں کے درمیان والے اعضاء کی ذمہ داری دے دے (کہ وہ زبان اور شرم گاہ کو غلط استعمال نہیں کرے گا) تو میں اس کے لئے جنت کی ذمہ داری دیتا ہوں۔“ (بخاری ترمذی)

”جس کو اللہ تعالیٰ نے ان اعضاء کی برائیوں سے بچالیا جو دونوں جبرڑوں اور ٹانگوں کے درمیان ہیں یعنی زبان اور شرم گاہ تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔“ (ترمذی صحیح ابن حبان)

تشریح: یہاں یہ بات ملحوظ رکھنی چاہئے کہ اس قسم کے

”حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ! مسلمانوں میں سب سے افضل کون ہے؟ ارشاد فرمایا مسلمان جس کی زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہیں۔“ (بخاری مسلم نسائی)

”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو اللہ کی منع کی ہوئی چیزوں کو چھوڑ دے۔“ (بخاری مسلم)

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ! سب سے افضل کون سا عمل ہے؟ ارشاد فرمایا نماز اپنے وقت پر پڑھنا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر کون سا عمل ہے؟ ارشاد فرمایا تمہاری زبان سے لوگ محفوظ رہیں۔“ (طبرانی)

وعدوں کا تعلق صرف ان لوگوں سے ہے جو صاحب ایمان ہوں۔

”حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پوچھا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل کون سا ہے؟ سب خاموش رہے کسی نے جواب نہ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ سب سے زیادہ پسندیدہ عمل زبان کی حفاظت کرنا ہے۔“ (ابو الشیخ ابن حبان بیہقی)

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ جب تک اپنی زبان کی حفاظت نہ کر لے ایمان کی حقیقت کو حاصل نہیں کر سکتا۔“ (طبرانی فی الصغیر والاوسط)

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں زمین کی پشت پر کسی چیز کو زبان سے زیادہ طویل قید کی حاجت نہیں۔“ (طبرانی) تشریح: مطلب یہ ہے کہ سب سے زیادہ زبان کو روکے

رکھنے اور بے جا استعمال کرنے سے بچانے کی ضرورت ہے۔

”حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو اللہ تعالیٰ دو چیزوں کے شر اور برائی سے بچالے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہمیں کیوں نہیں بتاتے (کہ وہ چیزیں کیا ہیں؟) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا (کچھ دیر کے بعد) پھر وہی ارشاد دہرایا۔ دوبارہ وہ شخص وہی سوال کرتا ہوا گیا اس کو اس کے برابر والے شخص نے خاموش کرایا (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس ارشاد کو بار بار دہرانا اور سائل کے سوال کے جواب میں سکوت فرمانا اہمیت کے پیش نظر تھا تا کہ سامنے والوں میں کامل طلب پیدا کر کے بتایا جائے تو یاد بھی رہے اور عمل بھی ہو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کو اللہ تعالیٰ دو چیزوں کے شر سے بچالے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ دو چیزوں میں ایک تو دو جبرٹوں کے درمیان ہے (یعنی زبان) اور دوسری دو ٹانگوں کے درمیان ہے (یعنی شرم گاہ)۔“ (مالک)

دُعا کیجئے

اللہ تعالیٰ سب کو صالح اعمال صالح نیت کے ساتھ کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور وہ نیک اعمال جن کی ہم استطاعت نہیں رکھتے اپنے فضل سے ان کا اجر بھی ہمارے حصہ میں کر دے۔ آمین

اللہ تعالیٰ سب کو دین و ایمان میں اخلاص پر قائم رکھے اور ایسے کاموں سے بچائے جو ایمان کے منافی ہیں۔ آمین

اللہ تعالیٰ ہمیں حرام سے اور مشتبہات سے بچائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ ہمیں حسد سے بچائے اور علم و سخاوت کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ ہمیں نیکی کے کام کرنے والا بنائے، علم دین سے نوازے اور ہر قسم کی بدکاری سے بچائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان پر استقامت عطا کئے رکھے اور ایمان پر ہی ہمیں موت آئے۔ آمین

چند اعمال صالحہ

وعن ركب المصرى رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (طوبى لمن عمل بعلمه و انفق الفضل من ماله و امسك الفضل من قوله). رواه الطبرانی .
 ”حضرت ركب مصری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مبارک ہو خوشخبری ہو اس شخص کے لئے جو اپنے علم پر عمل کرے اور ضرورت سے زائد مال خرچ کر دے اور ضرورت سے زائد فضول بات سے درکار ہے۔“ (طبرانی)

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا جو بات بھی ہم کرتے ہیں کیا یہ سب ہمارے اعمال نامہ میں لکھی جاتی ہیں (اور کیا ان پر بھی پکڑ ہوگی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تجھ کو تیری ماں روئے! (اچھی طرح جان لو کہ) لوگوں کو ناک کے بل دوزخ میں گرانے والی ان کی زبان ہی کی بری باتیں ہوں گی اور جب تک تم خاموش رہو گے (زبان کی آفت سے) بچے رہو گے اور جب کوئی بات کرو گے تو تمہارے لئے اجر یا گناہ لکھا جائے گا۔“ (طبرانی)

تشریح: ”تجھ کو تیری ماں روئے“ عربی محاورہ کے مطابق یہ پیار کا کلمہ ہے بددعا نہیں ہے۔

”حضرت اسود بن اصرم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے وصیت فرمائیے ارشاد فرمایا: اپنے ہاتھ کو قابو میں رکھو۔ (کہ اس سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے) میں نے عرض کیا اگر میرا ہاتھ میرے قابو میں نہ رہے تو پھر اور کیا چیز قابو میں رہ سکتی ہے؟ یعنی ہاتھ تو میرے قابو میں رہ سکتا ہے ارشاد فرمایا اپنی زبان کو قابو میں رکھو میں نے عرض کیا: اگر میری زبان ہی میرے قابو میں نہ رہے تو پھر اور کیا چیز قابو میں رہ سکتی ہے؟ یعنی زبان تو میرے قابو میں رہ سکتی ہے۔ ارشاد فرمایا: تو پھر تم اپنے ہاتھ کو بھلے کام کے لئے ہی بڑھاؤ اور اپنی

”حضرت سفین بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ایسی بات بتادیں جس کے ساتھ میں چٹ جاؤں (اس کو لازم کر لوں) ارشاد فرمایا کہو میرا رب اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہو۔ میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ! آپ کو مجھ پر سب سے زیادہ کس کا خطرہ و خوف ہے؟ آپ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا اس کا (کہ زبان غلط استعمال نہ ہو)۔“ (ترمذی، ابن ماجہ، صحیح ابن حبان، حاکم)

”حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے ایسی چیز بتادیں جسے میں مضبوطی سے پکڑا رہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اس کو اپنے قابو میں رکھو۔“ (طبرانی)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی بندہ کا ایمان درست نہیں رہ سکتا جب تک اس کا دل درست نہ ہو اور دل درست نہیں رہ سکتا جب تک اس کی زبان درست اور سیدھی نہ ہو۔ اور وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں اور آفتوں سے بے خوف نہ ہوں۔“ (احمد، ابن ابی الدنیا)

”حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں

زبان سے بھلی بات ہی کہو۔ (طبرانی، ابن ابی الدنیا، بیہقی)
 ”عقل مند کو چاہئے کہ اپنے زمانہ اور وقت کو غور سے دیکھے
 (کہ اس کو بہت کم سمجھ کر اہم امور میں خرچ کرے وقت کو ضائع
 نہ کرے) اپنی حالت کی اصلاح کی طرف متوجہ رہے اپنی زبان
 کی حفاظت کرے اور جس نے اپنے کلام کو عمل میں شمار کر کے
 اس کا محاسبہ کیا تو اس کا کلام کم ہو کر صرف مفید اور مقصود میں ہی
 خرچ ہوگا (یہ حدیث پاک کا ایک جز ہے)

”حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض
 کیا یا رسول اللہ! مجھے وصیت فرمادیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کو لازم پکڑ لو۔ یہ تمام خیروں کے
 لئے جامع ہے اور اللہ کے راستہ کے جہاد کو لازم پکڑ لو یہ مسلمانوں

کی رہبانیت ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور قرآن کی تلاوت کو لازم
 پکڑو کہ یہ تمہارے لئے زمین میں نور ہے۔ (کہ اس کے ذریعہ
 سیدھی راہ دیکھ سکو گے) اور آسمان میں تمہارے تذکرہ کا ذریعہ ہے
 اور اپنی زبان کو سوائے خیر کے ہر قسم کی بات سے محفوظ رکھو اس سے
 تم شیطان پر قابو پا لو گے۔ (طبرانی فی الصغیر، ابوالشیخ فی الثواب)

”حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا
 یا رسول اللہ! مجھے وصیت فرمائیے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی
 عبادت ایسی کرو گویا کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو اور اپنے آپ کو
 مردوں میں شمار کرو کہ لمبی امیدیں نہ کرو (اگر تم چاہو تو تم کو وہ
 چیز بتا دوں جو ان تمام چیزوں سے زیادہ تم پر غالب ہو۔ اپنی
 زبان مبارک کی طرف اشارہ کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے ارشاد فرمایا یہ ہے۔ (ابن ابی الدنیا)

دُعا کیجئے

اللہ تعالیٰ سب کو فتنوں سے بچائے جب تک زندگی ہے تو اپنی اطاعت کی زندگی عطا فرمائے۔ اور خاتمہ
 بالایمان نصیب فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ ہمارے نوجوانوں کو صالح بنائے۔ بے راہ روی سے بچائے۔ آمین
 اللہ تعالیٰ ہمیں شادی بیاہ کے معاملات کو شریعت کے مطابق کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین
 اللہ تعالیٰ ہمیں تمام احکام شریعت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
 اللہ تعالیٰ سب کو شرعی احکام کا صحیح علم اور اس پر پورے پورے عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین
 اللہ تعالیٰ ہماری مستورات کو شریعت کے احکام کا صحیح علم اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
 اللہ تعالیٰ ہمیں شرک سے اپنی نافرمانی سے جھوٹی قسموں سے محفوظ رکھے۔ آمین
 اللہ تعالیٰ سب کو جھوٹی و غلط قسموں سے بچائے۔ آمین

بات چیت میں احتیاط

و عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ رفعہ قال: اذا أصبح ابن آدم، فان الاعضاء کلها تفکر اللسان فتقول: اتق اللہ فینا فانما نحن بک فان استقمت استقمنا و ان اعوججت اعوججنا. رواہ الترمذی و ابن ابی الدنیا و غیر ہما، وقال الترمذی: رواہ غیر واحد عن حماد بن زید و لم یرفعوہ قال: و هو اصح.

ترجمہ: ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انسان جب صبح کرتا ہے تو اس کے جسم کے سارے اعضاء زبان سے نہایت عاجزی کے ساتھ کہتے ہیں کہ تو ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈر کیونکہ ہمارا معاملہ تیرے ہی ساتھ (جڑا ہوا) ہے۔ اگر تو سیدھی رے گی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے۔ اور اگر تو ٹیڑھی ہوگی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے (اور پھر اس کی سزا بھگتنی پڑے گی)۔“ (ترمذی)

یہی زبان مجھے بری جگہوں میں لے آئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جو زبان کی بدگوئی اور تیزی کی شکایت نہ کرتا ہو“ (بیہقی)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو چپ رہا وہ نجات پا گیا۔“ (ترمذی)

تشریح: مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے بری اور فضول باتوں سے زبان کو روک رکھا اسے دنیا و آخرت کی بہت سی آفتوں، مصیبتوں اور نقصانات سے نجات مل گئی کیونکہ عام طور پر انسان جن آفتوں میں مبتلا ہوتا ہے ان میں سے اکثر کا ذریعہ زبان ہی ہوتی ہے۔ (مرقاۃ)

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: بندہ کبھی بے سوچے سمجھے ایسی بات کہہ دیتا ہے جس کی وجہ سے مشرق و مغرب کے درمیانی فاصلہ سے بھی زیادہ دور دراز میں جا گرتا ہے۔ (بخاری)

ایک روایت میں ہے انسان کوئی بات کہہ دیتا ہے اور اس کے

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ (ایک دن) صفا پہاڑی پر چڑھے اور اپنی زبان کو پکڑ کر فرمایا اے زبان! صرف خیر کی بات کہا کر دنیا و آخرت میں اس کا فائدہ اٹھائے گی اور برائی سے خاموش رہا کر اس سے پہلے کہ تجھے ندامت اور پشیمانی اٹھانی پڑے۔ برائی میں پڑنے سے محفوظ رہے گی۔ پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اکثر و بیشتر انسان کی خطائیں اور غلطیاں اس کی زبان سے ہوتی ہیں (کہ زبان کو غلط استعمال کرتا ہے)۔“ (طبرانی، ابوالشیخ فی الثواب، بیہقی)

”حضرت اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو دیکھا کہ وہ اپنی زبان کو کھینچ رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ چھوڑیں (کیا کبر رہے ہیں) اللہ تعالیٰ: آپ کو معاف کرے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہی زبان مجھے بری جگہوں میں (ہلاکت کی جگہوں میں) لے آئی ہے۔“ (مالک ابن ابی الدنیا، بیہقی)

”حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (زبان کے متعلق) فرمایا۔

کہنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا لیکن اس کی وجہ سے جہنم میں ستر سال کی مسافت کے برابر (نیچے) گر جاتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)
 ”حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی صرف لوگوں کو ہنسانے کے لئے کوئی ایسی بات کہہ دیتا ہے جس میں کوئی برائی نہیں سمجھتا اس کی وجہ سے جہنم میں آسمان (زمین کے درمیانی فاصلہ) سے بھی زیادہ گہرائی میں پہنچ جاتا ہے۔ (ابوالشیخ) اس کو مسند احمد میں بھی روایت کیا ہے۔“

”حضرت بلال بن حارث مزی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے والی ایسی بات کہہ دیتا ہے جس کو وہ بہت زیادہ اہم نہیں سمجھتا لیکن اس بات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ قیامت تک

کے لئے اس سے راضی ہونے کا فیصلہ فرما دیتے ہیں اور آدمی اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی ایسی بات کہہ دیتا ہے جس کو وہ بہت زیادہ اہم نہیں سمجھتا لیکن اس بات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ قیامت تک کے لئے اس سے ناراض ہونے کا فیصلہ فرما دیتے ہیں۔“ (مالک، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، صحیح ابن حبان، حاکم)

”حضرت حکم کی صاحبزادی کی باندی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ایک شخص جنت کے اتنے قریب ہو جاتا ہے کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک نیزہ کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر کوئی ایسا بول بول دیتا ہے جس کی وجہ سے جنت سے اس سے بھی زیادہ دور ہو جاتا ہے جتنا مدینہ سے (یمن کا شہر) صنعاء دور ہے۔ (ابن ابی الدنیا، صہبانی) یہ روایت مسند احمد میں بھی ہے۔“ (مجمع الزوائد)

دُعا کیجئے

اللہ تعالیٰ ہمیں شریعت کے احکام کا علم حاصل کر کے ان پر خلوص نیت سے عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو گناہ سے بچائے، ہر غلط نذر و منت سے محفوظ رکھے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فرقہ پرستی سے بچائے اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسوہ و طریقہ پر رکھے۔

اللہ تعالیٰ چھوٹے بڑے، خواتین و مرد سب کو اپنی حفاظت و امان میں رکھے، شیطان اور اس کے کارندوں کے شر سے بچائے۔

اللہ ہم سب کو قبر کی تکلیف سے بچائے۔ ہمارے والدین، اساتذہ، مشائخ اور محسنین و عزیز واقارب میں سے جو لوگ فوت ہو چکے ہیں ان کی قبروں کو جنت کا باغ بنائے۔ آمین